

UNIVERSAL  
LIBRARY

OU\_232028

UNIVERSAL  
LIBRARY



OUP—881—5-8-74—15.000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۱۹۱۵۵۱۲۱ Accession No. A611

Author

صمد الدین ابوالفتح سید محمد حسینی سیو دراز

Title

دیوان انیس العشاق

This book should be returned on or before the date last marked below.

---



ان من البيان سحرًا وان من الشعر حكمة

# دیوان

حضرت قدوة السالکین زبده العارفين امام الکاملين ولى الاکبر الصادق  
مخدوم بنده نواز حضرت

صدرالدين ابوالفتح سيد محمد حسيني گيسودراز چشتى

قدس سره العزیز  
المستقیم

# انيس العشاق

بلسله مطبوعات کتب خانہ رضتین گلبرگہ سرینا

به انتظام و توجه خاص جناب معلى القابول غوث شيرجنگ بهادر رام قباہم  
و به تصحيح و به اهتمام

مولوى حافظ سيد عطا حسين صاحب ام لى سى اى

ناظم (وظیفہ یاب) سرزنشہ تعمیرات سرکار عالی  
در عہد آفرین برقی پریس (حیدرآباد دکن) طبع شد

شوال المکرم ۱۳۶۱ھ



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی خلق الانسان وعلّمه البیان والصلوة السّلام  
 علی سیدنا محمد رسولہ النبی الامی الذی انزل علیہ القرآن ویوتی  
 جوامع الکلم والایات والبرهان وعلی آلہ الطیبین الطاهیرین واصحابہ  
 الہادیین المہدیین فی کل وقت وان۔

سلسلہ علیہ چشتیہ میں حضرت سلطان العاشقین المقربین سید محمد حسینی گیسو دراز قدس  
 اللہ سرہ العیزر سے پہلے یعنی حضرت عبد الواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت  
 مخدوم خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمۃ تک کسی بزرگ نے تصنیف و تالیف کی جانا  
 توجہ نہیں کی اور کوئی کتاب یا رسالہ نہیں لکھا۔ اس سلسلہ میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ  
 حضرت چراغ دہلی کے مریدوں اور خلفائے شروع کیا جنہیں مقدم حضرت مخدوم  
 سید محمد حسینی گیسو دراز میں جنہوں نے چھوٹی بڑی کتابیں کثرت تصنیف و تالیف  
 کیں اور یائے کبار کوئی کام بغیر اشارت و حکم غیبی نہیں کیا کرتے حضرت مخدوم کی تصنیف  
 و تالیف کا کام بھی اسی قبیل کا تھا چنانچہ خود فرماتے ہیں: ”ہر کس کہ دران حضرت سلوک  
 کہ دہچیزے مخصوص شد ما سخن مخصوص صمیم خداے ماراد ولت بیان اسرار غویش واد  
 ہر چیز می خواہم کہ نظر من از سخن ساقط شود نشد“۔ اسرار الامرار کے دیباچہ میں فرماتے  
 ہیں: ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَّخْيٌ يُوحَىٰ نعت محمد رسول اللہ است

ہر کہ اتباع او کنت و اتہما مش در سنت او بود و رفتن بر طریقہ او باشد از جوامع الکلم و لمعۃ از گفتار او کہ نور الہدیٰ است و بیان سر القرب و الدنیٰ است نصیبہ گیر و دکن میں عام طور پر زبان زد ہے کہ حضرت مخدوم کی تصنیف و تالیف کی تعداد او کی عمر کے سنین کے مطابق ایک سو پانچ ہے۔ واللہ اعلم لوگوں کا یہ خیال کس حد تک صحیح ہے انکے مرید اور سوانح نگار حضرت محمد سامانی نے اپنی کتاب سیر محمدی میں جس کو حضرت مخدوم کے حالات میں تصنیف کیا ہے انکی اکتیس کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ ان میں بعض اہم کتابیں مثلاً تفسیر۔ شرح فصوص الحکم۔ شرح تعرف شرح عربی آداب المریدین۔ شرح عزنی فقہ الکبراب بالکل مفقود ہیں انڈیہ کو علم ہے کہ ان بے بہا کتابوں میں سے کسی ایک کا بھی کوئی نسخہ اب دنیا میں موجود ہے یا نہیں۔ میں سالہا سال سے اونکی تلاش میں ہوں مگر اونکا کہیں پتہ نہیں ملا اون کی تصانیف میں جو کتابیں اب موجود ہیں انکے نسخے بھی معدودے چہند ہی باقی رہ گئے ہیں۔

حضرت مخدوم کی تصانیف کی اہمیت اور ان میں سے بہتوں کے بالکل مفقود ہو جانے کی وجہ سے تقریباً پندرہ سال ہوئے مجھے خیال آیا کہ جو کتابیں تہذیب زمانہ سے اب تک بچ گئی ہیں اگر وہ فراہم کی جائیں اور بتدیج طبع کرادی جائیں تو تلف اور مفقود ہونے سے بچ جائیں گی ورنہ بہت جلد وہ بھی ناپید ہو جائیں گی۔ اس زمانہ میں فارسی زبان کی کساد بازاری ہے اور اس زبان میں لکھی ہوئی کتابوں کے پڑھنے اور سمجھنے والے اور انکی جانب توجہ کرنے والے بہت کم رہ گئے ہیں اس کے علاوہ مقصوف جو مکارم اخلاق سکھانے والا اور سنت نبوی اور عبادت خالصاً مخلصاً لوجہ اللہ اور محبت و عرفان الہی کے متعلق کلام پاک اور حدیث نبوی کی تفسیر اور شرح کرنے والا علم سے لوگوں کو اس کی جانب سے عموماً صرف ذہول ہی نہیں

بلکہ یا وجود قطعی ناواقفیت اور بے بہرہ گی کے اس سے انکار اور دشمنی پیدا ہو گئی ہے۔ ان اسباب کے پیش نظر یہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت مخدوم کی کتابوں کی رجوعیہ فارسی زبان اور چند عربی میں ہیں، افرامی تصحیح اور طباعت میں محنت مشاقہ اور مصارف کثیرہ برداشت کرنے سے حاصل کیا ہو گا۔ بجائے خود اعتراض بالکل واجبی تھا مگر ہمارے پیش نظر یہ خیال تھا کہ حضرت مخدوم کی بے بہا تصنیفوں کو جو دہتر زمانہ سے اب تک حال خال خالی ہی ہوئی ہیں اسلئے مفقود ہونے سے بچانے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ وہ طبع کرادی جائیں۔ اس کے علاوہ اگر ان میں سے کسی ایک کو ایک شخص نے بھی مطالعہ کیا اور اس سے اس کے دل میں داعیہ حق و اتباع سنت نبوی کا شوق و ولولہ پیدا ہو جائے تو ہمارا مدعا پورا ہو جائے گا۔ میں نے اپنا خیال چند ذی علم صوفی مشرب دوستوں کے سامنے پیش کیا۔ ان سب بزرگوں نے تائید کی۔ چنانچہ میرے ذی علم متقی صوفی مشرب دوست مولانا معشوق حسین صاحب قادری المناطبت نواب معشوق یار جنگ بہادر کی رجوعیہ وقت ضلع گلبرگہ شریف کے اول تعلقدار یعنی ڈسٹرکٹ کلکٹر تھے، اعانت اور تائید سے حضرت مخدوم کی نہایت بلند پایہ عظیم المرتبت اور نادر الوجود اور تصوف و معارف و حقائق کی جامع کتاب جس کے مثل فارسی زبان میں کوئی تصنیف نہیں ہوئی یعنی اسماء الاسرار کو سنہ ۱۳۵۱ء میں نے طبع کرنا شروع کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد سنہ ۱۳۵۶ء میں انہیں کے مشورہ اور تائید سے کتاب مستطاب خاتمہ جس سے زیادہ جامع بسوط اور مکمل اور بہتر کتاب مسائل آداب المریدین میں نہ عربی میں تصنیف ہوئی اور نہ فارسی میں نے طبع اور شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسی زمانہ میں نواب معشوق یار جنگ بہادر ہی کے مشورہ اور تائید سے ہمارے برگزیدہ صفات عالم باعمل کرم فرما مولانا

حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب پروفیسر عربی و دینیات گلبرگہ کلج نے حضرت مخدوم کے ملفوظات مسمیٰ یہ جوامع الکلم کو طبع کرا کر شائع کیا۔

تقریباً چار سال ہوئے ہمارے صوفی مشرب جامع فضائل علم دوست کرم فرما مولانا غلام غوث خاں صاحب המחاطب بہ نواب غوث یار جنگ بہا کا تقریر صوبہ گلبرگہ شریف کی صوبہ داری (کشمیری) پر ہوا اور روضہ بزرگ اور روضہ خورد اور ان کے ملحقات اور جاگیرات کا انتظام اور نگرانی بھی حسب فرمان خسروی او نہیں کے متعلق کر دی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں روضوں کی جاگیروں کا انتظام بہتر ہو گیا اور دونوں روضوں اور ان کے ملحقات میں نہایت مفید اور بکار آمد اور خوش منظر تغیرات اور ترمیمیں جلد جلد عمل میں لائی گئیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ ان مادی کاموں کے علاوہ دو نہایت مفید اور بکار آمد علمی کام بھی انجام دیئے گئے ان میں ایک مفید ترین کام روضتین سے متعلق مدرسہ کا قیام ہے جس میں مجاور اور اس آبادی کے لڑکوں اور لڑکیوں کو دینی اور دنیاوی تعلیم دی جا رہی ہے اور دوسرا کام روضتین سے متعلق ایک کتاب خانہ موسوم بہ "کتب خانہ روضتین" کا قیام ہے۔ روضہ بزرگ اور روضہ خورد میں دستبروز زمانہ سے کچھ کتابیں اب تک بچی ہوئی تھیں دونوں صاحبان سجادہ کی رضامندی اور اجازت سے صوبہ دار صاحب نے یہ سب کتابیں اس کتاب خانہ میں منتقل کر دیں اور ان کے علاوہ دوسری بہت سی کتابیں خصوصاً حضرت مخدوم اور ان کی فرزندوں کی تصانیف مختلف ذرائع سے

---

عہ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے مقبرہ کو روضہ بزرگ اور ان کے نبیرہ اور خلیفہ حضرت مخدوم سید عبداللہ حسینی المشہور بہ سید قبول اللہ حسینی کے مقبرہ کو روضہ خورد اور دونوں کو مجموعی طور پر اختصاراً "روضتین" کہتے ہیں۔

ماصل کر کے اس میں داخل کیں۔ نواب معشوق یار جنگ بہادر نے بھی اپنی سب کتابیں اس کتب خانہ کو دیدیں۔ یہ کتب خانہ مستحکم بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اس میں معتدبہ کتابیں جمع ہو چکی ہیں اور ہوتی جا رہی ہیں اور شائقین علم کے لئے وہ کھول دیا گیا ہے اور ان کو مستفید کر رہا ہے نواب غوث یار جنگ بہادر نے حضرت مخدوم اور ان کے فرزندوں کی تصانیف کو بتدیج طبع کرادینے کی ضرورت کو بھی محسوس کیا تا کہ وہ مفقود ہونے سے بچ جائیں اور طبع ہو کر ملک میں شائع ہو جائیں چنانچہ انکی توجہ اور حسن انتظام سے گذشتہ تین سال میں حضرت مخدوم کی تصانیف سے ترجمہ ادب المریدین اور حظار القدس اور چھوٹے چھوٹے رسالوں کا ایک مجموعہ مسمیٰ بہ مجموعہ یازدہ رسائل طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں اور اب اون کا دیوان مسمیٰ بہ انیس العشاق جو کتب خانہ روضتین کی نائعتوں کے سلسلہ کی چوتھی کتاب ہے طبع ہو کر شائع ہو رہا ہے مولانا حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب جن کا نام نامی پہلے آچکا ہے اور جو مدرسہ اور کتب خانہ روضتین کے اعزازی مہتمم ہیں ان کتابوں کی طباعت اور اشاعت میں بے حد دلچسپی لیتے آئے ہیں اور اپنے مفید مشوروں اور دوسرے طریقوں سے مجھے مسلسل مدد دیتے آ رہے ہیں جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء

حضرت مخدوم کی اون کتابوں کی طرح جن کے خال خال نسخے موجود ہیں اس دیوان کے نسخے بھی بہت کم باقی رہ گئے ہیں گذشتہ بارہ سال کی جستجو میں اس کے صرف تین نسخے میری نظر سے گذرے ۱۹۴۲ء کا لکھا ہوا ایک نسخہ قصبہ چنولی (ضلع گلبرگہ شریف) کے ایک مشائخ صاحب نے نواب معشوق یار جنگ بہادر کو گلبرگہ میں بہت اصرار کے ساتھ تحفہ دیا تھا مگر تھوڑے دنوں کے بعد واپس لے گئے نواب معشوق یار جنگ بہادر سے لے کر میں نے اس کی نقل

کرنی تھی اور کتب خانہ آصفیہ کے ایک جدید النسخہ ۳۲۵ء کے لکھے ہوئے نسخہ سے مقابلہ کر لیا تھا۔ دونوں نسخے چونکہ بہت غلط لکھے ہوئے تھے اس لئے میرے نقل کردہ نسخہ میں مقابلہ اور تصحیح کے بعد بھی بہتیری غلطیاں رہ گئیں۔ دو سال ہوئے ایک نسخہ جس کی کتابت اوائل دسویں صدی کے معلوم ہوتی ہے اتفاقاً چند روز کے لئے میرے پاس آیا اس سے مقابلہ کر کے اپنی نقل کردہ کتاب کی تصحیح شروع کی لیکن وہ کتاب بہت جلد واپس طلب کر لی گئی اور تصحیح کا کام ناتمام رہ گیا حسن اتفاق سے وہی کتاب حال میں جامعہ عثمانیہ کے کتب خانہ میں خریدی گئی اور ہمارے فاضل اور ادیب دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین صاحب پنی ایچ۔ ڈی نے جن کو حضرت مخدوم کی کتابوں اور انکی اشاعت سے بہت دلچسپی ہے مجھے اپنی نقل کردہ کتاب کا اس سے مقابلہ اور تصحیح کرنے کا موقع دیا اور میں نے شکریہ کے ساتھ اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور پوری کتاب کا مقابلہ کر کے جس قدر ممکن ہو سکا تصحیح کر لی۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو جزائے خیر دے جامعہ عثمانیہ کی کتاب میں بھی گو کتابت کی بہت غلطیاں ہیں تاہم میرے نسخہ کی بہت بڑی حد تک تصحیح ہوئی اور کتاب اس قابل ہو گئی کہ طباعت کے لئے مطبع کو دیدی جائے اور دیدی گئی طباعت میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا تینوں نسخوں میں سے ایک یا دو میں کوئی لفظ بد اہتہ صحیح تھا اور بقیہ دو یا ایک میں بد اہتہ غلط لکھا ہوا تھا طباعت میں جو صحیح لفظ تھا وہی قائم رکھا گیا لیکن جہاں جہاں لفظوں میں اختلاف تھا لیکن وہ الفاظ معنی کے اعتبار سے صحیح تصور کئے جا سکتے تھے ان میں نے اپنی جانب سے تصرف کرنے کی جرات نہیں کی بلکہ متن میں نواب معشوق یار جنگ بہادر کی کتاب کے الفاظ قائم رکھے اور حاشیہ پر ان یا ان کی علامت دے کر کتب خانہ آصفیہ اور جامعہ عثمانیہ

یادوں کتابوں کے الفاظ لکھ دیئے۔ چند جگہ جہاں الفاظ مشکوک رہ گئے اور تینوں منقول عنہم نسخوں میں کسی سے بھی تصحیح نہیں ہو سکی وہاں استفہام کی علامت م دیدی گئی ہے۔

حضرت مخدوم کے ملفوظ مسمیٰ جوامع الکلم میں اونکی متعدد غزلیں منقول ہیں جس زمانہ میں انکے فرزند اکبر حضرت سید اکبر حسینی ان ملفوظات کو قلمبند کر رہے تھے حضرت مخدوم جب کبھی کوئی غزل کہتے اوسی روز یا ایک دو روز کے بعد اپنے فرزند کو دیدیتے اور وہ اس کو اس روز کے ملفوظ میں شریک کر لیتے یہ سب غزلیں اس دیوان میں موجود ہیں۔ جن جن تاریخوں میں یہ غزلیں کہی گئیں یا ملفوظ میں درج کی گئیں میں نے دیوان کے صفحوں کے فٹ نوٹ میں وہ تاریخیں لکھ دی ہیں۔

اس دیوان کے مرتب اور جامع حضرت مخدوم کے ایک برگزیدہ اور ممتاز مرید میں جنہوں نے دیباچہ بھی لکھا ہے مگر کمال ادب سے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم کے فرزند خورد سید اصغر حسینی قدس سرہ نے انہیں طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے اور اراق کا ایک مجموعہ جنہیں حضرت مخدوم کی غزلیں لکھی ہوئی تھیں انہیں دیا اور فرمایا اس کو ترتیب دے کر دیوان مرتب کر دو۔ اس حکم کی تعمیل میں انہوں نے یہ دیوان مرتب اور مدون کیا اور اس کا نام انیس العشاق رکھا۔ مرتب علیہ الرحمہ نے ترتیب اور تکمیل کی تاریخ بھی دیباچہ میں نہیں لکھی ہے مگر اونکی تحریر سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام حضرت مخدوم کے زمانہ حیات میں انجام دیا گیا۔

حضرت مخدوم کو شعر گوئی سے چنداں دلچسپی نہیں تھی چنانچہ اسرار الاسما کے دیباچہ میں جہاں اسکی تالیف کا باعث بیان فرمایا ہے لکھتے ہیں۔ ”چند

کہے بلکہ زیادت از مجھے بر بنجے کہ ورح اتم پاک را گنجے یا شد و عرضے کہ موت  
 را عرضے بود مبتلا بودم تقدیر آسمانی و خواست ربانی صحتے را بنام ما شبتے کرد  
 دماغ لطیف و سبک شد گراں سنگی بباد موارفت بخاصیت طبیعت میل  
 بر غزلے و شعرے شد گفتم لا حول و لا قوت الا باللہ چہ کار من است وَالشَّعْرُ  
 يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ نعت کار من شود بصورت نظر مایل بر سمر شد در خاطر  
 افتاد اگر سحر گویم بارے اسرار اسرار . . . ” اس سے ظاہر ہے کہ شعر کوئی سے  
 انکو زیادہ دلچسپی نہیں تھی اور اسکی جانب زیادہ توجہ نہیں فرماتے تھے بلکہ جب کبھی  
 مضامین کی آمد ہوتی یا غلبہ حال سے مجبور ہو جاتے تو بمقتضائے ”خاصیت طبیعت“  
 غزل کہدیتے اسی لئے انہوں نے اپنی غزلوں کے جمع کئے جانے کا کبھی خیال  
 نہیں کیا انکی بہت سی ایسی رباعیاں اور غزلوں کے اشعار انکی تصانیف میں پائے  
 جاتے ہیں جو اس دیوان میں نہیں ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں صرف  
 وہی غزلیں اور رباعیاں جمع کی گئیں جو حضرت تیرا صغر حسینی کے پاس محفوظ رہ  
 گئی تھیں۔ حروف تاج - خ - ذ - س - ص - ض - ط - ظ - ع - غ - ف - ق -  
 ک - گ - اور ل کے ردیفوں کی کوئی غزل اس میں موجود نہیں ہے یہ دیوان  
 جلد (۲۲۴) غزلوں اور (۲۶) اشعار کی ایک مثنوی اور رباعیوں کا مجموعہ  
 ہے۔

شعرا کے عام طریقہ کے خلاف حضرت مخدوم نے اپنا کوئی خاص تخلص  
 بھی معین نہیں کیا القاب اور کنیت کے ساتھ انکا پورا نام صدر الدین  
 ابو الفتح محمد حسینی گیسو دراز تھا۔ ان میں جو مناسب معلوم ہوا غزلوں کے مقطوعوں  
 میں لائے ہیں اور ایک غزل کے مقطع میں یہ سب الفاظ جمع کر دئے ہیں  
 اے ابو الفتح محمد صدر دین گیسو دراز مختصر کن چند نالی قصہ خود گرد آرز

حضرت سعدی کے بعد سے شعرا یہ التزام رکھتے آئے ہیں کہ اپنا تخلص غزل کے آخر شعر میں لاتے ہیں۔ حضرت مخدوم نے یہ التزام بھی نہیں رکھا۔

حضرت مخدوم کے سوانح نگاروں کی کتابوں اور خود انکی تصنیفوں سے معلوم نہیں ہوتا کہ فن شاعری میں انہوں نے کسی کی شاگردی کی یا اپنی غزلوں کو کسی بزرگ کو دکھا کر اون سے اصلاح لی۔ مبد ر فیاض نے انکو نہایت غیر معمولی ذہن و ذکا اور ہر علم و فن کے ساتھ مناسبت اور موزونیت تامہ رکھنے والی طبیعت و دہیت کی تھی شاعری کے ساتھ بھی انکو طبعی مناسبت تھی اس لئے جب مضامین کی آمد ہوتی تھی غزل کہہ دیا کرتے تھے لیکن شعر گوئی سے چونکہ زیادہ دلچسپی نہیں تھی اس لئے تبادلہ تو یہی ہوتا ہے کہ شاعری میں کسی کی شاگردی کرنے اور اپنے کلام میں اصلاح لینے کی جانب ہ متوجہ نہیں ہوتے ہوں گے۔ سولہ سال کی عمر سے انہی سال کی عمر تک وہ دہلی میں رہے۔ جب وہ پانچ سال کے تھے حضرت امیر خسرو کی رحلت ہو چکی تھی اور ان کے بعد زمانہ دراز تک دہلی میں کوئی نامور شاعر نہیں رہا۔ دہلی پہنچتے ہی حضرت مخدوم مرید ہو کر تحصیل علوم ظاہری اور مجاہدہ باطنی میں تہہ مصروف ہو گئے۔ اس لئے دہلی میں فن شاعری میں کسی کی شاگردی کرنے کی کوئی صورت نہ تھی ہاں ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ ۱۲۸۰ء میں جب سلطان محمد تغلق نے دہلی کے باشندوں کو بجز دولت آباد بھیجا اس وقت (جیسا کہ میر غلام علی آزاد قدس سرہ نے روضۃ الاولیاء میں لکھا ہے) دربار حادۃ جمعہ کثیر مریدان و معتقدان سلطان المشائخ از سکندریہ بدولت آباد تشریفاً درو نہ آمدن امیر حسن دہلوی و سید یوسف پد حضرت سید محمد گیسو دراز و خواجہ حسن و خواجہ عمر و شیخ زین الدین قدس سرہ اسرار ہم درین شعر عام خود مصرع نوشتہ اند۔ حضرت مخدوم کی ولادت ۱۲۸۰ء میں ہوئی دولت آباد آنے کے وقت وہ سات سال کے تھے ۱۲۸۵ء میں جب ہ دولت آباد سے دہلی واپس گئے ان کی عمر سولہ سال کی تھی حضرت امیر حسن دہلوی دوسرے بزرگوں کے ساتھ جب ۱۲۸۷ء میں دولت آباد آئے آخر عمر تک یہاں سے اور ۱۲۸۷ء میں جب ان کا انتقال ہوا اسی نواح میں خلد آباد کے حصار

کے باہر دفن کئے گئے۔ حضرت مخدوم کے والد حضرت سلطان المشائخ کے مرید اور حضرت امیر حسن دہلوی کے پیر بھائی تھے۔ دونوں بزرگوں میں باہم نہایت محبت اور ارتباط تھا دولت آباد کی غریب الوطنی میں باہم صحبتیں راکرتی تھیں اس لئے ایک حد تک یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ۱۲۳۶ء سے ۱۲۳۷ء تک حضرت مخدوم اپنے والد کی زندگی میں اون کے ہمراہ اور ان کے بعد بطور خود حضرت امیر حسن دہلوی کی صحبت میں حاضر اور انکی فیضان ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوتے رہے۔ حضرت حسن سعدی اور خسرو کے قریب بہ ہم پلہ شاعر تھے حضرت مخدوم کو شاعری کے ساتھ فطر تا قوی مناسبت تھی اس کو محسوس کر کے حضرت حسن نے ضرورت توجہ کی ہوگی ان سے غزلیں لکھوائی ہوگی اور ان میں اصلاح دی ہوگی اور حضرت مخدوم اون کے فیض صحبت سے شاعری کے تمام اقسام و اصناف اور اس کے قوانین و رموز و نکات پر بہت جلد حاوی ہو گئے ہونگے میرے اس قیاس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ گو حضرت مخدوم شیخ احمد جام اور شیخ سعدی اور امیر خسرو قدس سرہا سے راہم کے معتقد ہیں اور سعدی کو غزل کا امام مانتے ہیں مگر ان کا کلام تقریباً تمام تر حضرت حسن دہلوی کے طرز پر ہے الفاظ اور کلام کی صفائی اور لطافت اور مضامین کی بلندی اور طرز اور این حضرت مخدوم کے اشعار انکے اشعار کے ساتھ مشابہت بنا کر دیکھتے ہیں۔

حضرت سعدی کا درجہ اولیاء ارشد میں بہت رفیع اور ممتاز ہے اور غزل گوئی کے وہ لفظاً و معنیاً بلا شک و شبہ امام ہیں۔ حضرت مخدوم کو اون سے بہت عقیدت تھی۔ اون کی متعدد غزلوں کے طرز پر انہوں نے غزلیں لکھی ہیں ایک غزل کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں جن میں انہوں نے اپنے جانب نہایت لطیف طریقہ پر شاعرانہ تخیل کا اظہار کیا ہے۔

نظر کردن بخوبان دین سعدی است      محمد اہل دین را مقتداست

اگر سعدی ست مستے چشم بازے      سفیر اللہ محمد رہنماست

حضرت احمد جام قدس سرہ کی ایک غزل نہایت مشہور اور اظہار حقیقت کے اعتبار سے

نہایت بلند پایہ ہے۔ اس کا مطلع یہ ہے

منزل عشق از مکانے دیگر است      مرد معنی را نشانے دیگر است

یہی وہ غزل ہے جسے قوالوں نے حضرت قطب القطاب خواجہ قطب الدین نجفیا کا کی قدس  
سرفہ العزیز کی ایک مجلس سماع میں گایا اور اس کے اس شہرہ آفاق شعر ہے

کشتگان خنجر تسلیم را      ہر زماں از غیب جان دیگر است

کو سنکران پر ایسی سخت اور قوی حالت طاری ہوئی کہ بالآخر اپنی جان عزیز کو جان آفریں کے حوالہ  
کر دیا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس غزل کے طرز پر اور اسی بحر اور ردیف قافیہ میں حضرت

مخدوم کی یہی ایک غزل اس دیوان میں ہے اس کا مطلع اور ایک شعر یہ ہے

مرد معنی از جہان دیگر است      گو ہر لعش زکان دیگر است

کشتگان غمزه معشوق را      ہر زماں از لطف جان دیگر است

حضرت احمد جام اور حضرت مخدوم کے ان دونوں شعروں کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں لفظ  
اور صاحب فقہ سلیم دیکھیں اور لطف اندوز ہوں۔

حضرت امیر حسن علا سجدی کی ایک غزل کا ایک عجیب و غریب اور حقیقت سے سرسبز شعر

جس کا مضمون نہایت ہی لطیف پیرا میں یاد کیا گیا ہے یہ ہے۔

دوش دیوانہ چہ خوش میگفت      ہر کرا عشق نیست ایماں نیست

حضرت مخدوم کو یہ شعر اس قدر پسند آیا کہ اس غزل کے طرز پر ایک غزل کہی اور اس کے ایک شعر میں  
حسن کے شعر کے مصرعہ ثانی کو علی حالہ قائم رکھا ہے

عشق بر خط وصال نزیب دین است      ہر کرا عشق نیست ایماں نیست

مصرعہ ثانیہ ایک حدیث کا لفظ بلفظ ترجمہ ہے لا ایمان لمن لا محبت له اور

اس کی ایک ہم معنی حدیث قریب قریب تو ان کی حد تک پہنچی ہوئی ہے لا یومن احدکم حتی  
اکون احب لیدہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین۔

ہر علم و فن کے لئے اس کے خاص اصطلاحات ہیں جب تک ان کے مفہوم سے بخوبی واقف نہ ہوں اس علم و فن کے مضامین کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتے اسی طرح صوفی شعرا نے بہت سے الفاظ کے لئے جن کو عام شعرا اپنے کلام میں ان کے لغوی معنی اور عام بول چال کے مفہوم میں لاتے ہیں اصطلاحی معنی مقرر کر لئے ہیں جب تک یہ اصطلاحی معنی معلوم نہ ہوں ان کے کلام کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آسکتے اس لئے بعض بزرگوں نے اپنی تصانیف میں ان الفاظ کے اصطلاحی معنی تفصیل سے بیان کر دیے ہیں حضرت مخدوم کے فرزند اکبر حضرت اکبر حسینی قدس سرہ نے تبصرۃ الاصطلاح الصوفیہ نام کی ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں علاوہ حقائق اور معارف کے حضرت مخدوم کے چند نہایت دقیق اشعار کی اور کتاب اسماء الاسرار کے چند سمروں کی شرحیں لکھی ہیں یہ کتاب انہوں نے اپنے والد بزرگوار کی اجازت اور ایما سے لکھی اور ان کے ملاحظہ میں بھی گذران دی تھی اس کے باب ہفتم کے آخر میں چند الفاظ کے اصطلاحی معنی بھی دیے ہیں اور یہاں سے دریافت اور معلوم کر کے لکھ دئے ہیں جو بحیثیت نقل کئے جاتے ہیں۔

«بدانکہ منجانہ و میکدہ و خم خانہ باطن عارف کامل را گویند کہ دروازہ معارف و قایق الہی باشد و تیرام درو معانی را گویند کہ صفات ذمیتہ نفس امارہ او تبدیل یافتہ باشد و تیرا سچہ واردات قلبی را گویند کہ بردل سالک فرود آید و پیر خرابات معنی باطن و عارف کامل را گویند و کافر کے را گویند کہ بکنگ و عدت باشد و عمارت ذوقے را گویند کہ از دل سالک آید و در خوش وقت سازد و ساغر و سیما شے را گویند کہ از مشاہدہ غیبی ادراک معنی الہی کنند و زنا علامت بکنگی و کجہتی در دین و متابعت راہ یقین و کلیسا و کشت عالم یقین و عالم شہود را گویند و یار و دلدار و صمہ حقیقت روحی و تجلی صفات را گویند و غم و ہوس و بویض باطن را گویند کہ نسبت ساکنان قفس شود و ہر گاہ کہ لب و دامن گویند حیات خواہند چشم و ابر و صفات کلام الہام غیبی را گویند کہ برسالک وارد میشود و قلاش و قلندر اہل ترک را گویند یعنی آہنایکہ از لذات و مرادات و ہوائے نفس رستہ باشد و شہود و شاہد اہل جذبہ و اہل ذوق را گویند و خمار و بادہ فروش مرشد کامل را گویند ساقی و

مطرب ترغیب کنندہ و فیض رسانندہ و اہل معنی را گویند عیسی و دم مرشد کمال را گویند۔ دختر  
بمعنی نفس مطہینہ را گویند۔ انچہ اصطلاحات محققان است جزوے بہ نظر ایشان معلوم بود در  
محل نوشتہ کہ طالبے را درین اصطلاح واضح شود۔

مضمون بالا بہت مختصر ہے اور اس میں معدودے چند ہی اصطلاحات بیان کئے  
گئے ہیں اس لئے چند دوسرے اصطلاحی الفاظ کے مفہوم اور معنی کو علامہ محمد افضل الہادی  
کی شرح دیوان حافظ سے انتخاب کئے لکھ دیتا ہوں۔

عاشق شیفۃ جمال و جلال الہی را گویند بعد از طلب جہ تمام معشوق حق را گویند بعد از  
طلب بجانہ سجد تمام ازاں روئے کہ مستحق دوستی وے است جمال انہا کمال معشوق است  
جہت ترغیب و طلب عاشق جلال انہا کمال استغنائے معشوق است از عشق عاشق  
شکل و وجود و ہستی حق را گویند شامل امتزاج جالیات و جالیات را گویند عشوہ اند  
جذبہ را گویند مگر عز و ردا دن معشوق را گویند مرعاشق را گاہ بطریق لطف و گاہ بطریق  
قہر بے بضاعتی عاشق مر اورا ظاہر شود قہریت اندراج الہی را گویند چشم نہوہ صفا  
قہری را گویند چہنیں کہنہ صلح قبول اعمال و عبادات را گویند پردہ موانعے را گویند  
کہ میان عاشق و معشوق بود از لوازم طریق نہ از جہت عاشق و نہ از جہت معشوق بود  
حجاب موانعے را گویند کہ عاشق را از معشوقہ باز دارد و بنوعے از انواع معاملہ عاشق  
نقاب موانعے را گویند کہ عاشق را از معشوق باز دارد بحکم ارادت معشوق کہ عاشق  
را ہنوز استعداد تجلی ندادہ باشد تا راج سلب اختیار سالک را گویند در جمیع احوال  
و اعمال ظاہری و باطنی۔ آشنائی تعلق و قیقۃ الوہیت بود کہ باہمہ مخلوقات پیوستہ  
است چون تعلق خالقیت بمخلوقات بیگانگی استغنائے عالم الوہیت را گویند  
گیسو طریق طلب را گویند ویدہ اطلاع الہی را گویند بر جمیع احوال سالک از خیر و شر  
چشم مست ستر الہی را گویند ہر تقصیرے را کہ از سالک در وجود آید چلیبہ عالم طہی

راگویند ناقوس مقام تفرقہ راگویند۔ بیت مقصود و مطلوب راگویند رو سے مراتب  
تجلیات راگویند خط سیاہ عالم غیب راگویند لب کلام مشوق راگویند لب شیریں  
کلام بے واسطہ راگویند دست صفت قدرت راگویند بازو صفت مشیت راگویند  
ساعد صفت قوت راگویند انگشت صفت احاطت راگویند وصال مقام وحدت را  
گویند فراق غیبت راگویند از مقام وحدت بحراں التفات بغیر راگویند دیوانگی مغلوبی  
عاشق راگویند بندگی مقام تکلیف راگویند خواب فنا سے اختیاری راگویند در افعال  
بشریت بیداری عالم صحو راگویند زلف اشارت بہ موجودات و تعینات و نیز اشارت  
تجلی جلالی در مراتب تنزلات و ظہورات و درازی زلف اشارت بعدم انحصار آہنا  
کوتاہ کردن زلف رفع قدرے از قیود گرہ زدن بزلف محکم کردن تعینات۔ سخ  
اشارت بہ ذات الہی است باعتبار ظہور کثرت اسمائی و صفاتی ازو سے خط اشارت  
بہ تعینات عالم ارواح کہ اقرب مراتب وجود است نقطہ خال اشارت بوحث حقیقت  
اصطلاحات ابھی بہت باقی رہ گئے۔ طوالت کے خیال سے یہاں ختم کرتا ہوں۔  
ذیل میں دیوان امیس العشاق سے سرسری طور پر چند اشعار نقل کئے جاتے  
ہیں تاکہ اہل نظر دیکھیں کہ حضرت مخدوم کا کلام کس قدر بلند پایہ اور اکابر شعرا کے کلام  
کے ہم پلہ ہے اور ان میں حقائق و معارف کس لطیف طریقہ پر بیان کئے گئے ہیں۔

بایار عزیز عمر آں است	گر یک نفسے شود میسر
جان و دل دتن گوزیان است	و در سر آں نفس بر آید
عشق بازی تمام ایمان است	عشق بازی خطر کہ بر جان است
مجنوں دو جہاں اگر چہ بغر و خنت	تسلیے سخن در بہ نسیم جوہم
ایمان میان سینہ جاناں میان جان است	جز آیں دگر نذارم حاصل ازیں جہان من
سر چہ باشد استتار راز چہیت	جز فد اگر نیت دیگر را وجود

مَرَّ رُوحِ الْقُدْسِ دَاوَهُ اسْتِ پَنَدِ  
 سَآئِنَا نَكْدَ حَبَابِ عَشْقِ مَسْتِ اَنَدِ  
 بَرُوحِ وُجُودِ هِرْ حَسْبِ وِ مِیَنَدِ  
 سَآئِی كِه مِی پِی سِی حَسْبِ اَدِیَوَانُ  
 عَشْقِبَا زِی اِخْتِیَارِ مَانِه بُوَدِ  
 مَآشَقِ نِه بُوَدِ شَرَعِ مَآخُذِ  
 فَرَاقِ آن قَبَا پُوشِ وِ كَلَه دَارِ  
 مَعشُوقِ بِه مِیْشِ اَوْ خُودِ آدِ  
 چَوْنِ مَن تُو دُو صَدِ نِه رِ دَارِی  
 خُوبِ رُویَاں اَز جَمَالِ اِنْدِ نِشَانِ مِیَنَدِ  
 سَآئِی صَافِی نَدَارِ مَتَا كَمِ غَسَلِ  
 زَا بِ دِی كَاں كَرِ دِیْمِ وِضُوعِ  
 مَحْمَدِ تَا كِه دَرِ صَدِ رِ حِیَا تِ اسْتِ  
 بَلُوكَرِ مَن اَكْرُ وِ سَقْتِ یَا یِ  
 بُوَ الْفَتْحِ بُوَ شَسْ بَادِه خُوشِ بَآشِ  
 اَكْرُ تُو پِنْدِ كُو یِ نِیكِ خُوَیِ  
 آئِی مَحْمَدِ تَرَا مِی سَرِ نِیْتِ  
 سِجَوَانِ عَشْقِ دَرِ پِی رِی فَرَاغْتِ  
 سِی مِخْرُ سَلُوتِ كَرِ بَا جَوَانِ اسْتِ  
 دَمِ بَا وِی اَكْرُ كَرِ دُو مِی سَرِ  
 تَبَسْمُ كَرِ دِ عَالَمِ نَامِ اَوْ شَدِ  
 كِه شُوبَا قَلْبِ قَالِبِ جَلْگِی رُوحِ  
 بِی هُوشِ زَبَادِه اسْتِ اَنَدِ  
 جِزِ نَقْشِ نِگَارِ پَاكِ شَسْتِنَدِ  
 زَلْفِ خُودِ رَا كُو چَرَا دِیَوَانِه كَرِ  
 سِرِ كَرَا خُوَ اَمِ هِنْدِ بَرِ سَمِی نِهِنْدِ  
 عَشْقِ آدِ وِ نَارِ وَا رِ اَوْ شَدِ  
 قَمِیصِ مِی تِی مَارَا دُو تَا كَرِ  
 دَرِ عَشْقِ كِی سَكِ یَكِ قَدَمِ زُو  
 مَن جِزِ تُو كَسِ دِ كَرِ نَدَارِ مِ  
 اَبِرَا كَرِ شَرَا خُوَ اَنِی تِ فَرِ قِ جِزِ نِیْمِ  
 تِیْمِ بَرِ دَرِ خَا رِ كَرِ دِ یِمِ  
 نَمَازِی جَانِبِ آن یَا رِ كَرِ دِیْمِ  
 كِشَادِه مِیْنِ اَزِیْنِ اسْرَا رِ بَا هِمِ  
 بَسِ اسْرَا رِ مَمْرُوجِ اسْتِ تَرَا هِمِ  
 اَزِ غِیْرِ خُذَا وِی حَسَدِ رِ كَنِ  
 مَزِیْدِ وِ رِ وَا رِ اَكْنِ دِعَا یِ  
 رَا هِ حَقِ بَی عِنَا یِ تِ پِی رِی  
 تُو كُو یِ مَشَكِ بُوَدِه سِی رِ كَشْتِ  
 هَاں سَاعَتِ شَمَارِ اَزِ زَنْدِ كَا نِی  
 تُو آں دَمِ رَا شَمَارِ اَزِ زَنْدِ كَا نِی  
 زِ كِی چَشْمِ كِ دُو صَدِ كُو نِه بِلَا یِ

اب میں اس مقالہ کو اپنے بادشاہ ظل سجانی خلیفہ الرحمانی امیر المومنین امام المسلمین  
 عدل گستر علم پرور سلطان العلوم میر عثمان علیجاں بہادر خلد اللہ ملک ہم و سلطنت ہم و متع اللہ  
 کاتہ المسلمین بطول عمر ہم و بقائم کے از دیا و عمر و دولت و اقبال پر ختم کرتا ہوں۔  
 وَأَخِرُّدَعُو أَنَا إِنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

فاکسار

حیدرآباد دکن

سید عطا حسین

۳۱ سوال المکرم ۱۳۶۴ھ

# ديوان

حضرت قدوة السالكين زبدة العارفين  
مخدوم ابو الفتح ولي الاكبر الصادق خواجه بنده نواز

سيد محمد حسين كسيوورا

قدس الله سره العزیز

المستجاب  
انيس العشق

بِسْمِ اللَّهِ الْحَمْدُ الْحَمْدُ

حمد بے حد و شکر بے عدم خالقے را که غنچه و مان از گلبرگ زبان کمال قدرت  
خوش خندان گردانید و تخریک و ترجمان مکنونات سراپا و بران مکتوبات ضما کر کرد  
فضلا را از فضل عمیم و کرم جسم قوت انشا قدرت الما بخشید تا در بسط صحائف و فضل  
فصاحت و شرح لطائف علم و بلاغت نکتہ موہوم و سر مکتوم ظاہر گردانید  
و د لک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء نظم

س

آدم از وے شد و بموقف عرض  
بروہ شریف جاعل فی الارض  
یافتہ از ورس خلیل صفا  
گشتہ مخصوص الذی وقتا

وصلوات طیبات بر گل بوستان او تبت جوامع الکلم و سر و گلستان علامہ الہ انسان  
ما لم یعلم شہباز ولایت بلاغ و شہسوار فضاے آیت نازع سید کونین  
مقصود ثقلین ہای ہویت بمیم معرفت او معروف است و طاؤس ملائکہ پر  
بال عنایت او مخصوص نظم

بلال حبش لبیل و ام او  
اویس بن بند نام او  
از احسان او کعبہ رقیع باب  
ز فیض نقش یافتہ ز مزم آب

بلبلان حدیق اسلام نبوائے محمدی بلند آواز اند کفر عنہم سبیا کفرہم و اصلہم بالہم

بوم و شان معابد اصنام که مخالف این آسنگ اند تقسماً لله و اَصْلَ اَعْمَالِ هُمْد  
 هر کرا نشور اخلاص است در دیوان عشق بر سرش طغرای اجر غیبی ممنون می کشند  
 بعد تو مید احد و تحمید احمد مدح شیخ خود که غواص دریاے معرفت و سیاح صحرائ و حد  
 پیشوائے متوطنان فرو و فناک ره نهای ساکنان قبه افلاک بادشا ہے که دنیا و آخرت  
 زرد از ساحت استاز اوست و دیباچه ملک و ملکوت نقشے از بوتان او جناباً  
 اسلام جائے حسن انها حسنة از طیب طار قدم او یافته است و ملکیت  
 فانیض انها مبارکة از سین سجاده او انعام داشته - نظم

صبح از روش و تا کرد و قباے آسمان شب ز نقش پاره کرده جامها ما کتاب  
 خداوندے لہ سبحہ بمثلہ الادوار ماد اسر الفلاک الدار اعنی سلطان العاشقین  
 رحمۃ للعالمین بلجاء العارفين بنجاء الواصلین شیخ صدر الملة والدين ابو الفتح یوسف یحیی  
 سمرقانی عاشقان سمرور سید محمد گیسو و راز

سرور عاشقان سمرور

نماند بعضیاں کسی در گرو که دار و چنیں سید پیش رو  
 ابقاه الله متمکناً علی سریر السرد من محق من یشفع یوم النشور ما دامت الشمس  
 بازغة و الطلع طاعة

بر سجاده

عرض میدارد و جامع این خزینہ و مولف این سفینہ کہ روزی مخدوم زاده و شیخ  
 بر جاده دروریای نبوت سروبتان فتوت جگر گوشه حضرت نبوی شمع دودمان مصطفوی  
 پیشوائ اہل علم و تحقیق مقتدای اہل فکر و تدقیق بانی مبانی دین و ملت قارمعین کفر و بدعت  
 مردان دینی سید محمد اصغر حسینی کہ در ایام دولت او عقود فصل تنظیم است و  
 و بنا بر جہل منہدم ہے

شرف ذات او برین نہ بس است کہ رسول خداے را نبیہ است  
 بندہ را طلب فرمود بر موجب فرمان بشتاقتم و سعادت خدمت دریا فتم اشاعت کرد

بجواہر منظوم کہ از سوسن زبان مخدوم جہانیاں سرور سید محمد گیسو دراز بر عالمیاں شمار  
 گشتہ چون گل در اوراق فراہم می باید آورد تا یلبلاں سخن ساز و طوطیان شعر پر از احسن شد  
 طائر ہم نوائے این ترانہ مترنم گردند۔ سر بریزین اطاعت سو دم ابا بجز دو مطالعہ سمند  
 جولان نا طقہ بر جانند و غراب خیال عقل پر بر انداخت از آنکہ در ہر ریزے مر اہل ظاہر  
 را نظرے و اہل باطن را فکرے و ہم بلغار اعبرتے و فصحاء از رتے تو اند بو د پس بر حکم  
 اشارت فرزند نظم و قصائد شعر گرد آورده مجموعہ ساختہ انیس العشاق  
 نام نہادہ آمدنا اسم برونق مسمی باشد اللہم اجعل محبوبائی قلوب المؤمنین محق  
 شیخی و حیدر رسول رب العالمین

---

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

توحيد ونعت ومناقب صحابة كرام رضوان الله عنهم

وعن حد و رسم والمثال	تعالى الله عن قيل وقال
ولكن ليس يوصف بالتحال	قريب ذاته من كل شئ
بلا وصف التفريق وانفصال	بعيد ذاته ايضاً ولكن
ولا يوجد مكان عند خال	تنزه عن مكان حال منه
حميداً حملاً حسن الخصال	صلوة والسلام على رسول
شريف شاقع أهل الضلال	كثيراً راحم بر روح
ذليل خاضع ذي الأبتدال	على اصحابه تسليم عبد
ابوبكر امام الحق والى	صدق صادق صديق صدق
وذا مستنطق من ذى الجلال	ابو حفص هو الفاروق حقاً
اشد الحى اعبد بالليل	وذو النورين عثمان ابن عفان
ولى المومنين اعلى الكمال	ورابعه على زوج زهرا
وذا شيخ الشيوخ بلا احتمال	هو الهادي هو الداعي هو السا

هو الغر الميام لاهل زهد

لماخرقت بلا وهم الزوال

فيه

والى

حى

## مناجات باری تبارک و تعالیٰ

اے خداوندے کہ از جوش جہاں وجود  
 اے خداوندے کہ اورا شد ظہور از بودا  
 ای خداوندے کہ اوزرات عالم محیط  
 ای خداوندے کہ آدم شد مثال ذات تو  
 ای خداوندے کہ خود را خود بخود نظار کرد  
 ای خداوندے کہ جودت نیست جز عین وجود  
 ای خداوندے کہ غیرے را ز عبرت برگرفت  
 ای خداوندے کہ عین با عین بعین عیان است

ای خداوندے کہ از بودش ہمہ عالم بہ بود  
 بودا موجود شد از بود و ازا نا بود بود  
 عالم و آدم ہم ازوے یافتہ بیک شہود  
 چون محمد خود برآمد و خوش از چوب عود  
 شخص او مرات شد نسبت در گفت و شنود  
 عین تو در عین احمد خوشتن را وانمود  
 از ہمہ رسم و خیال و وہم اورا بر زدود  
 ای ابو الفتح او بیاد عین مارا در ربود

ای منترہ ذات توا ز مثل و ازا مثال ما

وی مبرا و صف توا ز گفت تر سا و یہود

فی مناقب حضرت شیخ نصیر الدین محمد قدس اللہ سرہ العزیز

دل و جانم فدای آں جوان باد  
 مبارک طلعتے میمون صبا حے  
 غلام و چاکر میگوں بے شو  
 نشستہ بودہ ام مخمور و غمگین  
 چہ بنیم ناگہاں از در در آمد  
 برفت اندوہ و غم جملہ بہ کیسار  
 نبر راں آفہی بر جان عاشق  
 اگر کشید بکنج خسانہ در دل  
 و گرد رخا نقاہ و مسجد آید

کہ از وی جان غمگینے شود شاد  
 کہ آید یار میخوردہ زدہ باد  
 بشو از بندگی ای خواجہ آزاد  
 رسیداں یار من مارا بفریاد  
 بنخندہ شست در بر بوسہ واد  
 در آمد روح و راحت گشتہ دل شاد  
 فدای یار سازد بود و بنیاد  
 خیال جعدیائے صحبت در یاد  
 بجا آرد بے ذکر واد اوراد

مشایخ را کند خدمت تو وضع      بوسد پای ہرزما و وعباد  
 نخواہد جز مزید عشق و دورے      بخوید جز وصال یار نوشتاد  
 خوشی و خرمی خواہد ہمہ کس      محمد درو و غنم یزداد یزداد  
 شد است بر سینه صدر این مصور  
 نصیر الحق اورا کردار شاد

### رولیف الف

چشم اور بخور میدار دما      لعل او مخمور میدار دما  
 حجب او کہ خانہا ویراں کند      ہمہ بدان معمور میدار دما  
 رنہمونی وصل ہم معشوق کرد      بخت بد میں دو میدار دما  
 حسن او عالم گرفت است ہم از ا      عاشق و مشہور میدار دما  
 خواہم از جو تو عالم پیش خلق      عز تو مستور میدار دما

من نخواہم دل بہ دل بندے دہم  
 حسن تو مجبور میدار دما

در روی خوبویاں ستر نہانت پیدا      در چشم مست و غلطان عین عنانت پیدا  
 جام سفال و شیشہ پر کن پیرد و صافت      مقصود است مستی ہر دو ہانست پیدا  
 در صحن باغ و بتان در لالہ و گلستان      سرویست قد گلگون نوبر جوانست پیدا  
 در حن گلبنایاں میں از جیب تابانان      در شکل سرو قدان طرز فلانست پیدا  
 مردم تباکہ دیدم زخمے نبود لسیکن      مرگاں و ابرویش تیر کمانست پیدا

بیار خواستم کہ نہاں عشق بازے

ابو الفتح روستائی کو از زبانست پیدا

دولستان می دہند چند مرا  
 پیر گشتی و عشق می بازے  
 من مخلوق عشق باز استم  
 من کہ آزاد سرفراز ستم  
 خان و بان و دم پریشاں شد  
 گریہ و آہ چہیت ہر نغمے  
 سوزش شمع رخ نسر و زودہ  
 آتش عشق آبرویم ریخت  
 تا پہ عشق گرم تر بجند

پرو بالت مگر محمد سوخت

بیخ و بنیا و عشق کند مرا

من سوختہ دل مرا جگر را  
 از دست تو اے جوان خود کام  
 گشتی نہ برو آہ شب ہا  
 ثابت قدمے نہ تو ای یار  
 یوسہ زدمش بعضہ کا زید  
 دارم جو سے کہ اند کے تو  
 ویدم سگ و پاسبان آن کو

بہ خرام بہ میں تو مردان را

ماندند و دست و کمر را

دار و دل من ز من خطر را  
 از جان و تنم بے حذر را

لہ حضرت سید محمد گیلوی در این غزل را تاریخ ۲۹ رمضان سنہ ۱۰۰۰ بروز دوشنبہ رقم فرمودند لہ بروز پنجشنبہ پنجم ذی الحجہ سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند لہ بروز دوشنبہ ہفتم محرم سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند

باری کہ نہ سادہ ام بریں تن  
از کورہ دل شرارہ بر خاست  
از دیدن خوب توبہ حاشا  
بے روی کسے استان جوان مرد  
وقتے بعلط بگفت این کیفیت  
آن جعد و سریں کہ دید با ایستاد  
بوالفتح نہ پخت حاتم ترماند  
باین کہ خراب و زار و ختہ است  
دل بیگی است جان مارا  
ہر کس بہ تعلق گرفتار  
شفقتا لکے دوسہ بفرما  
مانی کہ ہی چہرہ بازانست  
من سنکر عشق را چہ گویم  
فریاد زد دست تست ہر بار  
سرو چو تو دلفریب و زیبا  
از فضل خدا مر است معشوق  
زود دیدم صورت خدایا

زاں سرو قبا پوش و مدروی

بوالفتح عمر است شرمسارا

لعل میگوں خراب کرد مرا  
غرض ما خوشی و مستی بس  
زلف شگون ز تاب برد مرا  
نہست گر صاف دہ تو درود مرا  
ہر کسے را خدا نصیبے کرد  
آفریدہ است بہر درد مرا

سے بروز دوست نہ ہم ذی السجود شہدہ ہر رقم فرمودند

بہتر

پیشتر

استاد

دانی کہ حال

زاں روئے بیدہ ام

یک کرشمہ کہ آن بستم کرد از دل و جان و تن ببرد مرا  
 تو محمد چرا ضعیف شدی  
 غم آن کہ سرین بخورد مرا  
 عشق بازی سز و جوانی را کو باز و نہ بقدر جانے را  
 ہر کہ از جور یار می نالد او ندارد ز عاشقی نشانے را  
 غمزہ اش و عدہ کرد و خوزیزی آب او سیدد زیا نے را  
 ہر کہ خوبے ندید و عشق نباخت کو رول و ان ندید است جہانے را  
 عمر گرچہ ہزار سالہ شود نیست آن در حجاب زمانے را  
 خوبویاں سراغ و خلوت مست در برگرفتہ جوانے را

ندید جانے را

اے محمد تو عشق باز نہ

من نہ بنیم دم سرودنے فغانے را

ما تم اسپر تو نگارا در یاب ز لطف خویش مارا  
 گذار بدرد و غم ہم میریم سپار بدست ہجر مارا  
 یعنی کہ روا بود شد من از ہجر و جفا کشی گذارا  
 رنجورم از ان دو چشم پای اکون ز کہ جو یے شفقارا  
 عمر ارچہ در از یافتم من ز ان جعد نشد خلاص مارا  
 بوا نفتح غمی است ز تو چہی یاری نہ کند کسے وفارا

تو منکر عشق را چہ گوی

خاریت و خریت و نگارا

نشان تہ وہ خانہ خمسار مارا بہ از صد مخزن اسرار مارا  
 مبارکباد اے جمع خرابات شہود و ذوق من مستی شمارا

تاری  
گادیت

نشان تہ

تو خالی ذوق دوستی را چه گوئی      ستوری یا خری یا سنگِ خارا  
توئی سلطانِ شہرِ خوب رویاں      و لیکن بیچ نہ نوازی گدارا  
شمارا جنتِ الفروکسِ ماوی      منم خود مستعد درو و بلارا  
محمد مرد عشقش جز تو کس میت

کہ نوشی دمبدم جامِ حنارا

نمی بازند خباں جز حنارا      نباشد عاشقان را جز وفا  
گرا ز مرغی شکستہ است بالِ شہر      کجا باشد ہوائے آن ہوا  
کشیدہ دامن او از نامیرفت      زہرِ سومرداں گفتہ دعا  
اگر تو زود عشقش را بسبازی      ضرورت بر خوری از مے و نا  
کجا بروئے او افتاد چشم      از و دیدم ہر رنج و بلا  
مرا شاید ہنمی بخشد کناے      مرا مطرب نمی سازد نوا  
بدر و درو و سحران ساختن من      اگرچہ وصل تو نہ بد صفا  
زور و عشق در مانے بستم      برائے آن بستم تا کجا  
ہمہ کس یک زباں مارا بفرود      کہ درو عشق را نبود و وا  
زلطف و دوستی و شام فرمای      بر آید تا جہاں من دعا

محمد گر بدر و غم بسازی

ز رنج عشقی یابی بس صفا

اگر زلفِ تو می کشد ستم      لعل لب تو کشد گرم  
از لعل تو قطرہ چکیدہ      در جوش از اں شدند خم  
از سینہ و دل گذشت یارب      پر گشت از اں بے شکم  
و اللہ کہ نیسم از تو غافل      بر باد رخت ز نیم دم

بلائے درد

لعل تو کشد بے گرم

از حاصل عشق نقد این شد  
 در کوچہ شادمان گذر کن  
 وز نے سخر و بنسیم جو ہم  
 ابروئے تو ہم یکے بلائے است  
 میخواند مردمان دین را  
 بردند گمان مگر کہ قبله است  
 بستیم گره بدر و غم  
 می باز دران گذر و رم  
 گریست امیر با سلم  
 بہر چه زودہ است ورنہ جسم  
 نغز آندا و ازاں قدم  
 در سجدہ شدند بانف و نم

آن نغزین

بوالفتح حدیث عشق بر خواں

در کار بدار ہم تسلیم

ساقی بخواب آلودہ ام غرقاب کن پانہ  
 گر بر معنی عاشق شدی بنیاد وین را کن خراب  
 عاشق غزائے گشتہ ام شد خاطر م <sup>صفت</sup> خوشی  
 یارب چه چیز است آن عدو دعوی خدائی <sup>میکند</sup>  
 شب با منم با محرمے گویم حدیث زلف تو  
 در خواب دیدم گویا جعد تو بر خود می کشم  
 مرغ ہواند رقص افتادہ بے دانہ  
 ای صدر پائیش گیر تا سر حجب در آستانہ کند  
 شاید زمستی گم گنم ہر آشنایگانہ را  
 وانگاہ آبادان بکن معمورہ ہمین خانہ را  
 اکنون نماندہ است چارہ مسکن کنم ویرانہ را  
 در خانہ مسجد ساختہ است در کعبہ بتخانہ را  
 شب با پیاں میرسد پیاں نشد افسانہ را  
 بودم پریشان خاطرے باشد چنین دیوانہ را  
 بے دانہ کاقتادہ بے مغز و ان آن از را  
 شاید خلاصی میدد بحیپارہ بت خانہ را

آن باشش  
 ن شاید خلاصی ہم در بچارہ  
 پروانہ را  
 ن میسوزد

بوالفتح میسوزی ہمی از غیرت شمع رخاں

کان شامان ماہ روسوزند ہر پروانہ را

زوفونے زوشکالے دل با  
 آں یکے شاہے قباپوش و کلاؤ  
 آمدہ ہم جاں خدمتے آوردہ ام  
 برد جاں از تن چہ کہ از کہر با  
 با وجودم کرد سپیرا ہن دوتا  
 او دہر دشنام جائے مرحبا

آن  
 کلمہ دار  
 آن  
 آدم

ای اہل یک لمحہ صبرے بکن  
تا بہ منیم روئے آں فضل خدا  
بت پرستے مشرکے بچوں منے  
کیرت مطلق کہ مقید لا ولا  
شاد باش اے مجلس روحانیاں  
گر تما شائش شدم ہر مست سا  
مردماں مے را پیالہ می کشد  
من بوئے گشتہ ام مست و فنا  
خوب را دیدن ندانم ہر کے  
اہل دل را شد محو مقتدا

پیشواے عشق بازاں نہساں  
عشق بازے کہنہ در احتفا

مادر م عشق باز ادمرا  
شیر اندوہ و درد و ادمرا  
مسک پروردہ بلا و غم  
ہم بر آں خاطر است شاد مرا  
اوستاد و معلم مشفق  
سبق تسلیم یاد داد مرا  
دوستانم کیے بگویند  
مادر م از پی چہ زاد مرا  
لاجرم خاطرے شکستہ شوم  
شیشہ مے ز دست قنار مرا  
دل بوافتح ہسم بریں آسود  
راضیم ہرچہ دوست ادمرا

اے عکس رخت برودہ فروغ قمر ما  
انگندہ لب لعل تو خون جگر ما  
رنگ لب تو آرزوئے جان و دل ما  
درج دہنت حقتہ لعل و گہرا  
گرشتہ کنی دل ز جسم زلف پریشا  
چوں سرورواں گر گذری از نظر ما  
پروانہ صفت جاں بدہم خرم و خندا  
آنشہ کہ تو چوں شمع در آئی زبر ما  
روشن شودت سوز دل عاشق مسکین  
روزیکہ بہ عشق تونہ باشد اثر ما  
غافل مشوا ز سوز دل سوختہ یارب  
اندیشہ کن از نالہ زار حسرا  
یاد آوری از دین گریاں محمد  
گر باشدت اے دوست گذار کبریا

## رویفاب

ہر کسی را در ازل شد قسمت بخ و طرب نام من عاشق نہاد و در مندی شد لقب  
 عالمے را استغافہ باشد ار رخ و بلا عاشقان را خود نباشد جز ہمیں قسمت طلب  
 سرور اما سر فرازی همچو طوبی شد بلند راست وعدہ نیست لیکن خلق نازد بے سبب  
 آرزوی داشتیم در سر کہ عمرے یک و با بوسہ از ذوق مستی یک دو گانے ہم طلب  
 لاف احیا و امانت چشم و لعلش میکینند مردمان گویند آ مناولے من رعب  
 عشق آمد نکستہ توحید را تعلیم کرد من ہم از تعلیم او کردم ہمہ مستی طلب

ہستی طلب

ای محمد ہر بلاے کز مہش آمد ترا  
 گردے از تو بر آید رفتی از شرط ادب

اے خدایا خانہ خوباں خراب زانکہ نبیاد مراد و مذا آب  
 خوش بود خمرے کہ باشد پر خما مستی لعل لبش باشد شراب  
 خواستم گرا ز بابت بوسہ یک دو ذوقی را بزین فرما جواب  
 بر لبش بر دم گماں آب لیک چون قریب او شدیم دیدم سزا  
 لعل سیکوں رائے کہ ہم اعجوبہ است ہم شراب و ہم حریف و ہم کباب  
 بی تو از زندہ بانم کی نفس می سزد بر ما کنی گر صد عتاب  
 ز آتش ہجران تو من سوختم سوختم بس سوختم رقم زباب  
 بر سرین و جب تو دوستی زوم مردمان را شد گراں بلکہ عجاب  
 وعدہ کشتن کہ دینہ کردہ گفتہ اندا الخیرای جاں مٹی تباب  
 لعل با آب دہن آ میختہ است شکرے حل گشتہ است اندر گلاب  
 ای محمد عشق را مداح باش مدح او میگوبہ ہر فصلے و باب

بوسے

لعل سیکوں رائے کہ ہم اعجوبہ است  
 لعل سیکوں زبیں اعجوبہ است

زباب

کردہ

زخوباں مہر چہ می آید مہر خوب  
بغا و جور ایشان محض مطلوب  
سرشتِ شان ہم از حسن و نیک است  
ہمہ ہنجا را ایشان است مرغوب  
وفائے کن بوعده یا خلائی  
کہ از محبوب باشد جملہ محبوب  
نظر بر چشمِ ممت فرض عین است  
از واغماض باشد اکبر السحوب  
اشارت بوسہ شد آنکہ چہ ناز است  
کریماں ناز کے دارند محبوب  
تو کانِ رحمتی خوش وقت وصل  
تو عین مہر و مہر بہیچارہ محبوب  
مبارکبادِ محبوبوں را کہ لیلی  
ز عقل و ہوش اورا کر و شادوں  
خوش آن مرغے کہ در دام تو افتاد  
بطبعم در دو غم گشت است مر بو

منسوب

بدست خویش کشتن وعده کردی

محلہ را جز این خود چہیت مطلوب

چشم پیالہ است کز وہیچکد شراب  
لعل تو نقل ماست بساں تنک کباب  
ما بوسہ خواستیم تو دو شے ہی زنی  
این بہترک نباشد مارا دگر جواب  
تو خندہ و دزنا ب زنی نعم سازا  
آہنگ کردہ کہ کنی جان ما خراب  
برگور ما چو بگذری اے دوست ناگہاں  
یک خندہ بزن کہ برستم من از عذاب  
لعل تو شہدِ خالص وصل تو عین مے  
جدید تو مشک و عنبر و جو تو چون گلاب  
مسکین عشق را نی چو کا ندر اں  
تا دیر می بہ بیند رویت کن شتاب  
از غم زہن پر س کہ خونی است یاز او  
و انکہ بہ چشم خویش بہ میں و بکن عتاب  
ترسم کہ خلق باز پریشان شود چو من  
بیرون میا زخانہ بدادہ بجدتاب

من

دیر

بوا لفتح را گوی بخورد و مسند ہیج

السخی کہ نیست بہتر از پیش دگر خطاب

## رویف تا

بارگرت بردر خمتار نیست  
 بار اگر بردر خمتار نیست  
 مردنه تا همه دل خون نه  
 هر که نه می خوردن مستی چشید  
 هر که شبی با مروی نخت  
 رو که ترا رحمت حق یار نیست  
 خانه خراب است بی بنیاد نیست  
 مرد صفا نیست که خواستوار نیست  
 مرد خدا محرم اسرار نیست  
 رو شنیش عالم انوار نیست  
 شهر گو منزل ویرانه گو  
 چونکه در روز خمتار نیست

شهر گو منزل ویرانه گو

مرا این مرد دیده جو بار است  
 بیک غمزه دو صد دل بجا شد  
 ز شکل حبه او پرسی چگونه است  
 خیال لعل او سر مست کرده است  
 چو عشق آمد برون خود زلفت عصمت  
 جمال و جلوه عاشق نه بیند  
 مگر سر و کنار جوی بار است  
 پس آنکه تیر نیست این رف و الفقار است  
 یکے واسے کنن حلقه دار است  
 چه باوه است آنکه قطره مست کار است  
 ملامت در و مندی شرط کار است  
 که در کوئی جو آنے سنگسار است

تیر

تیر  
تیر

بحق الحق ابوالفتح آنچه گوید

محمد مجو احمد حق گذار است

چو کار عاشقان رسم دو تائیت  
 اگر یکتیا شوی با عشق و باوه  
 امید وصل و ترس سحر بر جاست  
 بزن دستے یکے تحفہ بر آور  
 بلائے سخت بس خوف خدا نیست  
 دو تائی شد همه یک تن نہانیت  
 یکے شد با من و مائی کجائیت  
 بکن رقصے نوائے خود ستائیت

یکے شد با مائی کجائیت

ترا بیجانگان مقصود و مرضی گناہ آشنا یاں آشنا نیست  
 صباح الخیر روئے مہر افروز مسار الخیر جد شب نما نیست  
 ترا در سر مو اسے باد شاہی مرا ہم افتخار من گدا نیست  
 وضوے عاشقان از آب خون است بتے را سجدہ در دعوی خدا نیست

محمد عاشقی بہرودہ کارے است

و لے آفت درین عالم دو تائیت

ایں فصل بہار بوستان است این گاہ نوای بلبلان است  
 ہنگام کنار بوسہ اینست ایام وصال و سبران است  
 ایں دور شراب وقت ساتی است ایں روز حضور دوستان است  
 اسی مرغ ز جفت خویش یاد آرد ایں شرط نشان آشنان است  
 گر یک نفسے شود میسر بایا عزیز عمر آن است  
 و در سر آں نفس بر آید جان و دل و تن گوزبان است  
 از ساتی سادہ نسل میگوں یک بوسہ حیات جاودان است  
 یک بوسہ اگر شود اشارت از لعل لبش ہاں جہان است  
 بوا نفتح شدی تو پیر بسیکن میل تو سوئے بتاں بہان است  
 ایں شیفتگی ہنوز برجاست این نعرہ و سوز پیمان است  
 گفتی شدہ ام صبور بہیات ہم جان و سر تو کایں گمان است

ایں شیوہ تست بیوفائی

بوا نفتح اسیر جاودان است

اے محمد عاشقی کار تو نیست زانکہ در دورنج و غم باز تو نیست  
 کیست کو عاشق نشد بروئے تو وانگہے در کوئے تو خوار تو نیست

ق  
باشدیں

رسم ما حفظ و مساداری بود جز ہمیں جو رجوا کفار تو نیست  
بر حسین جان ہر بیدل بہ میں باشدی ہم داغ افکار تو نیست  
آن رقیب بد گہر گوید مرا باز گرد از در بر و بار تو نیست

ای محمد آہ و نالہ از کجاست

در روندی سچکس یار تو نیست

در ویدہ بجائے خواب آب است ویدہ پے ویش شتاب است  
گر نمیت شراب و ذوق سستی نزد دل من جہاں خراب است  
معمشوق چشم جا بنے دید بر عاشق بیدل ایرغلاب است  
گر ترک مرا حرف خطا شد بازوش قوی ہین صواب است  
گلگون مرا ز چشم خون شد آن قطرہ کہ سچکد گلاب است  
دشنام دہ و بزنی قفائے جانان سہرت ترا ثواب است

بوالفتح تراست نام عاشق

ہم سید مبتلا خطاب است

قدح ساتی چو مالامال کردست بسوئے من ز لطفنا اقبال کردست  
سوار مست من در یک قلاچے چون موران و و صد پایال کردست  
ز دور او میرسد تیغے کشیدہ دل و جان پیش استقبال کردست  
بشارت میدہ طسایر بخونم کہ ریز و بار نسکونال کردست  
خطاب عشق شد اورا مسلم کہ بذل نفس و جاہ و مال کردست  
خیال محصل او درو ہم کن نیست زبان عاقلان را لال کردست  
پریشان کردہ ز نفسین خود دید محمدرالقب ابدال کردست  
جمیل من جمال اللہ رویش جمال او حدیث اجمال کردست

رُخش سُرخ و سپید است تہلارا کہ این شیوہ چندیں سال کرد است  
 ابو الفحاح ترانا مے بلند است  
 مگر سروے ترا پا مال کرد است

مرانا جاں بود در تن محال است کہ گویم جز تو سے را ہم جمال است  
 اگر ساقی تو خواہی بود مارا بدہ بادا کہ مے خورون جلال است  
 و گریارے بدست خوش میدا ترا تقوی درین صورت وبال است  
 نہاست عشق بازی را نشانے مگر کہ ترک جاہ و بذل مال است  
 سخو اہم پردہ بر روے تو ہرگز صیانت لیک از عین الکمال است  
 بتا باطل عمل و عشق بازی کمال اندر کمال اندر کمال است

ترا ہر روز بر سرے و قوفت

مرا ہر دم نزول ارتحال است

بروے خوب دیدن اعتباریت بزلف یار بستن کار و باریت  
 نظر بر روے خوابانیت منہی سخن در بوسہ و جزیک کناریت  
 قدو بالائے او سرو در دست است سرین و جہد بر کہ شمتہ ماریت  
 ہوا در نفس عاشق حاشی اللہ بلائے او خیال و صلح یاریت  
 درون تیشہ رنگ آمیزی میت مگر بر لوح دل نقش نگاریت  
 جہاں در ذوق مستی و تمتع دل مسکین گرفتار نگاریت  
 مسلمانان مرا فریاد فریاد ازاں بدخے خود میں شہواریت  
 تومی نازی جمال و جاہ و خوبی مراد فقر و خواری افتخاریت

محمد پیر شد در عشق بازی

کہ اورا عشق بازی اعتباریت

عشق بازی خط کہ بر جان است  
سر من زیر پائے بار من است  
عشق بازی تمام ایمان است  
یار مارا دگر بشتائے نیت  
جان من خاک راہ جانان است  
مردمان دید و اندر چشم  
روی او عین روی احسان است  
قد او بس بلند جعد دراز  
باصرہ گشتہ عین انسان است  
وصف اورانہ حد امکان است

رمین

ای محبت ترا مبارک باد

دل و جان و تن تو جاناں است

مبارک فرمتے تھے باشند کہ بعد از و بھائی ہست  
نداری آگہ از عالم چہ دانی و رد و سوز من  
چہ لذت و آرد آں حلو کہ خوانند کشتی خواہ  
مرا گوئی بیابرم و سے بگذار خود خود را  
مرنج از من نگارینا کہ بے از رحمت بود  
اشارت بوسہ کردم چہ افتد در دہان تو  
زنگلی دہان تو کہ شکر بار می نامند  
مرا بردار فرمودی مراد شنام ہادادی

تاریخ

آخراک ہست

مسلم و عوی عشقت نباشد جز محمد را

کہ ترک جاہ خود کردہ است بلے ہم نذل ہست

آں یار ای نیست کہ از وی فگار نیست  
ہر تیرہ غمغزہ کہ ظرف چشم او کشود  
افتادہ تا قسلی با حبد او مرا  
اندو بگیریں چہ رانی گریہ ز بہر چہیت  
آں بادہ بادہ نیست کہ در وی خم نیست  
جانے عزیز نیست کہ او را سکار نیست  
ہموارہ جان پریشان دل را قرار نیست  
آں را کہ دوست دارم او در کنار نیست

بوفتح را چه پرسی حاش چگونہ گشته  
جز درو منند سکیں زار و نزار نیست  
او پیر گشت و در ہر جفا با بے نمود  
امروز جز بکھاے و آہے بکار نیست

طیبت و غم ہر طرف دہ

بسیار دل طپیدہ و سہم ہر طرف دوید  
حاصل بجز نگاپو و در و و فکار نیست

شہر نہ باشد کہ دروخانہ خمار نیست  
گہر نہ باشد کہ برش رشتہ نزار نیست  
بادہ نہ نوشد مگر آن سونستہ در مہند  
بدمن مخمور نہ باشد کہ جگر خوار نیست  
ہر بیت اگر علم بدستار و تکبر کشد  
ذلیلش و دستار کو حریف آن نزار نیست  
درو کہ در ماں نمود سوز بہ سازد کشد  
بہتر و خوشتر بود کو رخ اغیار نیست  
دل کہ در و چاشنی سوز دل افروز نیست  
نیت دل داو گل است او خرم در نیست  
من ہمہ شب خفتہ ام یار مراد کسار  
خواجه بوا لفتح را گو کہ سلام علیک  
صبح قیامت دید لفسخ بصور آمدہ  
فارغی از دے و یار در غم پزار نیست  
نومہ آسودہ کیت زحمت بیدار نیست  
صبح کجا نفع کرد در بر جہنما نیست  
صبح کجا نفع کرد در بر جہنما نیست

مگر زحمت  
بدستار تکبر  
ذلیلش دستار کو خوار  
نیت

خود

بیدگی و دراز شد سخن تو بلند

کو تہ کن چوں کہ محرم اسرار نیست

شراب لعل ہیں شیریں شرابیت  
لباش میں عجیب نکمیں کبابیت  
چہ جائے طعنہ عاشق مبتلا را  
کہ بنویشے و سہرتے خرابیت  
سوائے بوسہ کردم او بزودوش  
چہ بس مرغوب و شیریں تر جواہریت  
چو ترک غمزہ تیرے بر خطا کرو  
بزد بردل خطائے باصوابیت  
زبانش را بچوشیدم لعابش  
شکر دانے جلا بے یا گلابیت

چو حرف عشق خواندم گشت مژوم

محمدر اکتاب عشق بابیت

معتوقہ من ز نسل آدم نیست  
حوری ست پرست یا خدا بہم نیست  
روح القدس است روح رحمت  
نور متمثل است مجسم نیست  
در وصف چگونگی و چونی  
جز نقطہ سراسم اعظم نیست  
خال و لب او شب است و روز <sup>است</sup>  
دیدن شب روز را فراہم نیست  
شادی ز پسِ غم است و غم از پسِ  
ہر یک زوگر جدا و باہم نیست  
مارا ہمہ غم است و شادی نیست  
اورا ہمہ غم می است غم نیست

اں بواج شاد باش و خرم  
معتوقہ من ز نسل آدم نیست

کمند جدا و دام ہو ایت  
دو گوشہ ابرواں کنج بلایت  
رخ تاباش شمع شہر افروز  
لب خنداش چن میخانہ چایت  
کنار غرق دریاے محبت  
نشتہ درد و غم چو آشنایت  
چہ پندم میدی ای خواجہ زاد  
بروے خوب مارا ابتلایت  
نظر کردن بخواب دین سدیست  
محمد اہل دل را مقتدایت

اگر سعادت مے چشم بانے

سفر اللہ محمد رہ نہایت

امروز ماہ من بطریقے در آمدہ است  
گوئی کہ آفتاب ز مشرق بر آمدہ است  
سلطان خورویاں و سالار دلسباں  
حن و فریب و نہ چاک آمدہ است  
از صحبتش بیشتر صبرے نمی شود  
آئندہ نازنین است خلقش بر آمدہ است  
خوب از کس نہ بیند خوش نغمہ نشود  
از ما درازل ہمہ کور و کرا آمدہ است  
بہجران سے نخواہد ناکہ گرانقدش  
با درد سوز بودن مشکل تر آمدہ است  
انکار و درد عشق و محبت کسے نہ کرد  
الا کہ زادہ بود کسے از خراہدہ است

یاراں عشق بازیکے تحفہ بشنوید      سیمیں تنے بہ نقرہ وزرور برآمدہ است  
اسرارِ درد عشق ابوالفتح را پیرس      کو کہنہ در منداست عاشق سرآمدہ است

مرغ و لم بدام محبت اسیر شد  
باز او ہوا نگیر و رفتہ برآمدہ است

شرابِ عشق را لعل تو پیانست      بہ سر کہ پردہ ہی ہر مست و حیرانست  
سر زلفت کہ دام صید دلہاست      جہاں گزشتہ دیوانہ پریشانست  
لب لعل و سبب خائے براں لب      دریں صورت جہاں کفر و ایمانست  
تو در عیش و خوشی احنت انصاف      مرا گوئی کہ دردت جلاے دربانست  
ترا با من ہمیں عکس و عداوت      مراد دل ہر نفس ای یارِ غمانست  
بلائے من دریں پیری و گزینست      مگر کہ دل گرفتار جوانانست

محمد بربش ہمیش ہمیں است

ہیں باکو و کان و گئے و چوگانست

گرداۓ حق ترافسراع است      امر و زہولے کشت باغ است  
جزو لبر زیا حکایت او      وہم است خیال و نزل اللغ است  
وہ دیدن ہوسے رے غنیا      بر سینہ بار سنگ و داغ است  
جز بروز تو سرے مدام      بر کرسی و عمر شمس بہ داغ است  
مرغ دل من بدام شخصے است      طاووس پستش کلانغ است  
ہم سر و لب بند پامال است      ہم کبک بدان خرام زانغ است

بو الفتح بہ نقد وقت خوش باش

گرداۓ حق ترافسراع است

کف پایت مللے باجلالت      لب لعلت شراب بے ملالت

لہ - بروز یکشنبہ بست و سوم ذی الحجہ سنہ ۱۰۳۸ ہجری قمریہ  
لہ - جمعہ دوازدهم محرم سنہ ۱۰۳۸ ہجری قمریہ

حکایت امر و شباب احسن الوجہ  
 نباشد خبر وجودت را مثال  
 جہاں تا بود خواب نیز بودند  
 نہ بودہ است اینج خوبے کمال  
 نباشد سرو زان حسن رفتار  
 نباشد قامتے براعت الدت  
 بے محرو پری دیوانہ تو  
 بے انس و ملک ہم خیالت  
 وے بے تو حیاتے حاش للند  
 زمانے بے تو بودن وہ خجالت  
 ترا علی کہ روے یار نہ نمود  
 مخواں علمش کہ ہست میں چہالت

شبے باہ روے خوش غنودم

محمد بودہ ام در ذوق و حالت

مرا با عشق بازی عشق بازیست  
 نہ با ہجران و وصلت کار سزاست  
 جالش عشق مارا مبتلا کرد  
 چہ باشد وصل ہجران ایچہ بازست  
 اگر باورد در ماں ہست کارے  
 حقیقت دال کہ این عشق تجازست  
 ز عاشق گریہ و عجز و اسف  
 ز معشوقہ تکبر سرفرازست  
 فدائے یک نظر ہر دو جہاں باد  
 بر آں غمزہ کہ غمازی غازیست  
 کنار و بوسہ عاشق را ہوسنست  
 و گر ہست عشق نیت این دین گذارست  
 لب تو با بیم آلودہ گر شد  
 نگارانیست غم جانم نمازست  
 حدیث عشق عاقل را چہ نسبت  
 چہ عقل بوعلی و فخر از نیست

محمد عشق کلہا پاکمبازانست

محمد عشق بازی بے نیازست

میگوں لب مرا صفا نیست  
 آن بایر عزیزا و فنا نیست

گر تیغ زند حلال را راست  
 و روم بزخم مرار وانیست

ای ترک ز غمزہ تیر کشش  
 سینہ ہدف است ترا خطا نیست

حضرت اکبر چینی این غزل را در جوامع الکلم در لغویہ روز شنبہ بست و پنجم ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰ شریک کردند۔

عشق آمد و عقل خفت بر بست  
 فریاد ازاں جوان خود کام  
 من عاشق و مبتلائے یوم  
 تو وعدہ بکن خلاف میباز  
 آں پسیر ہن وجود در بر  
 در عالم دوستی دو نامیت  
 بوالفتح اگر تو عشق بازی  
 در نزد حریف جزو غامیت

میگے گو نیک

لب میگوں او پیمانہ ماست  
 شکستہ خاطرے دارم حرا بے  
 خیال زلف در شب آتار یک  
 سرا فرازی چه می بازی برین جعد  
 نہ باشد سرور اہر گز گل و بار  
 اگر عشاق را دانی نوائے  
 شکال جعد بند سخا نہ ماست  
 کنوز غیب در ویرانہ ماست  
 یہ تنہائی سرا افسانہ ماست  
 فرا ہم زلف تو از شانہ ماست  
 وے با بار و گل در خانہ ماست  
 کمال نعمہ در سراخانہ ماست

بہر جا کہ لطیف و خوب طبع است

محمد عاشق و دیوانہ ماست

دل و دین در خیال آن جوانے است  
 زگردش چشم او این دین آمد  
 درون خانہ خسار بہ نشین  
 اگر چه غمزه اشس ترکیست خویز  
 کہ از ہر وہ کہ رویت تیز بیند  
 بلال ابرواں دیدم بشامے  
 کز و تاراج شد ہر جا کہ جانے است  
 کہ ہر لحظہ شفاے نا توانے است  
 کہ از اندوہ و غم دارالانا نے است  
 لب میگو نش را شیرین زبانے است  
 کہ مژگان ناوک اندا بر و کمانے است  
 کہ قرص بدر نزدش نیم نانے است

یقیناً ہر دوسلے برہم نہاوا  
 شدہ بے شک گمانے درگمانے  
 لب و دندان و آن رخسارے او  
 گواہی میدہد کہ حق نشانے است  
 محمد پندوہ بوالفستخ خود را  
 خدا را در نہاں پیدا چہاںے است  
 عجب دارم ازین مردم کہ گویند  
 کہ در چشم تباں سر نہاںے است  
 بحق الحق دیدم آشکارا  
 کہ مردم چشم من عین فلاںے است

مرا با این جہاں کا سے نامذہ است  
 خراب است شہر خمار نامذہ است  
 ہمہ عالم گرفتہ است در واندو  
 جوانے مست و میخوارے نامذہ است  
 ازین وحشت کہ رہ جانم گرفت  
 ولم رامونس ویا سے نامذہ است  
 نہ بینی خوب و باں را و نساے  
 بجز بارے جفا کارے نامذہ است  
 درخت خوش و لے از بیخ افتا  
 دریں گلبن بجز خارے نامذہ است  
 نمی کارند بجز خار معنی ہا  
 زین شاوی و روف و در چنگ  
 ربانے شکستہ را تارے نامذہ است  
 جہاںے خفتہ اند در خواب غفلت  
 دے ہتیار و بیدارے نامذہ است  
 دکان و عمت و ارشاد بر بند  
 ضرورت شد خریدارے نامذہ است  
 بجز وضع و دروغ و افترا نیست  
 بلے و نیا و دین و اے نامذہ است  
 در بین ظلمت سر روشن چہاں شدہ  
 محمد ایچ رہ کا سے نامذہ است  
 ابو الفتحا ازین عالم سفسر کن  
 دمیدہ است صبح اسما سے نامذہ است

الا کیسودرازا طول و عرضے

جہاں را نامذہ است آسے نامذہ است

و ان تنگ اورانے کشادہ است  
 کہ ہر لفظے شکر پارے قنادہ است

ت  
گرفتہ درو

ت  
اشک

ت  
رے

بے پیر فلک را بود تو لیسید  
شکال جسد او مشکل بلائے  
خوشتم از دل ترا کیں دوست دار  
زبان من چہ بس شیرین زبایت  
بگو دشنام یا فرما شنائے  
پناہ کہ میری چون نگیرم  
بہ نخل سرو قد سے راستم من  
ابوالفحوا تو نرد عشق می باز

ز گیتی چون تو فرزندے زادہ است  
کہ پاسے دل کسے زو کم کشادہ است  
خوشتم از چشم کو عین و داد است  
ہمیشہ نام تو در گفنت و یاد است  
کہ عاشق را ازین خوش تعبیا داد است  
کہ تکبیر او ست بروے اعما داد است  
بلند است او کہ باکے الیاد است  
بگرداں مہرہ بر تو اعتقاد است

محمد راز تو نے آرزوے

مگر بینی کہ سبر و زہادہ است

مارا نظرے براں جواں است  
لعل لب او دے مکیدم  
شیریں سخنے است آن جواں  
از شہد و شکر کہ بادہ سازند  
کو چشم دل است و عین جان است  
از آب حیوۃ خوش نشان است  
گوئی شکریت پر وہاں است  
از لعل لبش ہمیں چکناں است

فلطیدن چشم او نظر کن

مضمورے مست و ناتوان است

مہر کہ جان نش نیست جانان نیست  
عشق بازی چہ خوب خوش گار نیست  
عشق بر خال و خندہ بہ دین است  
در نیابد حیریم عشق کسے  
ہر کہ بادہ نخورد و مستان نیست  
لیکن ای بار سہل و آسان نیست  
مہر کہ عشق نیست ایمان نیست  
آنکہ بیروں ز خویش و خویشان نیست  
جز کہ مشتاق زخم چو گان نیست  
کو کہ تن را سپرد پر چو گان

۲  
ترا ہی دوست دار

۳  
خط

نیکیوں رحمتِ خدا مستند  
 لعلِ اذختم سلیبے داں  
 نیست کس را بر اس سبیلِ سبیل  
 برہمن و شش بہ پیش جان آدم  
 این سرین لبند و جعد دراز  
 جعد او بر سرین چو ابد الے است  
 درو برد و بہ ترا تمہرود  
 گرچہ پیری ز عشق توبہ مکن  
 ای خوشاں مردانکہ گردی کرد  
 آنکہ بے منقبش تو اں آسود

آنکہ او پست نیست بجان نیست

سیاہ لبناں

غزبرویاں

ای محمد بدر و عشقِ مہر

وصلِ احبابِ کلا رآساں نیست

بے درد و سوز عشق ترا اعتبار نیست  
 باورد و سوز بہت دلم را موانست  
 از لذتِ وصالِ نصیبے اگر رسید  
 مرد قمار باز کہ جان و جسم اں بہ باخت  
 کشمیر و یا چگل کہ سخوباں نشان دہند  
 "ناچند ہچو سرو کسے سر سرازے  
 گر بوسہ دہی ز جہالت چہ کم شود  
 بر حسن خویش بیش منازای جوان من  
 در وصف جعد او چہ زبان اکنم و راز

آنرا کہ در دنیست خود او در شمار نیست  
 بے مونس عزیز دلم را قرار نیست  
 خنخ بدیاں لذیوے بے نگار نیست  
 بازندہ او ست جز زبانِ فقار نیست  
 چائیکہ زاد گشتِ مٹاش دیا ز نیست  
 دانم کہ تلخ این شجرت زیر بار نیست  
 بخلے مکن کہ حسن و نمک پائیدار نیست  
 حسن و شباب را بخدا اعتبار نیست  
 زیرا حدیث زلف ترا احتصار نیست

جز کہ بدیاں

بواغ پیرستی و شرمے نمی کنی  
جز عشق روے خوب ترا بیج کار نیست

سرور امیر بار سرفراز چیت	چنگ را این ساز و این آواز چیت
گر نخواهم بوسه از تو بدو	بر خیال و ہم چندین باز چیت
این جہاں را سر بسر دیدم نگوں	سفر و بی ماند و است در باز چیت
گر ز مہری و دنا بوسے زوی	خوب کردی و انگھے این کار چیت
جز خدا گر نیست دیگر را وجود	سرچہ باشد استتار از چیت
عشق گر عین وجود ما بود	عاشق و معشوق را انباز چیت
گر ترا با یار خود شد اتحاد	آن تویی و این منی را از چیت

لب بلب سے دم تنک تر بس بیک

قل محمد لایحوز و با چیت

ہر کہ آمد دید چشمت مست رفت	ہر کہ دید آن مست را از دست رفت
دل کہ بت رویاں زمین بر بود اند	بر مثال ناو کے از شست رفت
ہر کجا سروے بہ بتانی برست	پیش بالایت چو آمد پست رفت
دل مرا صید دو گیسویش شدہ است	مرغ جانم از قفس بر جبت رفت

شب خیال صل او آمد رواں

ہر چہ جز تو بود از دل شست رفت

دولت عشق ترا زوائے نیست	وصل معشوق را ملائے نیست
عشق را شبہ و یا نظیر مداں	عشق را صورت و مثالے نیست
عشق ہم خویش خویش را ز اوست	پدر و مادر عم و خاے نیست
عشق را درۃ الیتمیے داں	صدق و بحد در خلائے نیست

عشق را عیب عین علی نیست  
عشق را اما مور ز امرے نبود  
از لبش بوسہ بخواہم من  
ہر دو لب حلقہ و خط وسط  
آنکہ از خوشی تن بدر شدہ است  
منم آن عاشقے کہ بے غرضم  
حاصل عشق ہستہ بہا تے  
عشق از وصل و ہجر بیرون است  
عشق مرغے است از قفس بیرون  
آب اندر سحاب نزالہ بہ نیست

م عشق نامور

ہر دو لب حلقہ است  
خط وسط  
تا تو بین راخین

عشق را بادوی و بائے نیست  
عشق را حرمتے جلائے نیست  
وہ چہ خواہم کہ جز خیالے نیست  
قاب تو کسین جز این مثالی نیست  
دعوی وصل ازو مجالی نیست  
جزیکے بوسہ ام سوائے نیست  
طلب عاشقان وصالے نیست  
عشق را فصل و اتصالی نیست  
جز کہ او صورت و تشکالی نیست  
صورت فعل و انعمالی نیست

امجد سخن ز عشق گوے

عشق در رسم قبیل وفائے نیست

مرد معنی از جہانے دیگر است  
زا اول شکرانہ سردارم بہ عشق  
یار مارا روے چون ماہ تمام  
جد گویم کار سر بازیت عشق  
عشق حاصل نیست از تسلیم کس  
بر سر کینگر زلفش سرسیت  
کے توان گشتن بگوزلف و روے  
آنکہ در راہ یقین سرسودہ اند  
کشنگان عنبر زہ معشوق را

گو بہ لعلش زکان دیگر است  
تا نگوی کسین فلانے دیگر است  
بر رخ زیبایش شانے دیگر است  
عشق باز از انشانے دیگر است  
این سخن را ہم بیانے دیگر است  
چوں سہی بنیم جوانے دیگر است  
زانکہ شانرا پاسبانے دیگر است  
ہر سرے صاحبقرانے دیگر است  
ہر زماں از لطف جانے دیگر است

عالمے راول بشد از غمزہ  
 این چنین تیر از کمانے دیگر است  
 باگرو ہے شد محمد خوب دید  
 کان غزریاں را نشانے دیگر است

این ناز و کرشمات کہ آمخت  
 صد پارہ دے شدہ کہ اندوخت  
 من سوختہ ام ز مہر شمعے  
 این آتش غم دگر کہ افروخت  
 تن چوں نے خشک شد ز بحر  
 دل ز آتش در دوختین سوخت  
 لیلے نہ خوردہ نیم جو ہم  
 مجنون و جہاں اگر چہ بفرخت  
 باحن و نمک بد است مخلوق  
 آں شیوہ و شکل را کہ اندوخت  
 ایں دوش زون بناز و غمزہ  
 لب خندہ کردنت کہ آمخت

تن چو کی خشک شد  
 ز بحر

جانے کہ ز عشق باز باشد  
 بوالفتح گلے است یا کہ کمیوخت

شراب عشق در مینجانے نیست  
 کہ اورا جامے و پیمانے نیست  
 بود جائے یکے جعدے درازے  
 کہ اورا عاشق دیوانے نیست  
 سر و عشق را چوں قول عشاق  
 نولے نیست ہم فرغانے نیست  
 در بیغ آید کہ خوبے شسته باز  
 چرامرغ دلم را دانے نیست  
 ضرورت میثوم رسوا بہ سو  
 جزایں چارہ دگر بہانے نیست  
 بود شمعے کہ در عالم بر افروخت  
 کہ بہر سوختن پروانے نیست  
 ز ہے جعدے کہ دار و شوارم  
 کزاں افسانہ خالی خانے نیست  
 دوسرہ قطرہ ز عسل او چکید است  
 خمے نہ بود کہ زویشانے نیست  
 مرادیدہ شدہ زان چشم غلط  
 کزو در ہر طرف متانے نیست  
 کسے از جو ریا رنجوش نالہ  
 مگر حیرت غم مردانے نیست

تا  
 بر

تا  
 بانہ

محمّد باب آں گیسوندار و  
کد تار موے اور اشنائے نیست

ما سیم شراب و یار و طاعت  
لا قیم ز یک و گرز تراست  
یک جرعه خوریم از عمو ضاعت  
لابد که بلا نسیم از کرامات  
گوئیم اگر چه صد دولالت  
از هر دهنی که هست خرفات  
قد و گیر نیست عین الایات  
چیزے بمیان نه بود سہیات  
پس گلخنیاں شدند سادات  
گفتم قدحے سوئے ما ات  
دستار فروش و ایرینغیات  
تا ای تو بچشمس اوقات  
می بایدت باخت اختیارات  
یکجانہ شو ندخالت و لات

ما سیم خرابی و خرابات  
خوش شسته شرابها بنوشیم  
صد تقویٰ و ز بدرافروشیم  
نوشم چو دامن بادہ گرم  
در حالت بے خودی وستی  
جز و صف لبست ہر آنچه باشد  
جز قامت او کہ چون الفست  
دستے بمیان او نہ یادیم  
دیدم کہ گلستان و گلخن  
بر خواجه مے فروش ز فتم  
خندیدہ مسخر گفت با من  
آن مجذے نیست در شاہ  
این شاہد مے بنام خویش است  
تقویٰ و صلاح و کفروایمان

بوالفتح محمدی تو اختر  
بر شاہد او سلام و صلوات

بہر خرید جن تو از جاں دعا با خاستست  
واں غمزه را بنگر کز و ہر سو بلا با خاستست  
وے لعل میگوش چو گل از تو صفا با خاستست

یکدم بیاد بر بریش از دل شنایا خاستست  
زاں چشم مست او گل غلطیدہ مردم ہر طرف  
ای شمع رخسار کش ترا کز تو جہاں روشن شدہ

لا شافے

تو

انگور بتانش بہ میں بالہ حکایت میکند  
 ہرہ ازی میکنی وانم مقامی بیشہ  
 سرد کنار او بنہ با آنکہ چینگے میزند  
 ہر دم بہم آہ منجہ از سر مو انا خواستت  
 اکنون نماذہ معتمد از تو دعا انا خواستت  
 تا گو شمالی رازند از من نوا انا خواستت

نظام  
 غاند

بوالفتح گر عاشق شدی میسوز اکنون در مہم  
 از سینہ عاشق ہوں در دو بلا انا خواستت

قربان آن کما نم کو عین ابروان است  
 چشمش چہ شوخ دیدہ است ہر لخط ہر طرف  
 من گلبنے نہ دیدم بے رنج زخم خاے  
 سیلاب چشم عاشق غرقاب آب طوفان  
 مینوش باوہ ہر دم بر سینہ شاہد شہاں  
 جزایں دگر نہ دارم حاصل ازیں جہاں من  
 گرشہ آن لبانم کو صاف مے چکان است  
 مردم خراب کردہ است او فتنہ جہاں است  
 کبکے چنین نہ باشد سروے مگر رواں است  
 کوہ سمرین جو دی آنجا قرار جان است  
 زندیق و ملحدے شو دنیا مہمہ چناں است  
 ایماں میان سینہ جاناں میان جان است

در دل مرا خیالے لب بر لبش نہاوم  
 بوالفتح را پیرسی گوید ہماں گمان است

مست و خراب نیم شب سینہ کشان درآمد  
 سرو بہا را آمدہ است سبب و انار بار او  
 بر سر کہ سمرین او داروے دلبری طلب  
 ہر کہ نہ دیدے او ہیچ ندید در نہاں  
 طعن چہ میکنی فلاں سید درو مند نیست  
 عشق بازی و ہوا جمع نمی شود بہتا  
 جامہ بہر شاوہ تر خوے چکان برآمدست  
 ہر کہ بدید در روش از تہ پاسر آمدست  
 ہر گیا و راں زمین ہر طرفے برآمدست  
 ہر کہ نیافت عشق او کوے وہم کرا آمدست  
 ہر چہ گویم گو کیس سخنم درآمد است  
 ہر کہ ہوا طلب کند کو ز خرے برآمدست

گر تو محمد منی منکر عشق ما مشو  
 مرد کہ عشق باز نیست بندہ بدست خرا مدہ

ح  
 اونانہ خر  
 ادست

یاسے گزیدہ ایم کہ وقتے وفانداشت  
 دروے برآمدہ است کہ یکدم دو انداشت  
 تکلیف لایطاق خدا ہم روانداشت  
 معشوقہ نہ بود کہ جور و جفانداشت  
 این عالم فناست وقتے بقانداشت  
 جز این دگر وجودے پیش التجانداشت  
 وقتے کلاہ بر سر و در بر بقانداشت

جائے کشیدہ ایم کہ گاہے صفا نداشت  
<sup>دولت بخت</sup> دروے تریشے دروے سینہ و دل سمینہ پر شدہ است  
 ای زاید لگو کہ تو از خوب چشم بند  
 از جو ریگر تو بنالی رواد لود  
 خوش باش ای عزیز کہ از درد و غم منال  
 از نکیہ سرنیت کہ کوہے است قایم  
 بیچارہ لونی کہ سر و پاش بر بہ است

بوالفتح را خطاست تمنائے وصل شاہ

بیچارہ مفلسے کہ جز این ابتلاناشت

عاشق از نعل یار آلود است  
 فارغے بے نیاز و آسود است  
 صدق و بیکذب جملہ محمود است  
 مردک خوار و زار و آلود است  
 دین ویرینہ رسم معبود است  
 ہم جگر نخت پیش موجود است

عاشقان را شراب بہود است  
 ہر کہ جاں را بدست یار سپرد  
 از پئے وصل یار ہر چه کشید  
 ہر کہ عاشق نشد قبول نیافت  
 جور محبوب و طاعت عشاق  
 ترک من مست نفس می جوید

ای محمد تو لبیک شدہ

روے امر و ترا چو معبود است

شاہد شوق را و فائے نیست  
 کہ از و تلخ تر گدائے نیست  
 جام فخار را صفاے نیست  
 کو دک طفل را راہے نیست

عالم حسن را بقائے نیست  
 طالب وصل مرد بے شرم است  
 درو آشنام را چہ لذت و ذوق  
 زاید پیر است بے تدبیر

شخص طاکس وجان روبرا  
 چنگ لنگتہ رارباب مساز  
 ہر کہہ نا پختہ سوخت خام ہماند  
 آئینہ گشت ہچو تیغائے  
 پارسائی و عاشقی مہیات  
 ہر کہہ باد و ساخت وزار ہمد  
 زینہاراں تو نرد عشق مہباز  
 شارب خمر را خمار بلاست  
 گر ہمیری بدر و عشق بمبیر  
 جز وجود و گر بلائے نیست  
 مطرب کہنہ رانوائے نیست  
 بار و دیگر ورا پزائے نیست  
 مصقلہ ضائع است جلائے نیست  
 عاشقی جز کہ نثار خوانی نیست  
 در و اوراد گردوائے نیست  
 شیوہ آن بجز و غائے نیست  
 جز خموشی و گردوائے نیست  
 مرغ جاں را جز این ہوائے نیست

اے محمد ترا خدا ہے بہت

جز خدا ہم و گر خدا ہے نیست

ہر کہہ باخواب بدخواہناست  
 سرو من من راست میگویم ترا  
 بیدے گزمالد از تنگی دل  
 پاکبازانے کہ می بازند عشق  
 حلیہ سبوح و قدوس است عشق  
 دو کسں میگفتند منے می گریت  
 عشق را اگر صورت و معنی بے  
 ای ابوالفتح محمد عشق باز  
 غرق در دریائے رخ و ابتلاست  
 بتلائے غمزه در عین بلاست  
 دار معذورش کہ در روشن دواست  
 در جمال حق نظر دارند راست  
 من کجا و عشق بازی از کجاست  
 گاہ متی را نمی بینم بقاست  
 صورت او آدم و معنی حواست  
 جملہ محبوب اند عاشق را تقاست

در مندے گر کند فریاد و شور

قول اللّٰم من طلبکم گوید رواست

شراب عشق را پیمانہ نیست  
عجب باشد اگر شمعے برافروخت  
ز شہر خوشین و از یار و درم  
کسے کو قد موزون ترا دید  
عجب جامے است ایں لعل لب  
سراسے خبر و یا غم گذر شد  
حدیث در و را افسانہ نیست  
کہ گرد او یکے پروانہ نیست  
خراب از خاطر م ویرانہ نیست  
عجب باشد کہ او دیوانہ نیست  
کہ بے او بیچ خم خمانہ نیست  
تعالیٰ اللہ چو تو ہجائہ نیست

محمد در دینوشی مخور غم  
دریں مفضل چو تو مردانہ نیست

میان جان من جز تو دگر نیست  
بجز عارف کہ بیند روئے خوں  
عجائب خلوتے دارم میر  
حدیث قد و حبد آں جوان مرد  
گر او در بر ترا باسے پنخشد  
بتکرک مست من گفتم کہ نقلست  
نبا شد عاشقان را بیچ محرم  
نصیحت گوئے ناواں را چہ گویم  
زہے ذوقے کہ کس را زیں خبر نیست  
چہ بیند آکہ را نور لب نیست  
من و آن یار بہت کس دگر نیست  
چہ گویم قصہ او مختصر نیست  
ترا مردن بجز کہ پیش در نیست  
بجز دل بیچ شے ہنصر نیست  
کہ تن را از وصال دل خبر نیست  
کہ مولانا بجز کہ کور و کر نیست

محمد عاشقی و پارسانی  
محال است عاشق شد او بنسبت

ہر کہ دل را بزلف یازہ بست  
ہر کہ از غسل یار جامے خور  
ہر کہ بندہ شکل حبد شے شد  
از بد و نیک ہر دو کون نہ بست  
ہر نفسے ہچو من بود سر مست  
گرہ عقد غسل را بہ گست

از سر صدق ہر کہ زوق قدمے دست زافات رنج و فتنہ بہت  
گشت در باغ و گلبنے کر دم چون تو سروے در اں طرف کم است  
ہر کہ جاں را بہ عشق جانان داد  
ہمچو بوالفتح با فراغ نشست

## رویف حا

نظر بر نیکو اں نیک است ممدوح  
اما نے مسید بد لعل لب او  
بتوخی بر بیت دستے ز دستم  
تو اے زائد گو عشاق را پسند  
چرا مجنوں خوشناست فارغ از غم  
غریق عشق را با کے نباشد  
مرا روح القدس دست پند  
جمال ماہ و مہر حسن حورا  
نباشد منکرش جز زشت و مقبوح  
مرا کہ غمزہ اش کردہ است مجروح  
نبودہ است جز گمان و وہم ممسوح  
کہ بدین می شود اں شخص منصوص  
مگر سیل عروسی گشت منکوح  
ز طوفان بلا و فستنه نوح  
کہ شو با قلب و قالب جلگی روح  
بہ پیش بت رخ من جملہ مقبوح

نباشد

محمد زہرہ راحت بہ بستند  
در درو و بلا کردند مفتوح

## رویف وال

مرا سود از زلفش کرد ایں سود  
مرا از حاصل عشقش چہ پرسی  
ز ہے لعلے کہ اں سمرست دارد  
کہ جان و دین و دل شد نیست فنا بود  
کہ جز درد و بلا و غم نیفیند  
دو صد جرعه زہر یکسں ہم بود

سولے ز زلفش

گوئی  
 دو چشم گوئی عین پیالہ است  
 خیال شمع رخسارے جگر سوخت  
 گداے بردر شاہ جہانگیر  
 قفاے چند بادشاہ نام بیبا  
 سرین و جہاں دیدم بلا شد  
 دو چشم دیدہ شد مردم بچیر  
 محمدیار وعدہ کشتنم کرد  
 دارم بلا

کہ مردم سرخوش است و دل بیاید  
 چو پروانہ بر آورد از دم و دود  
 گدائی کرد و سلطان صدقہ فرمود  
 گدا را عزت و دولت بیالود  
 کمر شکست و عقلم نیز فرمود  
 بشوخی ہر کجا جانے است بر بود  
 بکن یک منٹے پارا بتلازود

محمد عشق بازی پاک بازی است

کہ ہر کہ جان و دل در باخت آسود

میگوں لبان صفا ندارند  
 از دل شدگان چه باز پرس  
 شیریں سخناں و فاندارند  
 در سینہ بجز خیال معشوق  
 دردے دارند و واندارند  
 در سینہ معشوق اگر چه دادش نام  
 چیزے و گر رواندارند  
 در پنجه زلف او اسیر اند  
 جزمح و شناد عاندارند  
 امید شدن را اندارند  
 جان را تو فدائے خاک پاکن  
 این سنگدلاں صفا ندارند

پروردہ عشق خوشیتن را

جز منظر بلا ندارند

دو چشم ناتوان او مرا بخور میدارد  
 دو گیسوے درازا کہ کردہ است خانہ او را  
 دو کوبان سرین او گراں سرمایہ ذوق است  
 قد و رفتار او بنگرب و رخسار او بنگر  
 دو غسل مے چکان او مرا مخمور میدارد  
 مراد یوانہ میسا زو پریشان دور میدارد  
 شکستہ خاطر خستہ بدهاں مسرور میدارد  
 خرابی دل مارا بدهاں معمور میدارد  
 می بین

نہی خواہم دل خود را کہ گرد و تیلای کس  
 نزارد آگہی از دل ملامت گویے بیاصل  
 ولیکن نرگس متش مرا مخمور میدارد  
 ولیکن مردم عاقل مرا معذور میدارد

محمد خوب می بینی نہانی عشق میبازی

مگر کہ جاہ شیخ تو ترا بر زور میدارد

جادہ شیخی

تا خام

تا کہ

سرو استادہ ماند چو نیت سار تو دید  
 و ان خط مشک و ام کہ شد گرد روی  
 جدش بگے گذشت نیت بر سر  
 نور صفاے عارض آن مہ کہ لخط کرد  
 شمع رنے چو دوش صفا فی خود نمود  
 لعل لبش بہ میں کہ چہ مدوشن میکند  
 بیمار بودہ ام صنما کشتہ فراق  
 ایمان و کفر سر دو گے یکقدم شوند

طوطی خموش گشت چو گفتار تو شنید  
 روشن مگر کہ سبز تر گرد گل و مید  
 مارے سیاہ ہست کہ بر کوہ مہ کشید  
 صبحے بصدق صادق روشن چو روز دید  
 پروانہ وار گردش جان من پرید  
 از مے فروش پرس کہ مے از لبش چکید  
 عیسی صفت خیال تو روحے بدل مید  
 مار از لعل و خال تو اکنون خبر رسید

بو القح و ارہر کہ شد او عاشق بے

صد گونہ رنج و محنت در دو بلا بدید

راشد

نیم صبح گل راتازہ جہاں داد  
 بہار آمد جہاں راتازہ ترک کرد  
 سلام اللہ علیک ای خواجہ خما  
 گروکانے بذیل مطربان است  
 رفیقہاں را ہی آگاہی کن  
 پیایے کردہ پیمان پر سیا شام  
 بوصل و لبرے سپار جاں را

عروس در درار و بند بختاد  
 ز گیتی گو کسے فرزند نوزاد  
 بہار آمد رواج کار بردار  
 نوید وصل بر شاہ فرستاد  
 شراب و شاد و ساقی شد آباد  
 ز بہر ذوق مستی را کن ایجاد  
 نگہ کن تا شوی از خویش آزاد

چنان سوده و فایغ ہی زی  
کجا کارش کشد و انڈا علم  
مثال کہنہ پیرے خوردہ امجاد  
نشد باریے بہ نقد وقت و لشا  
نصیب ما شدہ است انجوا جزو

خبر بردوستان مارسانید

محمد پیر شد و العشق یزداد

محمد عشق می بازی خوشت باش  
ترا از کو دکی عاشق شد است نام  
بذوق درومی سازی خوشت باد  
خطاب سوز بر سازی خوشت باد  
تو خود سروسرا افزای خوشت باد  
تو بر جن و نمک نازی خوشت باد  
و گر با خوب ہم رازی خوشت باد  
یکے از دیگرے رازی خوشت باد  
نہی دندان و لب گازی خوشت باد  
بماہ و مہرا بن بازی خوشت باد  
بترک غمزه می نازی خوشت باد  
چہ راحت ہا کہ پردازی خوشت باد

نہادی وصل و پیراں را یک سو

بنقد وقت می سازی خوشت باد

آنانکہ بجام عشق مستند  
گہ در روع و نماز کوشند  
پہوش ز باد و استند  
گہ بادہ خورد و بیت پستند  
جز نقش نگار پاک شستند  
در غرقہ لامکان شستند  
بر لوح وجود ہر چه دیدند  
از کرسی و عرش در گشتند

از رو قبول ننگ دارند از ہجر و وصال دست تستند  
 ویباچہ دست وجود اند عنوان ازل ابد شدستند  
 از کن فیکون رستگانند  
 آسند و روند خویش بہتند

فروغ شمع را پروانہ باید سلاسل حبد را دیوانہ باید  
 حریف مجلس ما سادہ بہتر ندیم و شاید شنگانہ باید  
 نوید شتم گر کرد معشوق مبارک با دین شکرانہ باید  
 مرا بروم خواب وہ براتے تو صاحب فتری پروانہ باید  
 چگونہ مدن می مست گرد و

محمد ملک او میخانہ باید

سجودے پیش ہر بت رونشاید نہادن سر پیش یار باید  
 ز پس اند از چوں حجد و سرینے سوی محبوب اسچہ پیش آید  
 بیانا یکدے ذوقے برائیم نمیدانیم فردا تا چہ زاید  
 شکال حجد را محکم چہ بسندی ہی ترسی درفت نہ کشاید  
 اگر عاشق شدی ای خواجه عاقل ہزاراں درد و غم محنت فزاید  
 خاک شامے و بس روشن صبا کہ سرخوش مست یار از وز در آید

نظر بازی محمد اہل دل راست

دے داری کہ تا خوبی رہا بد

بجھانڈا مسید ما برآمد صبا حی مست یار از در درآمد  
 بہستہ در کشادہ بند بختا برغبت با فراغت در بر آمد  
 قدم آنجا بسر شد اے بت من سر اسرار زوہا در سر آمد

ہمیشہ

اگر تو عاشق

باید

چہ می پرسی مرابت می پستی      بت من بت گراں رابت گراں آمد

ابوالفتح ال عشق چوں وید

مرامعشوق من عاشق تر آمد

چو درد عشق در مانے ندارد      فرید شوق پایا نے ندارد

تو منکر عشق را اسمے مفرما      کہ این گمراه ایما نے ندارد

چہ داند طعم خمسر و ذوق مستی      منع وتر سا کہ پیما نے ندارد

پریشاں کرد و جعد و سرینے      پس افتادہ است سالما نے ندارد

بیاید اول با دوا و دل را      کہ بے جا نیست جانا نے ندارد

بود زیبا ز پیرایہ معطل      چو صاحب حسن احسا نے ندارد

اگر چشمے نہ بیند مردم خوب      بہ میں کاں دیدہ انسا نے ندارد

چگونہ چشم بر بندم ز خوباں      کہ باب القلب و ربا نے ندارد

محمد میکند دعوی محبت      بریں گفتار برما نے ندارد

ابوالفتح باغیر بذل و ایشار

وصال یا رامکا نے ندارد

ہر کہ از درد من خمسر دارد      دست بر سینہ یا کمر دارد

آہ من ہر کہ در سحر بشنود      تا دم صبح چشم تر دارد

شوخی چشم و فتنہ باز رہود      ہر کہ در کوئے او گذر دارد

ہمچو من مبتلا شود یکبار      ہر کہ بر روی او نظر دارد

ترک غمزہ اگر کشاید تیر      سینہ را اہل دل سپردارد

کبک رفتار اگر بلبند پری      مرغ دل را پریدہ پردارد

جعد او با سریں چہ می بازو      مار بہ کہ کثیدہ سردارد

بروز دوشمنہ بہتم ذی تعدہ ستمہ مرزب تلم شد

شوخی چشم  
فتنہ باز رہود

از

چہ می بازو

لفتنح عشق را بشناس  
ای ابوالعاشق کجا خبر دارد

ویدگان را شراب خواهم کرد	جگر و دل کباب خواهم کرد
ترک خود میهمان نخواهم خواند	خدمتی جان شراب خواهم کرد
دست بر حجد او نخواهم زد	خانمان را خراب خواهم کرد
لب او با زبان بهم جوشم	شکر و در گلاب خواهم کرد
ناصری خیال ذوق برد	نام او لعل ناب خواهم کرد
نفس را گرد ریغ آید حبال	نفس را اخصاب خواهم کرد

خون دل را ز دیده خواهم سخت  
ناخنت را خصاب خواهم کرد

تا که با ما است جان ما بوجود	یار ازمانی شود خوشنود
من زانده و درو غم نامم	یار از لطف خود همی نرسود
تو کجا و وصال او ز کجا	هم برین درد شاد باید بود
وصل را از خیال بیرون بر	هر که با درد ساخت او آسود
راه وصلش در از بی پایست	مانده شد هر که راه را پیسود
با تو نقت راست درو همواره	نقد بهیتر نه و عده بخلود

ای محمدنه مونس هستانه یار  
هست اندوه درو غم موجود

برودل را جواں تر سازاد	عقل را کند عشق از بنیاد
همه جا عدل راست انصاف	نیت در شرع عشق جز بیاد
لعل شیرین بکام خسروده	که شیرین را سپرد ز سر ما

له این غزل را بروز دوشنبه بستم ذی قعدة سنة ۱۰۲۰م بقلم آوردند له این غزل را نیز بروز دوشنبه بستم ذی قعدة سپرد  
سنة ۱۰۲۰م رقم فرمودند له این غزل را بروز چشنبه بستم ذی الحجة سنة ۱۰۲۰م را فاده فرمودند

مغ و در دام عشق اگر افتاد  
زیر قفس می نگرود و آزار  
بہت امید راست خواستش  
ہر کہ تیرش بخورد و افتاد  
ہر چه او را شود مزید جمال  
ورد و اندوہ من ہی یزداد  
ذوق دشنام یار برد از من  
راحت ذکر و لذت او را

تا  
نیت امید  
و فاشش

ای محمد بجز تو کیت دگر  
بندہ وقت باش از مہ آزا

تا  
بندہ وقت از  
جہاں آزا

نمیدانم کہ آن بد خو بریں کیس چہا بازو  
غبار از سینه می خیزد و خان درو میوز  
ہمہ عالم نظر دارد و بجاہ و مال خود خسر  
تعالی اندنگارینا چنان موزوں و زیبائی  
لب لعل و سیہ خالی جیش باروم کیاشد  
سوارست می آید سمند حسن میتازد  
مگر آن شہسوار من بمبیدان گوی میبازد  
چہ عیب است گر جوان من سخن خوشین ناز  
ندانم جز خدای من چنین نقشے دگر سازد  
زہے مسکین دل بیدل ووشکر کی طرف تازد

تا  
ننگار  
ن تواند

اجازت بوسہ گریا بد محمد عاشق بیدل  
ہمہ معذوری وارش زمستی گریش کاژد

ترا از حال من آگہ نباشد  
کسے را اگر ہدایت عشق کردہ است  
بیاید خود روو بے موجب عشق  
بجان و دل اگر کسکے کند یار  
جغای یار بر چشم و سر باست  
بریں شکل و روش سر و ندیم  
چہ کو اور دزخندان تو مارا  
سبیل و در را ہم رہ نباشد  
ہی گمرہ طرید اند نباشد  
ولے در عاشقی گمرہ نباشد  
حریق سوز غم را نہ نباشد  
ز جو یار نا رہ نباشد  
چنین حسن و ناکہ ر مہ نباشد  
براں غوری ببائل چہ نباشد

تا  
کورا

بہ عاشق ہر چه از معشوق آید  
ببخونج بخونج بجز خضہ نباشد  
سید اکبر حسینی این نزل را در محفوظہ جامع الکلم (روز شنبہ بست و پنجم ربیع الاول ۱۳۳۵) در روح کردند  
تا ایضاً ایضاً

اگر طوفان آتش سر بر آرد و بتاب او تنے چوں کہ نباشد

محمدی مردان عشقش

دو اے درد تو جز وہ نباشد

امروز آن نگار جمائے و گر نمود  
عارض زدہ است ہمہ پردہ ز رخ کرد  
یک خند نے کشادہ جہاں را حیات دہ  
یک چٹکے بہ بست جہاں ز انکس فرود  
رخسار گلبن است لبش شکرے نمود  
اے اہل دل بگوئے تو بر مصطفیٰ درود  
سوز فراق شمع رنخے جان و دل خست  
پروانہ روشن آرد آتش ز سینہ دہ  
ہر جا کہ بہت اہل دلے بتلائے او  
ہر جا کہ خوب روئے اورا کند سجود  
خال رخس کہ دید کہ از دین خود گشت  
ترسا شود مسلمان مسلم شود جسود  
یک بوسہ کہ یافت از آن لعل چکا  
متناہ گشت ہر دم در رقص و در سرود  
گر اہل ہند بیند ترک خطا صفتن را  
از دین بت پرستی تو کہ بت نہ بود  
از قانتش چہ پرسی سر ویت است  
جعد و سرین چہ گویم ما سے بکوہ جود

یک چٹکے نہانی بوافتح را بخش

پے کوری رقیب علی رعم آں حسود

مرا باہ روے یار سے بود  
شبے ہم یکگر شب کاری بود  
از و ناز و کرشمہ سرفرازی است  
ز من بیچارہ عجز و زاری بود  
نبا شد بدوش عزت کسی را  
مرا با سے دراں کو خوار می بود  
اگر درباں نہادہ پیش من چوب  
ولیکن با سگش خس خاری بود  
بیک بوسہ دو جامی پر بہ پیمود  
حریف و شاد و میخوار می بود  
اگر چہ غم زہ تیرے بر جگر زد  
ز لطف لعل او دلاری بود

محمد نیک لیدہ خمار است  
مگر با مہ رنخے بیداری بود

۷ حضرت سید اکبر حسینی ایں غزل را در طغولہ (جامع الکلم) روز شنبہ بست و پنجم ربیع الاول سنہ ۱۰۳۷ ہج کونہ

در خوش

حدیث عشق من افسانہ شد  
ہر آن کو دید زلف پاکشانرا  
عجب قہرے کہ دار و عشق یارب  
فلاں زادہ لب میگون او دید  
شبے جعدش بخفیه بر کشیدم  
چنان رنجور از دولت تن من  
مثال سوز من پروانہ شد  
سراوگشت و سہم دیوانہ شد  
یکایک آشنا بیگانہ شد  
شراب و رور چمانہ شد  
عجائب قصہ در ہر خانہ شد  
کہ بہر درد و غم نیشانیہ شد

محمد راز حال او چہ پرسی  
ضعیفی ناتوان غم خانہ شد

گر یار مرا کنار آید  
گرناز و کرشمہ بیازم  
بر بستہ در و کشادہ سینہ  
متے ہر ادنا رسیدہ  
او خواهد و من نخواہم اورا  
کار بیت مسیانہ دو مردم  
در وقت خزاں بہار آید  
او عجز کند کنار آید  
ہر فتنہ بود ہر بار آید  
اندر بر ہوشیار آید  
من عاشق و او بکار آید  
کز سیومی ہر نگار آید

یوم

یاے کہ بکار کار تاید  
آں یار گوی چہ کار آید

مائیم بیک خیال خوردند  
صد شکر خدائے آسمان را  
نتوانم بے جواں خود زیت  
اے زادہ پند گوے اسکت  
بگذار کہ روے خوب سینم  
مائیم بہ بند یار و رہند  
مارا کہ درین خیال فلکند  
اے خواجہ مدہ مرا چنیں پسند  
نتوانم دل زیار بر کند  
ذوقے بکنیم روز کے پسند

بہو وہ مخور غمِ جہاں را روزے دو غمِ سخن با سخن بچھیند  
در عشق اگرچہ درد ہجراست صد ذوق و خوشی در دست آگیند

بوا لفتح بگوئے کامی محمد

مایم بیک خیال خور سندن

آن

مسلمان مران فریادِ نکرده است او مرا گاہے ولم شاد  
ہمہ کس در خوشی و ذوقِ مستی مرا مادر برائے درد و غم زاد  
ز توجروستم تسلیم از من قضا را این چنین تقدیر افتاد  
ز من از لذت و شنامِ خواباں پریشاں شد ہمہ تسبیح و اوراد  
مرا از آتش ہجراں امید است کہ سوز و خاک سازد تا برو باد  
غبارے او فتد شاید بران در بدیں دولت بگردم از غم آزاد  
چناں از سقف چشمم میچکد آب ہمی ترسم فرود افتد ز بنیاد

صفاک اللہ زورد و محنت و غم

سلام اللہ محمد راست یزداد

جور و جفا و یاری با یاریاں را باد در دو غنا و سوزش و غم برقرار باد  
آن سر و قدمارا و اوں مودرا ز مارا عمرے بروز و سال و مہ بیشمار باد  
آنکس کہ رنج دار در بخور خواہم شادی بروز گاش و وقت بکار باد  
مایم و در عشق کہ با وصل نیست کما وصلش ہوس نداریم و غم برقرار باد  
شادی بروز کار جوانان عشق باز گر وصل ہست بچ و زنی بکار باد  
دو چشم آموں را غمہ است تیرنہ مارا بسوزد و در و غمت افتخار باد  
ہر دبرے کہ در پس آن کج سیریں دے در کوے عاشقاناش ہمی سنگار باد  
اورا ہمیشہ غرت و با کمرشی غنا مارا بہارہ بردار و افتخار باد  
سہ بروز بچنبہ ہم ذی الحجہ شہرتہ بقلم آوردند

بوالفتح را چه پرسی ز اندوه درد و غم  
 پرورده مہین است ہمیش ستوار با  
 آن وعدہ وصال کہ کردی وفا بکن  
 جان و دل محمد در انتظا ر باد

دل و جانم فدای آن جواں باد  
 کز و جان و جہانے گشتہ و نشا  
 خرابی ہائے ازاں لعل میگونست  
 خرابی ماثو وزیں بادہ آباد  
 ندارم رنجشے از زید و از عمر و  
 مرا از دست خود فریاد فریاد  
 من آن بندہ نیم کز بندگیست  
 بتخریر تو خواہم گشت آزاد  
 من از تو رو بدیگر کس نیارم  
 تو خواہی جو رکن نوای بدہ واد  
 ترا حسن و نہک ہر روز افزوں  
 مرا اندوہ و غم یزداد یزداد

محمد باشدے زین غم دہی ہم

مگر کہ وار ہم زیں محنت آباد

جسد موزوں بدام ما بکنید  
 لعل میگوں بکام ما بکنید  
 گر بے بوسہ زند بہ لبے  
 بوسہ را بنام من بکنید  
 ای جواناں چو بادہ بخش کنید  
 فضلہ زان بکام من بکنید  
 چشم آموکہ کرد شیرشکا  
 حیلہ سازید رام من بکنید  
 وعدہ وصال کرد چاشت گہ  
 چاشت راز و دشام من بکنید  
 نامہ گر بسوش بفرستید  
 بہر دین ہلال ابرو را  
 ای جواں پیرا بکن رحمت  
 شایدے را کنیز کم سازید  
 تا زید مست خوش محمد تو  
 لعل میگوں بکام من بکنید  
 مے فرو شے غلام من بکنید  
 بر سر نامہ نام من بکنید  
 تا تو اں دید نام من بکنید  
 ذوق مستی مدام من بکنید  
 مے فرو شے غلام من بکنید  
 لعل میگوں بکام من بکنید

لے

لے

لے

ورخت عشق بے گل بار نبود  
 شمر تلخ است گل بے خار نبود  
 بوقت کارگری نہ کردہ است  
 ترا آن یار سرگز یار نبود  
 شبے گرمہ رخے در بر بخلطہ  
 بجز ذوق و خوشی در کار نبود  
 عجب کا سے اگر عشقے بیازی  
 پس انگہ درو غمسم انکار نبود

۲  
انکار

کسے کو عاشق است فارغ نباشد

خوشی شستہ محمد وار نبود

مرا زلف تو ہر با سے دہ بند  
 کہ ہم در بند شاداں باد و خورسند  
 دہم دشنام مارا گوتنا سے  
 ز غم چندے قفا تو خوشترے خند  
 بدست خویش اگر تیغے برانی  
 بفرق تو شود بردست اسپند  
 من از غم بودہ ام ساحل گرفتہ  
 بیاد عشق در غرقاب افگند  
 دل من مبتلا سے آن جوانے است  
 کہ سرو راست رفتار است کز بند  
 محمد پیر گشتی تو بے کُن  
 ترا انا کے حجبہ بازی و تاچند  
 چہ گویم باتو من اے مرد ناداں  
 ندام من دل و جاں آرزو مند  
 مگر کہ گاہ مردن آیدم خصم  
 بصورت امر دے خوبے خداوند  
 کشیدہ آیتیں بالا بخصمی  
 کہر بندے ز زر کردہ مکر بند  
 ز سے جاں کندن شیریں در آنحال  
 چینیں جاوید دولت بر کہ بخشند  
 ہاگر جاں را بدست او سپارم  
 ز سے عاشق کہ من باشم خردمند

۶  
پند  
باش

۳۰۲  
بر غم

۳  
جوانے

مرا در گور موس نیست جزوت

کہ ازوے جملہ غمہا شد پر گند

دل استاد من ہرچہ مرا از لطف فرماید  
 بد اماں گیر مش در بر کہ ہرچہ از دوست ملی آید  
 چینیں حنے کہ تو داری نمک چندین آگہ  
 ہمہ نالہم خدا سازی سخن اسحق ترا شاید

وگرنادرود حیمے کہ خواباں این صنعت ماید  
 ندانی کوز نو سیرت ز فرط عشق گر زاید  
 زباں آلوده ترددار و بدانکہ اثر میناید  
 بلاے درد و غم لا بد بہر رونے و گر آید

بجد اللہ چنانستی ہمہ کس در تنائے تست  
 وگر عاشق کہ از گاہے بیاروزنا بازی  
 ملامت گوے بجا صل نمید است حسن و زینب  
 پیر ساعت کہ می سینم مزید ابتلا باشد

دگر عاشق کہ از گاہے بیاروزنا بازی

محمد مرد عقلستی چرا دیوانہ عشق

کہ ترک جان و دل گفتن مرا خواجه بفرماید

ازیں سود اندیدہ هیچ کس سود  
 مگر آن شخص ازیں سودا بیاسود  
 کہ روشن می نماید عکس مقصود  
 بر آرد از دمار عاشقیاں درد  
 کہ سدرہ بہت بہر آن نخل ممدود  
 مرا این درد و غم اندوہ انسود  
 ولیکن درد او سہوارہ موجود  
 شود ہاں عاقبت کار تو محمود

دل از سوداے زلف یازنا سود  
 زبانش را خوش آنکو سود گرفت  
 نظر بر چشم خواباں فرض عین است  
 ز بہیبت عشق از دوزخ دلاں کم  
 پناہ سایہ سروے نشینم  
 ترا گر حسن ہر روز است افزون  
 ز وصل او زمانے بر نخوردیم  
 محمد عشق بازی شیوہ تست

حیبت

نود گشتہ است عمرت لے ابو الفتح

رسیدہ بانو دور حکم مقصود

کو د کے نازمین است چه توان کرد  
 و لبرے پر ز کین است چه توان کرد  
 خلقش این چنین است چه توان کرد  
 غمزه اش در کیس است چه توان کرد  
 و دیدش عین وین است چه توان کرد

یار من شمر گبیں است چه توان کرد  
 طلب وصل زو میسر نیست  
 او نداند کہ شمس کہ دن لیک  
 ہوسہ چون بخواسم از لب  
 چشم از اں رخ چه گونہ بر بندم

بابو

خلق او

پندگویا ز پسند خود باز آگے      بے رخش دل حزن است چه توں کرد  
نقش او بر جبین جان و جہاں      ہچو خاتم نگین است چه توں کرد  
عالے از جمال او بر خور و      خواہے شیطان بعین است چه توں کرد

از پے کہ سرین و حمد دراز

میرا واپسین است چه توں کرد

خوبرویاں اگرچہ بسیار اند      شیوہ و شکہا سبے دارند  
ہر کسے شد اسیر ہر شکلے      ہر یکے در خیال و پسند دارند  
آنکہ عاشق بہاں مطلق شد      از تعین شخصے بیزا رند  
جز یکے در میاں نمی میند      و اں یکے در یکے کیے دارند  
خال و رخسار او قرین رہند      کفر و ایماں ہمارہ در کار اند  
دیدہ اہل درد و غم زدہ گان      ہچوں ابر بہار می بارند

م شخص

۲  
بگین و ہند  
فربہ ہند

الحمد تو عشق باز نہ

عاشقاں ہر نفس گرفتارند

ہر کہ در بحر عشق غرق افتاد      گو ہر شب فروزدش داد  
نام مجنوں بلند لسیلے کرد      حسن لسیلے رواج مجنوں داد  
خوب راے خداے خوارکن      شایدے مغلےے رسعد بمراد  
در فغانم زدست آن خود کلم      می کند ظلم و می نہ بخشد داد  
عشق آدم از دولت او      محنت و درد و سوز و غم زیاد  
می کشم جو رومی خورم اندو      پیش ہر کس نمی کنم فریاد  
با چنین روے خوب خلق دگر      مادر و ہر کود کے کم زاد  
نیست جانے کہ نیست از خونود      نیست آن تن کہ نیست از دشا د

اے محمد زکن کن بگذر

بایر را بنده باش خواه آزاد

شراب عشق را خفیه بنوشند  
 متاع زہد را پنهان فروشند  
 زمانے خوش بوقت خویش باشند  
 برائے دی و فردا ہر چہ کوشند  
 چرا بحرے بوقت خود نگر و ند  
 چرا چون چشمہ کو ہے بنوشند  
 زہے ذوقے نغمہ مستی بلے وقت  
 کہ مے با یار نوشند و خروشند  
 برائے یک نظر بر مے خواباں  
 بے پتیاں محنت را بدوشند  
 دلا برخواست حق میدہ رضائے  
 کہ بر راندہ قتل مہیو دہ کوشند

محمد یک نفس آرام و انجام  
 کہ پستان عقیمہ را ندوشند

خداوند خداوند بدہ داد  
 مرا از دست من فریاد فریاد  
 جہاں جہلہ بکام ما عجب نیست  
 ہمیشہ درد و غم نیرود نیرود  
 خیال جہاں و بس کینج شیں را  
 پریشان میکند اذکار و اوراد  
 ولم تا شد اسیر آن دو گیسو  
 ز بند بندگی شد پاک و آزاد  
 ز دم دستے بسو دم نار پستان  
 ازیں راحت ولم با سینہ بختاد  
 تعالی امد کہ عشق سر و ستلاں  
 بگویم راستی بوالفتح نیرود  
 بگویم راستی بوالفتح نیرود

ہمہ عالم بذوق و خور می خوش  
 محمد ما درت از غیر غم زاد

کس برین تیراں دل نما کند کس سر امن و تسرار بود  
 گوئی ہمیشہ غم زدہ روزگار بود  
 لب لبش ز دم کہ ازاں بر خورم مگر  
 آنجا ہمہ خیالے و وہی بکار بود  
 از حاصل محبت و عشق چہ پر سیم  
 درد و بلا و محنت در رخ و فگار بود

تا  
 زود وقت  
 غم مستی

خواب غافلان از جہاں فرستاد  
 آنکال جہاں بند است محکم

در بوستان عشرت خود کرده ام گذر  
میوہ گلے نبود ہمہ خار خار بود  
بودم بیک شراب کہ یک بوسہ لب  
مست و خراب کرد ترا خود خار بود  
تینے کہ دوش بر سر من بر زوی چشم  
کاں سرزتن برستہ درین انتظار بود  
عمرے کہ برد تو ابوا لغت خوار زیت

باشند کہ سروری و ہمہ افتخار بود

شمع رخسارے مرا پروانہ کرد  
لعل میگو نے مرا متانہ کرد  
جو راوشنید ہر کہ در زماں  
ذکرے نبوت خوش افسانہ کرد  
اے کہ می پرسی چرا دیوانہ  
زلف خود را گو چہ اولیوانہ کرد  
آشنائی با فلاں کس کم کنی  
کاشنارا او ز خود بیگانہ کرد  
من سرود حجلہ میگفتم شبے  
آں عروس مست من فرغانہ کرد  
کیست کو جانہا پریشان می برد  
یا روانم زلف خود را شانہ کرد

من نخوردستم عرق نے آب جو

ای محمد لعل او متانہ کرد

محمد عشق را نہجبار باید  
طریق جاوہ بس سموار باید  
بروں شد را بہ بنند و دروں ہم  
گریز گاہ را دروار باید  
اگرچہ خوبویاں نیک خوبند  
جفا و ناز ہمہ در کار باید  
ازاں لب بوسہ گردش اشارت  
ازیں سوکار بے افکار باید  
مرا شیریں زبانی از کج باشد  
لب معشوق شکر بار باید

محمد عشق بازی شرط کار است

ولیکن عشق را نہجبار باید

جز جعد تو اے جوان لبند  
در خانہ دل بلا کہ افگند

ت  
بہ بند چوں  
دروں ہم

شمع رخ من ہمارہ می سوزد  
جان و دل من فداستے اسپند  
ہر شام مراست گریہ و رنج  
تو صبح صفت کشادہ می خند  
آن جہد و سرین است کویہ و ما را  
مے است سیرہ بکویہ الوند  
ایں مردن من ز عشق تا کے  
وین ناز و کرشمہ تو تا چند  
بازیل تو دل چناں بہ بستم  
چوں خرقہ صوفیاں بہ پیوند  
تو عیب بتاں چینیں محسینی  
گزرشت مزاج تنگ چشم اند  
حسن و نکلے کہ در توان سزود  
سوز دل من بگرد صد چپند

سریت

بوالفتح سخن ز غسل کم گو

بتراد و آنچه بہت در آ و ند

حسن تو نے نگار مرا عشقبا ز کرد  
شکل تو اے سوار مرا ترک تا ز کرد  
اے ہر کہ دید قبلاً ابروے آن جواں  
از قبلہ بازگشت بہتیش نماز کرد  
آن قدر بچو سرو رخ لالہ و ام تو  
از کشت و باغ ہر دو مرا بے نیاز کرد  
وی بادہ خوردہ بہت و پریشاں ہی  
دنبال او نمودم داو احمد ترا ز کرد

الطاف دست عام و لیکن مرا خصوص

دشنام چند داو ز خلق امتیاز کرد

اگر بار ماہستی خرد مسند  
مدہ دیوانہ و سمرت را پسند  
مرا در گریہ و اندوہ مہسیدار  
تو با بیگانگان خوش باش خمیہ  
ز من آسودہ تر و دیگر نباشد  
کہ ہستم من بدرد و رنج خورسند  
شکال حسب تو بندیت محکم  
کہ در ہر پنجاہ اش چندیت در بند  
کنند جہد تو دایم و راز است  
پہر حلقہ دو صد شہباز افگند  
جہا و ناز تو این گریہ من  
نظارہ کن میان روز کے چند

نام  
تا  
گر محکم  
تا  
بوغ  
را

ز من ما نغم نہ تو نے ناز و گریہ  
شدم پیر کمن در عشق بازی  
بماند جز کہ بواز عود و اسپند  
اگر چه آشنائے عجز عشقم  
مرا توبہ نمی بخشد خداوند  
سرم در گرد پایے مادے باد  
کہ ز اذہ چوں تو زیار حے فرزند  
مکن کن را بکیبارہ پرانگند  
چومرغ وحدت اینجا کرد پرواز  
یکے کفرے و گرسنگر نہانی

محمد با بتاں خوش بہت خوردند

کہ دیداں چشم تو وانگہ بہ غلطید  
کہ ز دبو کسے بہ لعل تو نشد مت  
کہ زود کتے بجدش تشن بہ چسید  
گداے بر سر کویت گذر کرد  
سہرے بر زانوام نہ ہا و غلطید  
حریف من شبے سر مت آمد  
چلویم تا چہا چشم و لم دید  
بخفت و بخت من بیدار بودہ است  
چلویم تا چہ کلہا جان من چسید  
شدم در باغ و باغی خفتہ بودہ است  
مگر نوے زرے یار و زوید  
ہمہ دیدم صفا و روشنائی  
کہ او از جد خود احمد پیر رسید  
محمد را پیرس از عشق بازی

بلغت ای کو دک شاستہ من

زہے کلے کہ آن فرزند بگزید

آں جواں من جواں ارجمند  
من کیتم تالاف یاری اش زغم  
من یکے محتاج و مسکین درد مند  
ای ہزاراں بر رخس چوں من سپند  
نیکنا ازا بدابر ما بنمند  
رسم رسوایاں مرا خوش آمدہ است

ت عشقم  
را و  
دارد

ت  
بجدش  
پیچید

کیست کو برپائے سرو پیت گشت  
تا کرا باشد چنین سنجے بلند  
دل و خواری کس کرده است اختیار  
بردت تقدیر حق مارا ننگند  
عشق بازی اختیار من نبود  
ہر کجا خواہند سر خود نہ ہند  
ماہ پیش کس فرو ناریم سر  
لیک جہد تو مرا شد پائے بند  
ہر کہ عاشق می شود دیوانہ است  
تو بزنجیر سر زلفش بہ بند

۳  
ہر کجا خواہند  
بسر می آہند

است

سید بوالفتح یا وہ سے رود

گرد آور زان وجد مچوں کمند

گرچہ ہستم سر فرازے ارجمند  
بندہ شتم من ترانے دل پسند  
دوستی سروقت گل کند  
گلین عیش مرا از بیخ کند  
من اسیر و مبتلائے ماندہ ام  
نیک خا ہا نم چہ می گویند پسند  
پیر مردے عاشق یکے کے است  
بالضرورت گشتہ است اوریشند  
مردمان خود دجان خود در باختند  
از خیال خال زلف و روئے تست  
ای محمد گرنو عاشق گشتہ

۴  
سر فراز  
ارجمند

ہمچو من دیوانہ باش وہم لوند

آتش عشق و محبت دروئے کافر و خند  
جان و تن با سینہ و دل ہمچو کاسے ہوتند  
در بر ہر کس قبائے و کلا ہے بر سر ہت  
زندہ درو و بلار اہر ہا سیم و خستند  
اوتاد عشق و پیر دروازہ سر و کرم  
صبر بر جور و جفائے دوستان آموختند  
اے خوشامردان جو انردان راہ عشق او  
از برائے درو و غم را دین و دل بفرختند

ای محمد ہمچو پروانہ بسوز از شمع رخ

آتش عشق و محبت در دولت فروختند

بیچارہ دے کہ بتلاشد  
 لے ہرچہ کہ بودا سزایش  
 عاشق نہ بود بہ شرع ماخوذ  
 این آتش عشق سوخت جملہ  
 لے ہرچہ کہ بود درد و تار یک  
 ماجملہ جہاں بیک پیالہ  
 یارب کہ چہ دار و آں عشق  
 مرغی کہ صبور بود و زاہد  
 عشق آمد و رفت ہرچہ باہست  
 لے یاربیکہ من بر فتم  
 لے ہرکہ نہ باخت عشق بازی  
 تاندت درد عشق گیسر

گر دآرزبان خود محمد

کاین قصہ حریم کسبریا شد

شرابے خورد و خوبے خوب تر شد  
 ز شوخی چشمستان <sup>غلطان</sup> است  
 خراماں میرود سینہ کشیدہ  
 سیہ خطے کہ گورو بر آمد  
 و گرم نسبتے کردم تو بشنو  
 ہر آنکو قبلہ ابرو سے او دید  
 گراز عیش چکد یک قطرہ سے  
 ہر آنکو دید اورا بے خبر شد  
 رخس چون لاکہ تر تازہ تر شد  
 ہر آنکو دید و کشتش در کمر شد  
 تو گوئی سبزہ گرد غنچہ بر شد  
 تو گوئی کلفہ بر رو سے قمر شد  
 ورامحراب بر سمت دگر شد  
 جہانے مست گانے خبر شد

ہر آن تیرے کہ زان غمزہ کشاید جگر نیشانہ سینہ چون سپر شد  
 جہاں تو دگر گئے نمودہ  
 محمد را غزل وزن دگر شد

ز چشم مست تو عین الیقین شد کہ ہر کہ دیدہ اش بے عقل و دین شد  
 ہزاراں آفریں با دابریں دل کہ باورد و غم تو ہمیشہ شد  
 اگر لطفے کسند لعل لب او چرا غمزہ ترا کبری و کین شد  
 ز بچے حید و حبیب و دامن او چمن بامشک و عنبر ترگیں شد  
 سلام اللہ اسی ساقی غمہا بدہ پر پر کہ قسم ماہیں شد  
 من از سوداے این خود سود کرم زیان جان و جاہ و مال و دین شد

۳۰۲  
 پر از گری

محمد از کہ شد رنجور و لاغر

غمم شاد بیت و بچ من ہمیشہ

دل عاشق اسیر بار باید تنش آزرده و انگار باید  
 لبش خشک و دو چشمش تریہ بینی بزنگ زعفران رخسار باید  
 باہ سرد سینہ گرم یابی تنش لاغر نزار و زار باید  
 غذائے او نباشد نان و آبے بخورون خون دل در کار باید  
 ہوائے گلستاں اورا نباشد خوشی و کشت او در حسا باید  
 دلش غمگین و سینہ پارہ پارہ تنش رنجور و پُر آزار باید  
 بیاید تا کشد او حسام مستی برائے درد و غم ہیشیا را باید  
 ہمارہ عاشقاں صائم ہانند بخراے لبست افطار باید

محمد عاشقاں گمراہ باشند

برائے گم رہی سرکار باید

تعالیٰ اللہ چسپس بر من خدا کرد  
 چگویم بر کنا لم از کہ پرسم  
 مسلماناں مرا نر یا دنیایا  
 شبے با ماہ روعے بودہ آمشوش  
 فراق آں کلمہ پوشش قباوار  
 ز درد و غم نبودستم شعورے  
 بجائے وصل تو مارا سبک ساخت  
 نکر دست بیچ کس با من وفائے

ز درد و غم محمد بر خوری تو

بہ برخورداریت ماورد عا کرد

آں چشم مست او کہ دلہم اخرا کبے  
 چشمش بگر کہ ہر طسرفے لخط می کند  
 کیوسہ با کنار از و کردم اتہاس  
 از لطف خود نہاد زباں درد مان من  
 وعدہ بکشتتم کہ نمودی دزگت جیست  
 تیرے کشادہ بود بسمت شکاری

اے چشم رو سیاہ چہ در من است شوخ

بوانفتح را ایک نظرے میں خراب کبے

یا آمد بوسہ رستم زد  
 خوش وقت کسے کہ جام عشقش  
 سر ہر کہ بدرد و غم بر افروخت  
 شہ آمد و طبلکے کر م زد  
 بر خورد و پیالہ دم بدم زد  
 در ملک عشق او علم زد

کہ مرضم  
 خوش نمود  
 بنیاد پوش  
 و کلمہ دار

خراب

تا این

اے ہر کہ بدید عمل میگویش  
 او ذقیر عشق ہر نور و سیت  
 او قابل صدق و راست کاریت  
 معشوق پیش او خود آید  
 از لطف یکے کمنار بخشید  
 از صحن نبرد گوے او برد  
 ما ریج حدیث را ندانیم

از

دلم

بوالفتح مست آن خنیالم

دوست آمد و بوند ستیز

دلت تا بر نخے چون منہ نباشد  
 ہمد در میہانی یا رگر وند  
 ز در و سوز غم آگہ نباشد  
 اگر با کود کے پیرے پیازو  
 بوقت در و یک ہجرہ نباشد  
 پس از ویرے وصال یار یابند  
 بریشش جز ہرہ قہقہہ نباشد  
 گزیند گر بکار ما حدائی  
 ز بس لذت بجز خضہ نباشد  
 جمائے این چنینے عاشقے نیت  
 بجز اندوہ و درو وہ نباشد  
 ہزاراں آنسہیں برصانع تو  
 عروسے این چنینے بے شد نباشد  
 جوانے خود اگر مرغے پریدے  
 چنین صورت بدر و زہ نباشد  
 بیام آن من رہ نباشد  
 اگر بوے ز عمل او بخواہم  
 از و بجز غم نہ و جز نہ نباشد  
 وے کا فند فرو کھے ز نخواست  
 بوسعت عیش آن خود چہ نباشد

محمد عشق بازے نیت تو

ترا از در و غم آگہ نباشد

منت خدای را که مرا عشق باز کرد  
چشمش که فتنه باز و غمزد که غم زد  
هر کس که دید بس ابرو سے آن نگار  
هر کس لب خراب ترا جام باوه کرد  
تو عشق را مدان که کم از دیو یا پیت  
ای خوابه مقام که انجان و سحر سینه  
هر محنت و جفا و ستم بر تو میرسد  
بوالفتح عشق بازی و آنکه گمان زید  
او عشق با زنیست از و اختر از کرد

منت خدای را که مرا عاشق آفرید  
بیهوا گذشت رو غنودن ندید چشم  
هر یک بر آنے چیرے حق آفریده است  
دلالت شوق عشق چو بازار گرمیت  
تیرے کہ ترک عشق بسبت و لم کشا  
بلبل بیابغ غمخیز و از درد گل گریست  
در سر اگر نثار و پر چشم رسم عشق  
بر در قفا و کشته معلوم نیست قال

بوالفتح شیخ کہند و این تحفه تریہ میں

بر شوق کو دے کہ بر غبت شدہ نوید

ما را حیات بے تو میسر نمی شود  
تقدیر خواست چون تو مثالی دگر کند  
جز نقش تو بسینه مصور نمی شود  
آخر بہ فکر و دیدہ میسر نمی شود

ت  
سوز خواب

م  
میرد

چیزے بانہاے کمالات خودرید  
حق الحقیقت است کہ اشد قاور است  
برے مزید نقصان دیگر نمی شود  
این کلب ظلام منور نمی شود  
طاعت گناہ ہر دو برابر نمی شود  
امیان و کفر ہر دو زایند ز اہل

مارا دے کہ بود بلبر سپردہ ایم

نساخ را بیج مکرر نمی شود

بلاغت

مرا با جہد تو کارے چافتاد  
خیال وصل تو باد صبا ہم  
پریشاں کرد گیسوے تو دل را  
سرس و قد تو طوبی است و بیتان است  
دل من برد و کردا غماز و انکار  
نہال قد او یارب ملائے است  
بخندای ز ابد و شیخ و مذکر

دلستان

ترا بہت عشق بازی رسم معتاد

محلہ تو ہمیں خواہ از حسد داد

دل و جانم فدایے آں جہاں باد  
کیے گوید کہ دل اندوست من برد  
چہ ناظم پیش تو از ظلم و جورش  
چہ بنامی جفا ہر لحظہ زان حثیم

بدست جو فایے ام گرفتار

ابوافتخار مرا فریاد فریاد

کز و ہر جانے شور است و فریاد  
و گر گوید کہ جانم داد و فریاد  
چہ گویم گستم کاریت و بیداد  
نہادی خانہ بیداد و بنیاد

بے نیازی از بازی میکند      تونیازی جان گدازی میکند  
 جملہ وینہارا بیغمسامی برد      لشکری ترک تازی میکند  
 سرور پامال می سازد بیباغ      برگلستاں سرفرازی میکند  
 عشق اور جان مسکنم بیباخت      باکو تر بازی میکند  
 لعل بخلمی میکند کیوت آرا      دل بہدہش کار سازی میکند  
 عاشقے کو جعد اور آیشد      دست بر بارے درازی میکند

اے محمد مر و عشق او نہ

بی نیازی ناز بازی میکند

وردے کہ دو پذیر باشد      دل بوسے و بجان گزیر باشد  
 جانے کہ ز عشق مبتلا شد      اور کوشن دل بصیر باشد  
 چشمے کہ ز خوب یاز بست      مینا بنو دضریر باشد  
 یک لحظہ نظر ز خوب روے      اندک نہ بود شیر باشد  
 از دیدن چپ رست غم نیت      محبوب چو در ضمیر باشد  
 مجنوں نہ کنند نظر بخوبے      یلپیش چوبے نظیر باشد  
 او سخرہ کو دکاں بدخواست      گر عاشق مرد سپیر باشد  
 از گشتن پامال غم نیت      گر سروریت دستگیر باشد  
 شاہے و شہنشاہت است دل      کو جعد ترا سیر باشد  
 بروست کشتی چہ زہرہ داری      گر جعدے پائے گیر باشد

بو الفتح تو خواراں درستی

ایں خواروے امیر باشد

ہر کر اورد عشق قوت شود      نفی ستیش با ثبوت شود

دجوعے بجان  
 گزیر باشد

دش

زلف اور امثال افعیوں  
 گر کشاید زباں لب شیریں  
 بیت و شعر کہہ کر جعد و راست  
 کہ میرنا ہر آنکہ در پست  
 مہر و مہ را نظیر و فتنے نیست  
 ہر کہ دستے زندیموت شود  
 افصح الکاس و رکوت شود  
 خازن اشاف فصل البیت شود  
 پیشگی سنگسار کوت شود  
 و رہو در کوشنی روت شود

اے محمد ز وصل و مجرہ

ہر کہ اور و عشق قوت شود

عشق باز شراب باید خورد  
 گر بخوای ہمارہ باشی مست  
 نیست مقصود باوہ جوستی  
 غیرت کبریا پر آید گر  
 عاشقان را بد محمد پند  
 مست و مد ہوش مجاید مرد  
 لب خود بر لبش بیاید برد  
 خواہ صافی بوشن خوای درد  
 چہ نبی و ولی بزرگ چہ خورد  
 کہ شب و روز باوہ باید خورد

اے نظر بازال دل کہ توئی

میر و الفتح گوزمیدان

عاشقے کو شراب بر نخورد  
 پروہ کبرای عزت را  
 عاشقے صادقے است فنادر  
 عاقبت خیر باوہ نوش نیست  
 ہمت تو ترار و وارو  
 طاہر ہمت تو تیز پرست  
 اے محمد بلند ہمت باش  
 خویشتن را بدست می سپرد  
 زور مستی وے فرو برد  
 کز پے یار خود خود بہر  
 مست و بیہوش در خمار مرد  
 کہ دہر دین و آں جہان بخرد  
 ہم ازاں دور آورد بہر  
 عشق را قوت کرد تا بخورد

خازن مرد

بیلے باش گلناں را بجے

نے خرے کا خرے قناد چرے

گریار رہ صف گدیر و در و دل ما د و ا پذیر و

م نکس کہ شہید عشق گرد زاندوہ و رو و عنم نمیر و

سر حلقہ پیشوا سے زندانست آنکو میں حبس دیا ر گیر و

بوافتح امید با بر آید

گریار رہ صف گدیر و

حن رخ تو جسمال افزود جان و دل و دین تمام آسود

میک لخط بچیکے کہ دیدی جاں را برسید عین مقصود

سرست خراب کرواں لب از دورا اشارتے کہ بنمود

اے و اے ہزار و اے بر تو گریار تو نصرت از تو خوشنود

عشق آمد و رفت عیش و عشرت صد محنت و رنج و غم بیاو

بنیاد نہاد عشق بازی جز و رو و بلا نبود مقصود

اے عاشق خوش بکش ملا عناق مہارہ اند محمود

بوافتح نشان عشق فرما

چکویم زونہ حد است نہ محدود

ہر چہ در عاشقیست پیش آید گر چہ نوش است و گر چہ شیش آید

بر سر کوسینہ و دو دیدہ بنہ زیر سپس کم نہ بلکہ بشیش آید

پیشہ عشق ہر کہ شیوہ گرفت درد اورا بجلے کیش آید

اے جوان مرد عشق بازی نصرت عشق را شیر مچوں میش آید

اے محمد خداے را بہر پت

مرد عابد بروں ز خویش آید

## ردیف را

نہ ممکن وصف و جای تفریر  
از دست کند گیوانش  
استاد معلم با بل  
اینست بہشت کہ می شنوی  
در بلغ وجود سادہ بنگ  
یار مہر ما و استانت  
سولے بتاں ز سر سرونہ

آن کیفیت کہ مسیرو دہ پنجیر  
پائے دل دوستان زنجیر  
پسیرایہ جنت تران کشمیر  
کز دیدن او جواں شود پیر  
صد گونہ بہشت گشتہ تصویر  
رفت است بریں حدیث نقد  
ورنہ خرابے شوی تو ای پیر

خونہ

بیچارہ و مبتلاست بفتح  
تدبیرش چہیت تک تدبیر

بس حبد و سرین آن تمگاہ  
از لعل لبش گمے چکانست  
دانستم ذوق سستی وے  
گر بہت بولے کشتن ما  
آہستہ تمے بر آن سبکتر  
من سر بہ نہم تو تیغ مسیروں  
ایں راندن تیغ ذوق راندن  
ہر دو ابدی شنو محمد  
تو ہر چہ کنی بدید و سر

اوبار نمود و رے لے یار  
بہرست شدیم بلکہ ہرشیار  
کہر دویم ز تو بہ تو بہ صد بار  
مارا بدست حہر مسپار  
تا گیرم ذوق درد بسیار  
لیکن بہ ہزار ناز و انکار  
میخواہم از خداے جباً  
با محنت و درد و غم گرفتار  
دارم و لکے ہی و نادر

اوبار نمود  
رواد بار

۳۰۲  
شود

تو ہر چہ کنی بدید و سر  
سہ ہر فرد و شنبہ نہم ذی الحجہ سنہ ۱۰۰۰ ہجری لکے کتابت دادند

ایں عالم پر زخو برویاں است  
الحق کہ پیش تست اقرار

شاد باش اے عاشق دیدار یار  
غرقہ در رویاے مستی و خوشی است  
سر کہ با خوابانشت است خاست است  
جدوا و دیدم رسیدہ برستیں  
فایغ از نا بود و بود روزگار  
آنکہ او میگوں لبے دار و کنار  
از سر زد و صلاح و رسم و عار  
و ہم بر دم کبھی بر فست مار  
گر چه باشد محنت و درد و فگار  
جان و دین و دل کنم بروی تبار  
باز می آرم وے بے یار دل آید چه کار

۳۲  
نہشت

سر کہ با خوابان شیند خیزد از جان جہاں  
عاشق و دیوانہ گرد گم کند صبر و قرار

بماداں چوں نباشد دیدن رخسار یار  
گلبنان را بر فرا پید و لبر ان راحن و ناز  
تو نظر بر خوب داری قد و قامت بنگری  
آن سری و آن کمر آن جعد تو دانی کہ چیست  
مردہ شادی نما نماندنگی رو سے یار  
عاشقان را وصل باشد بیدلان و غمگسار  
من نہ نیم در میاں جز حسن و صنع کردگار  
آن کیے کو ہے سمت و دوم کاہ و سوم بہت مار  
شایدت سازی تو او را حاصل آن فرگا بازی نمود  
ہاں گواستغفر اللہای محمد از دو کار

۳۳  
نہشت

پاک باز و پاک باش و پاک ان و پاک دار  
نیست اندر ہر دو عالم چر کیے اندر شمار

آمد گے آنکہ یار با یار  
گیرند کنار و بوسہ و رکار

پس دیر سے آمدہ ز دوری  
زاں سینہ بے سینہ سودا ہر بار

حضرت سید اکبر جینی این غزل را در حواجی الکلم در لغو فرمود شبہ ششم سفر سنہ ۱۰۷۰ و نیز در لغو فرمود روز شنبہ بہت و پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۷۰ و در فرمودہ اند

گاز بود آرزو  
بکار بود آرزو

صدر راحت زان موبور افروز  
گیرم کہ ز کار بودہ آزار  
از سرو برستی بگویم  
چو بے است دراز بے گل با  
از قامت یار من چو پرسی  
پر بار گلے است خالی انخار  
سرفے است فلے چو ماہ روشن  
ماہے ہست فلے بسے نمک دار  
عشق آمد و غم بر آید  
بر بست فراغ رخت را با  
بوالفتح میرزا محمد  
مسکین و پر غمے گرفتار

مایم بدرد دل گرفتار  
مایم اسیراں جفا کار  
مایم بوہم غسل مغتوں  
مایم و خیال خال آں یار  
سوداز دگان زلف اویم  
حیراں شدہ گان آں ستمگار  
مایم سلیم و دل شکستہ  
زخمے بز دست آں سیہ مار  
افسوں چو کس نم اثر ندارد  
ماہے بگزید عشق لے یار  
ماہم بہ جو بس بہ برگرفتیم  
بر شکل دوزلف یار زمار

آرا  
و وجود

مے نوشد و مے فروشد آنت

بوالفتح محمد است می خوار

آں جواں راست قد کز رفتار  
جگر و دل بخور وہ چون گفتار  
آں جواں کہ سہرین است ہر کہ بد  
رو کند او نماید استند بار  
غمزد اش تر گلے است خونیز  
لعل او ہست ساقی خوں خوار  
گشتہ ام من اسیر زلف یکے  
سخت استوار بر جفا و فگار  
جد او خاہنہا خراب کند  
سینہا را ہی گزد آں مار  
پدش تا کہ ام بد بختے است  
ماوش تا کہ ہست آں بدکار

۲  
معبور

کردیو الفتح بس گناہ عظیم  
یک نظر شد ملے او ہر بار

ترا حسن و نیک بازی بیا  
ترا جعدے سرفرازیت کوش  
کہ شمعہ ناز ہم سہتند و رکار  
خرابے کڑوے سختے سیہ مار  
نباشد این چنین شخصے وفادار  
مگر غمزہ کہ تر کے سہت نول خوار  
خدا ماں رہ روے چون کبکے فتا  
بجولانی شدہ ہر سو گرفتار  
شود پیدا چو دندان گہر بار  
مثال گنگ باشد گاہ گفتار  
بدانست کفر و ایمان است در کا  
کہ آں دل کہ خواهد وصل آں یا  
ازار بے نیازی کردہ اظہار

شنیدی این غم آزا بر آمد

بر آں کوہ سر میں افتاد چون خوا

بدام حجب آں شب کرد رکا  
چہ شیریں بازی است این عشق از  
سہر شب با جوانے مست خفتہ  
زہے ذوق و خوشی و روح رات  
وتار و قرا شد بس بندہ  
ببازی عشق و در روی نونوشتہ  
مسبا و اشکل من دیگر گرفتار  
نباشد گرد و تو لحنی گفتار  
کنار و بوسہ ہم بود در کار  
زہے مستی خارش نے نہ افکار  
ترا اگر کہ سرینے کرد سنگسار  
تو خود را در جہان انس شمار

نہ غم آزا کہ بر آمد  
غمم را چون آزا  
بر آں شب

منم تنہا و تنہا باوز نفس      سمرے نیت گویم باکہ اسماں  
گرفتاری ما آزادی ماست      ترا من بندہ گشتم ز اسماں  
ترا سوولے جعدے گریز افتاد      ازاں حلقہ بروں شد سخت و شوا

مپرس از من محمد چونہ تو  
گرفتارم گرفتارم گرفتار

در سختے ویدہ ام سروسے ...      کہ بارش بستہ باوام وانا  
زہے حسنے کہ دار و آں جو اندر      دل و ناز و کرشمہ بستہ بسیار  
یہ خالیست بر لعل لب او      حبش باروم شد ز اوہ بکیا  
ز خوباں مرچہ می آید مہ غیب      درینا نیت کس زیشان فواد  
بہا آمد جہاں راتازہ تر کرد      بجائے گل بستہ در و لم خار

محمد راز حال او چہ پرسی  
گرفتارم گرفتارم گرفتار

من ندارم ہیچ و لبندے مگر کیویا      من بخویم ہیچ دلجوے مگر لعل نگار  
من ندارم ہیچ دلجوے مگر کیویا      من ندارم جز پناہ بیکسی و شرمسار  
عشق بچوں کہنہ شود او اولے کبوم      ہر زمانے میفزا بد محنت و در و نوکام  
صدر ہزار عمت و دولت بود جان      گر بمریم بردش آزرده و خوار و زام  
گر بدست خویش خون من بریزی و بستے      ورتو فرمائی بود ہم کار و بار کار  
زہد اطمنہ مکن رو خوب را کن بخطہ      تا بدانی روزا فقادہ چہ دار و روزگار

من ندارم ہیچ  
دلجوے مگر لعل نگار  
عشق بچوں کہنہ  
شود او اولے کبوم

اے محمد بار اے من گفتہ ام من بار اے

زینہار از عشق بازی زینہار از نیہا

ندیدم ہیچ تو یارے ستمگار      نیابی ہیچو من دیگر گرفتار

۷۰ این غزل صرف در دیوان نمبر ۱۳۱ یافتہ شد آخرا الفاظ مصرعہ اول مطلع را کرم خوردہ

ندیدہ چشم تو لاکہ غلطید  
 ہر آن مردم کہ کردہ لخطہ کی بار  
 چرا شد مبتلا جان و دل من  
 ترا حسن و نمک گر بہت بسیار  
 نہاد مہر جو بر در رحمتے کن  
 بنہ بر فرق من کف پائے کی بار  
 لب میگون او سے خوارہ بت  
 کہ جام عشق ازو گے گشت بر کار  
 محمد جان و دل را تو سپر ساز  
 کہ ترک غمزہ تیرے میکند بار  
 مثال قاب تو میں است علت  
 میانش حلقہ کردہ خط پر کار

ت

ت

ابوالفتحی بلو بس کن محمد

زبان گرد آراز اظہار اسرار

دل بدل آرام دہ جاں بجاناں سپا  
 خانہ بیخا بنہ روخبر بات آر  
 یک قدے پر بنوش لذت متی گیر  
 تا شناسی کہ چیت مقصد و مقصود کار  
 خانہ نظامات رانیک مرفع کن  
 کشکک تر بات ہا سخت مشید بر آر  
 زاویہ زور رازا بر تزویر باش  
 زاید و عابد بگرد و همچو یکے زار و خوار

گرچہ محمد شدی مثل حسین و حسن

دل بدل آرام دہ جاں بجانے بسیار

دل بخرابات خرابی سپار  
 بر سر خم خوش بنشین بر قسار  
 شاہ خرابات نگر دی بصدق  
 تا نشوی بر در خمسار خوار  
 جامہ تقویٰ بیکے جام خر  
 باز تو دستار گردنہ قلعے دست آر  
 حاصل دنیا بچوے بچم سر  
 بادہ بخور وقت بہ مستی گزار

مخبر

بوالفتح ترانیت جزایں شیوہ

خمر خوری غم مخوری از خمسار

غنیمت دار خود را لے برادر  
 دے بارے زیبا خوش بر آدر

خیال و ہم را در گوشہ نہ  
دے چنداے سپرداری شمرده  
ترا باید کہ غلطی در بر دوست  
بساط نزد را برتہ سیچ و گرد آر  
اگر سر را بازی خود حریف است  
قد موزوں او نخل است سرو  
بنقد وقت خوش باش لے براؤ  
مستی و خوشی آں را سبر بر  
وگر نہ او قنادہ باش برور  
کہ دکان رفت نیم ست و نے زر  
سرت باز رنجی دار و برابر  
لب میگون او شہدیت شکر

محمچوں ندیدی غیر حق را  
بکن تخریبہ گواشد اکسبر

ہر کرا با جدا و فتادہ کار  
ہر کرا او بار و اقبال است بکا  
گزر جو بارنا لیدن رواست  
با جوان من شبے خوش بودہ ام  
او ہی از ناز می نال سید زار  
گلبن جانم ہیں شد نازد تر  
لعل میگونش مرا یک جرعہ داد  
مدن خمرم و لیکن مست مست

کادر

یادگار

شاد باش لے سید بفتح ما

عشق می باز و لیکن باوقار

مہت در سمراموس بسیار  
یار اگر وقت کار یار نشد  
میرے در حضور حضرت یار  
نیت اندر حقیقت او خود یار  
کردہ ام من بہ بند گیت اقرا  
ہر چه خواہی بکن تو بر سر من

سالہا شد کہ عشق می بازم  
عشق آمد و جو درخت پست  
بر دل تاں اگر غمے نبود  
کنم از عشق یار توبہ ولیک  
فہم و محنت لم کہ باقی است عشق  
عاشقے گروصال دریا بد  
نہست حاصل مگر کہ درو و ننگار  
ہیچ نگذاشت جز کہ نار و زار  
بر دل بندگان خویش گمار  
زلف بے جان نہست برہنجاً  
سہت اعجوبہ و گراں کار  
درو و غم در دلش بود بسیار

اے ابوالفتح ہر کہ عشق با بخت

از ہمہ کارا شد او بیچار

ندیدم این چنینی یاے ستمگار  
بریں شکل و شمائل خلف و عد  
ہمہ بیگانگی با آشنا یاں  
ندارند دوستان ازوے نصیبے  
بلایے من بہ بنید اے عزیزاں  
برودہ جان و دل مسکرتہ زہاں  
ندارم پائے گیرے دست آویز  
چہ گویم تا چہ تہ شوخ دیدہ ست  
نہا شد این چنینی سروے باغے  
نداغم تا چہ افسوں خواند بر من  
محمد دست او سرا یاد فراید  
مرا سہوارہ عجز و گریہ زاری

ندیدم این چنینی خوبے دل آزا  
نزا یاد اورے کو دک و گربار  
ہمی از دوستان سہوارہ آزا  
مگر درد و بلا و نغ و انفکار  
دل و جانم شدہ اورا گرفتار  
کجا گیرو کسے کیں گرداں کار  
ہا ند م من اسیر آن ستمگا  
مرا بوسہ و دہر چٹک براغنیار  
چنینی موزوں وزیبا کبکے قفا  
ہمہ شب این دو چشم مست بیدا  
گرفتارم گرفتارم گرفتار  
ترا ناز و کرشمہ بہت درکار

ابوالفتح چہ می نالی ز جویش

۳۲  
گوید کہ کجا کہ کرد  
پاکریو  
نداغم

## کنوں ہاں بس کنی گفتار و کردار

مہر کرا با جدا و افتاد کار  
رفت از خود شد خراب و بیقرار  
حالت دشوار مارا بسنگد  
تا چہ چیدست مارا روزگار  
لعل او میگوں است من درستم  
نقل گازے ہستے ان لبے نگار  
شاو باش آن شرابِ لعل او  
مست می سازد و مرا بی ازخما  
وصف آن لعل و دہاں او شنو  
لعل او میگوں و بہن سکر نثار  
در پس کوہ و سرینے ہر گرفت  
مدبے است او مدبے پس نچسار  
قد موزوں شکل زیار و چوسہ  
رخ چولالہ لب چو پتہ گل غدار  
چشم خنداں جہتہ اماں تر زخو  
ای محمد تو زبان زگر و آر

ت  
فکار  
از بے تا  
خا

آن حرفے نیت کو در وصف تست

تو نہ کا سجا ترا باشد شمار

اگر مشوقہ خپیدست و ربر  
تنہا ہمہ گرو و میسر  
زہے جاہ و جمال و سرفرازی  
کہ گر میرم نہادہ بردش سر  
مرا خواہی بخواں خواہی ز خود راں  
نخواہم من کہ بر گیرم سر از ور  
ز خون من بکن صورت و صالے  
بکن شخصین را یکجا مصور  
قد شیریں تو از نیشکر بہت  
رخت تا باں تر از بدر منور  
بتا پیرایہ زیبائی از قست  
جوانی ہم ز تو آراستہ تر  
کر شتمہ ناز تسلیم از تو گیرند  
فریب شان ز تو گشتہ مقرر  
شراب بخوردی آن لعل میگوں  
کز آن یک قطرہ است آن جامِ احمر  
نبودہ و پریالہ ہیچ مستی  
بنودی کز مثال بدر افسر

ت  
نیت  
جلال

محمد خوب را ہم تو شناسی

کلام است از خدایا از پیمبر

ترا حسن و نمک حق داده بسیا	مرا از جان و دل کرده گرفتار
دبان تنگ تو گوئی نمکدانست	لب شیریں تو گوئی شکر بار
ترا قدے است چوں سرور دانے	کند و گلستان چوں کبک فرست
گدائے برورت آمد بچہ مستاج	مرا تو آں گدائے خویش شہا
اگر بیند رخت آن شیخ زاید	فرود آید از و آں حبلہ پندار
کجا آن سخت و آں دولت کہ حق داد	کہ میرم برورت با بخی و آزار
بیاراں گرد بستمانے نگر و دم	کہ کوی تو مرا بہتر ز گلزار
مبادا بر دے در دے کہ مارا	ندارم مونسے نے یار و غمخوار
محمد راز حال او چہ پرسی	کہ مسکینے ورنج وے است بیگا
مرا صوم دوام است اے برادر	بوصل یار خواہم کردن افطام
نباشد بیچ خوبے بے جفائے	ندیدم گلبنے بے زخم سُر خا
اگر شعرے کنم در مدح لعاش	مجاور گردے در کویے خمار

ابوالفتحی ترا وز نے نباشد

مگر نظے نویسی بہراں یار

عشق بازی نیت بازی اسی سپر	عشق بازے ہست کارے با خطر
عشق بازی گفتہ ام آدوتاں	عشق بازی راست مخلوقے دگر
جان و دین و دل بیاز و کفش	منغے بر خود نہر سد یا ہر بگر
سرو قدے ماہ روے گل عذار	سیم ساقے مرہ جینے لالہ بر
یک شبے ماہر دو یکجا خفتہ ایم	بود بوسے و کنارے یک دگر
ہر چہ او فرمود من و ادم بدو	من از خوشنودا خوشنود تر

عاشق و معشوق تائے کردہ ام  
 ہر کے راہر کار کے آفسرید  
 فارغ و بے درو بودم از کجا  
 این دو چشم یک بلائے بزرگ است  
 ہر کجا کاریت یائے ہم بود  
 عشق و معشوق تائے کردہ ام  
 عشق بازی را بدر و یک سپر  
 اوقادہ بر جمال او نظر  
 عشق بازی نیت کاے مختصر  
 عشق را یائے نباید کم نظر

۳  
 برو بچو نگر

از محمد پر س حال عاشقان

عشق را باید جوئے کم حذر

اگر سودائے زلفے بہت در سر  
 چہ پاک از طعنہ و طنز زرقیاں  
 بیانا کی گدے عیشے بر نسیم  
 ہمہ عالم مرا اور اساعنے باد  
 توئی سموارہ در گفت و تجلی  
 زہے عیش و زہے ذوق و زہے وقت  
 محمد را فرود آری چو در گور  
 غم سود و زیاں لے خواجہ کم خور  
 اگر معشوقہ خوشخوست در بر  
 درے سبتہ رقیبے شستہ برو  
 کہ شنید یار سیمیں تن برابر  
 زہے محروم ماندہ کور و این کر  
 کہ گشت بلوغ ہم باوے میسر  
 زہے روح و نہیہ راحت سرا

۳  
 زلفت  
 ۳  
 رقیبان

ندانے گریکے مردار مردہ است

بجاناں داد جاں شد زندہ از کور

مے انگور شد ز من مشہور  
 شاید از رواج ما و اویم  
 عاشقان را ملائے مکنید  
 خوب را میں وے بنیک نظر  
 خانہ می سر و شہسم مذکور  
 جاہ و جان با ختم ہم از دور  
 عاشقانند در جہاں معذو  
 ورنہ باشی سیاہ روا بے نور  
 جن بودست یا فرشتہ و حور

۳  
 گور

۳  
 یا فرشتہ یا حور

شادمان

غمزہ اش از کس بزد زخمی  
چشم رنجور گشت دل مغمور  
شاد باش آن دمان تنگ کرد  
ہم بوجہ گمان است دل مسرور  
سرور اتو بلند ہمت شو  
از چہ بجن می شوی مفسرور

یا محمد میں حکایت گو

بادہ صاف سادہ منظور

سوار مست می آید کلاہ کج نہ سادہ ہر  
دہن قبول پر کردہ قبائے حسن انداز  
ہر آنکو دید یکبائے بسوگندت ہی گوید  
نزد اید مادر گیتی جو آنے میں چنیں دیگر  
بجہ امتد چنانستی کہ ہر کس در ناست  
و لے فوس می آید نداری تو و قادر ہر  
لب میگون تو یار ہمہ کس یزبان گویند  
کہ لعلت پاک و پاکیزہ چکد زو بادہ احمر  
نمک حنے کہ تو داری جہانے بتلا  
نداری با کسے سرخوش سخوانی بیچ رادرب  
و گرد بر میسر شد نہ دولت زہے عزت  
ہزاراں آفریں با و ہزاراں شاد باشہا  
کہ من معشوقہ دارم نہ شنید با کسے در بر

محمد آرزو دارو کہ خوانی بندہ مخم

خداوند امیر کن مرا این دولت کبر

اے چشم شوخ دیور مردم تو شرم دار  
در ہر طرف پہ غلطی ہر لحظہ مست دار  
ای شیخ و اے مذکور اے زائد کہن  
بہر خداے را کہ زمین سپند گرد آر  
تصنیع وقت کم کن و تشویش رادہ  
تو خود بوقت خود شو و مارا بسا گذار  
روزیکہ عرض محشر آزادگان شود  
جز مرد عشق باز نیاید و این شما  
اے طالب نجات تو دانی و این نجات  
با آتش محبت مارا ست کار و با  
ای عورت معتقد و اے سرد پار سا  
در عشق بے زراع بود مرا بوسہ و کسنا عقیقہ

تو با خوشی و عیش و فراغت باش خوش

بوالفتح راز محنت و درد و غماں سپا

من بگیرم جو بباراں سرو قدے در کنا  
 راست گوئی بہت سروے در کنا رجونبار  
 کشتم را وعدہ کردی موجب تاخیر صیت  
 منتظر بردر قنادہ ماندہ ام شتاق وار  
 از لب میگون او گر قطرہ میچکید  
 عالمے سرمست گرد و کس نہاند ہوشیا  
 تا سرین و حبد او دیدم پریشان گشتہ ام  
 بر سر ہر کو و بازارے و کوہ و کومبا  
 جان و دل ایتار کردم بلکہ دین را با ختم  
 یاد گلے زان رخاں مارا نہاند جز نگار  
 تا چہ خونہا خوردہ ام از بہراں شیریں با  
 وہ زبان چرب و شیریں ہم نبودہ سازوا

ای بوالفتح محمد صدر روں گیسو دراز  
 مختصر کن چند نالی قصہ خود گر وار

ہر چہ از دوست آیدت بہ پذیر  
 گرد ہر رخ و غم پسینہ بگیر  
 گرترا دوست دوست میدارد  
 نیست جزایں دگر ترا تدبیر  
 بندہ بندگان حضرت شو  
 در صف عاشقان بیاکش آسیر  
 حجد او خانہا پریشان ساخت  
 وہ کہ ہر جا بنے از دست نفیر  
 لے کہ از روے خوب بستی شتم  
 چشم بندی مکن خراب کردہ بصیر  
 عشق بازی اگر ہوس داری  
 درد و غم را بدل بساز خمیر

عشق بازی ہوا پرستی نیست  
 عشق سلطانت بی شریک ویر

رویفنا

شعاع آفتاب مہر افروز  
 برآمد صبح کہ روشن تر از روز  
 فروغ شمع از پروانہ پرسند  
 چہ گوید جز مزید سوز پر سوز  
 ہر روز جمعہ ہم ذی قعدہ سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند

ن ہر روز	بلا و غم لباس ماست و در روز	بقدر ہر وجود سے جامہ دوزند
ن نور روز	ہباز تازہ ہر بار راست در روز	مرازیں سرو قامت روئے گلگون
ن پیر	چگونہ جان بوداں ترک فیروز	بہر سینہ است دل را تیر غم سوز
	بنقد وقت خوش می باش امروز	گزشتہ است دینہ فرو تا بیا یی

محمد خیرہ کردہ ست دیدہ عقیقل  
شعاع آفتاب مہر انسر روز

ن بدل دوزیدہ فیض آج ان کی کیر	محمد با جوانے عشق می باز	اگر چہ پیر فرقتی کہن ساز
	بہشتے کردہ با حق باش ہمراز	کنار کش گیر در بر کردہ میدار
	یہ نہانے حریفے کردہ دم ساز	دلا در دیدہ فیض سے ہم از ان گہ
	باش عشق گرمش ساز بگدا نہ	صفت پیری چو آہن سرو باشد
	جوانے باش سرست و سر افراز	بدل کن صمغ پیری را بقوت
ن کشیدہ سینہ او پانہ بصد تاز	کشیدہ سینہ پانہ بصد تاز	جوانے را بر کن ایہا اشخ
	بگیر ازو سے نفس چوں نفع اعجاز	بسا سینہ سینہ لب لب نہ
	کنار یکدومی و بوسہ با گاز	برہنہ کرد پیرا ہن برو کش

ابوالفتحی امین است عاقبت خیر  
ترا با ہشتیاں کرد ندان باز

ن در خم کرد و ابرو	فاغ ز بودنا بود و از خویش بی نیاز	شادی بر روزگار جوانان عشق با
	گا ہے بدوق بوسہ و گا ہے بدرود	دل بریکے نہادہ از دیگرے خبر
	ابر سے یار من بہ میں اس سمت کن نما	بت را چہ می پرستی ای شکر کلمید
	یک صورت حقیقت در پردہ مجاز	عین العیان بہ بینی آن عین بی عین
	ای سید محمد و اے گیسو سے دراز	خانہ خراب کردی بے شکر ہموا

۱۔ در جوامع الکلم در ملفوظ روز چہ شبہ غرقہ ذی الحجہ اندراج یافت ۲۔ در جوامع الکلم در ملفوظ روز و شبہ نہم ذی الحجہ  
مستندہ بر اندراج احوال

بالولے پریشاں در گوشہ گلستان ساز و سے آن ترانہ عشاق با بسا

سعدی نظر پویشان با خرقہ در میان

و ا دست بستی پندی آن پیر سیمہ باز

در جوانی با جواناں عشق باز پس ز عمر خویش بر خور سر فراز

عمر ما در بند گیت شد بسر نیستی تو خوا حب بندہ نواز

خند کاراں بندگاں را پرورند نیست از تو جز ہیں سوز و گداز

از لب تو خواستم یک بوہ چند شیوہ چند مکر و چند ناز

سر و ستم در حسن و زیبائی شرت بیش جن متد تو چہ بے دراز

گوشہ ابروئے تو چون قبلہ است شک ہیں افتد از انم در نماز

پند تو در دل ندارد و چل اثر لے مذکر چند خائے ترا اثر باز

عشق بازی بر محمد فرض شد

فرض عین است با حقیقت نے مجاز

مازینا بغر و عفت و ناز بہت بسیار را کر شمش و ناز

ہفت زیب و فریب بیشترک پاک و پاکیزہ باز سر انسراز

سرفدا بلند بہت باش مودرازا درود و رحیمہ فراز

از ازل تا ابد نہاں میماں پرودہ بر جمال خود انداز

گر تو راضی شدی بیک نظر غرت و رف گشت آن اعزاز

خوب رویا تو خود پرستی کن خود بخود باز ہم بخویش بسا

این سیر و حے چشم اگر بیند سحے تو من کھم از و اغماض

ور بہ گرد و لیر و شوخ شود باشد او ہر طرف نظر انداز

من نخواہم کہ کس ترا بیند

نہنگ  
جوانے

سر و ستم  
زیبا کی کمر است

بہت زیب  
بیشتر

ای ابو الفتح بسم خود پرواز

## روایتین

تو شمع حسن را پروانه می باش	لب میگویش را پیمانہ می باش
کنند جدا و بر حلقه دایه است	میان حلقه اش تو دانه می باش
به پیش سرو قدش پست میگرد	شکال گمیویش را شانہ می باش
ترا ساقی اگر جامے نہ بخشد	شراب عشق را مینجانہ می باش
وصالتش گردد ریغے دارد از تو	حدیث در در افسانہ می باش
پریشان کرد ز نقش سر و راں را	فرا هم گشته تو در خانہ می باش
ترا اگر کہ سرینے پسترا نداشت	تو سنگین دل شو و بیگانہ می باش
چرا سوزی محمد از فراقش	تو شمع حسن را پروانه می باش

ابو الفتحانہ متانہ سرخوش

لب میگویش را پیمانہ می باش

گر بنوشی شراب صاف بنوش	در پوشی لباس صوف پوش
گر بخندی بدوق و حسن بخند	در بگرئی بدرد و حیر خروش
ز بد و تقویٰ به هیچ نفروشد	گر فروشی بر اے بادہ فروش
بمچو دریا شو و ترا بگیر	وربہ شوری جو چشمہ کوہ بجوش
ذوق مستی اگر تو یافت	رو بسوے شراب گیر بدوش
بادہ نوشی بہر سر بازار	مست غلطان شد و روی از شوش

اے محمد را سخن این تزویر

آسکارا شراب صاف بنوش

خواجہ حسن و نمک را ای محمد بندہ باش  
 گر بر اندازد دست آں شاہ من بسیار بار  
 تیر تیزک غمزدہ اشس گر چہ خطائے میکند  
 ز نقش اتا ریکے دست جان و دین و دل ترا  
 جعد را گرا و کشاید خط آزادی و ہمد  
 مردمان بردرد و بیخ تو اگر گریہ کس نیند  
 گر بدر و عشق مسیری کن مبارکباد و خوش  
 در تو سرے ہست فن لیک کنوں از تو ہست  
 نیک خواہے گر نصیحت میکند از کار عشق  
 جاہل و عامی شور بر جن نو خطاں بہ ہیں  
 بادہ نو تو خوش بزی و عیش مسیران ہم  
 در جہاں گوزرد بادہ نو تو دل فرخندہ باش

سینہ و سر سر ویرا بردرش انگندہ باش  
 وانگر دی زینہاراں باز باز آئندہ باش  
 آن عہدہ بدبختی خود را بدل شرمندہ باش  
 تو بوقت خوشی تو روشن تر و تابندہ باش  
 تو از ان خانہ بردن نای ہیں در بندہ باش  
 قہقہہ زن ہر زمانے تو خوشی در خندہ باش  
 ہچو ادیسین سیمبر زندہ و پایندہ باش  
 تا کہ ظاہر بر تو گرد و صحن دل کاوندہ باش  
 باز نای اے برادر عشق را باز زندہ باش  
 خط و کتبہ دست آروعلے خوانندہ باش  
 در جہاں است درد و اندہ تو بیا فرخندہ باش

اے ابوالفتح محمد عشق خود کا ہی است

تو چو درویشی درویشان از تو بخندہ باش

کہنہ پیرا شراب کہنہ بنوش  
 گر بخوای مدام باشی مست  
 ساعتے تیز و ہوشیار مباح  
 بادہ را آن قدر بباہد خورد  
 نوبرے را در آرد آغوش  
 لعل میگوش را بلطف بچوش  
 نقد اگر نیست صوف و خز و فروش  
 تا شوی ہچو من بروں از موش

اے محمد مدام بادہ بنوش

باش پیوستہ با خود و خاموش

رویف تم

تن خاکی من اینجا دلم در مرکز حبس غم  
 تن و جان و دلم گم شدہ اعجبہ شدہ کارے  
 اگر زاید شدی یا را لباس پشم در پوشم  
 اگر در خانقہ آئی منم آن پیر دین پرور  
 اگر در کعبہ بنشیننی مجا و کعبہ من با ہم  
 اگر در سرداری جدل گفت و شنید ہم  
 سخن در منطق ارگویی مرا آنجا کلامی است  
 منم واضح اصول دین محکمیت و بویوسف  
 اگر تو بدعتی داری خلاف سنتی سازی  
 اگر در اخترانستی منم استاد چپرو دست  
 اگر در ساز موسیقی نوائے نعمت کاری  
 منم سرطائفہ ایک مراناسے و بانگے بہت

دلم در مرکز جانست و جاں آسجا کہ جانا غم  
 کسے بجاں سخن گوید من آن گو یا سے بجا غم  
 و گر زنا بر بندگی سہمی دین را بگر و اغم <sup>شوی</sup>  
 و گر در مسیکدہ باشی غلام می فروشانم  
 و گر در تنگدہ آئی من آن قیس رہبیا غم  
 نکات علم پر دازم خلافتی را بدرشانم  
 کہ فخر رازی و طوسی شود شاگرد و را با غم  
 سخن در شافعی کم کن کہ من استاد و نمانم <sup>واضح</sup>  
 جمال الدین محمد راز سر طلبم پس را غم <sup>حیدر</sup>  
 چه ساز و ہا کہ من سازم چہ صورت با فرخ غم  
 من آنگہ میر ولی ام صہری بادف و سکبا غم  
 ترا ز صورت و بانگے ہم غزل با قول غم <sup>چ</sup>

اگر تو چاکرئی چندے ہم بردوش خود غاشہ

و گر تو میر سلطانی من آن سلطان سلطانم

بیانا یکدے فسانہ نشینم  
 چہ داغ نم تا چہ فردا پیش آید  
 شود ہم خاک راہ یار گردیم  
 ترا ما کترین حبشی غلامیم  
 سخن از خال و لعل او چہ گویم  
 کجا بسینیم روئے یار محرم  
 چہ دانی تا چہ لذت دار و لے یار

گلے چندی ازین گلزار سپینم  
 بیاتاروی یکدے گریہ سبیتم  
 بود ہم درتہ پایشن میںم  
 اگر میر خطا یا شاہ چسینم  
 بستے تار یک و بستے تار یک ہم  
 کہ ساعیم بر کف پایشن بسینم  
 حکایت دوستان ہم نشینم

محمد گرنہ مرد درو عشق ام  
بداں کہ کوو کے طفلے خزینم

بتا ماگشت گلذائے گزیدیم  
نولے بلبلان درگوشش کردیم  
نشانی یافتیم از بوئے آن جیب  
جو ان ماست سروے کبک رفتا  
گلے چندے ازیں گلزارچیدیم  
ہواے گلبنان درخوشش دیدیم  
نہانی سیراز سروے شنیدیم  
کہ بیخ دوستی درول کشیدیم  
نشان عطر از بوشش نسیم است  
مثال جیب گل دامان دریدیم  
خرانے کرد سرو ماہ گلزار

جمال گلبنان پامال دیدیم

جز راہ خرابات درگوشے ندائیم  
ما دامن الحمد و تحیات نگیتیم  
جز نقطہ بلبیس در نقشش بنسیم  
جز کاسہ پر خمر در دست نگیریم  
جز رتوباسات در گھرہ بنسیم  
ما مرکب بہت بجزاں سوئے نرائیم  
ما کعبہ آفاق عمارت نکسنایم  
جز نکتہ طامات در حرف سخوائیم  
جز شاہد پر شیوہ و گرسپیش نشائیم  
در خانہ ششدر نہ کہ شہماز جوئیم

مارا تو محمد چہ شناسی و چہ دانی

آخ ز کجائیم و چہ پیسیریم کیائیم

ما عاشق و مبتلا سے یاریم  
گسیریم نہ ایم در عداد سے  
ما کلبہ ز پدرا بسوزیم  
می باز و حبد با شترش  
درباغ و ناچو گل نسروزیم  
دلیوانہ زلف آھی نگاریم  
خود را از نگار در شماریم  
میگون بے چہ یار و اریم  
ز نہار از ان سیاہ ماریم  
در کشت و فاجوے بکاریم

تا  
امرد و جہاں  
چہ کار دیدیم

۳  
وجود گل  
فرزیم

گرا از سر جان خود بخیزیم  
صد عزت و دولت است ما را  
گیریم لبش موس بر آریم  
تا صید کند حیدر اویم  
اقتادہ کہ پیش در تو خواریم  
در مجلس دوستان گلستیم  
فراک بر بستہ نگاریم  
بر سینہ دشمن تو خواریم

مانا مہ نام و ننگ ستیم  
رسوا و فضیح و شر ما یم

دُر روے تو آن جمال دیدم  
ابروے ترا سجود آرم  
در صبح خدا کمال دیدم  
اہل سخنم و لے ز بانم  
چون قبلہ اہل حال دیدم  
یک روز بگشت باغ ز فغم  
در وصف لب تولا دیدم  
ترکیب وجود آن جوان مرد  
برقد تو یک نہال دیدم  
گویند بسر و دخیل ماند  
بر نقطہ اعتدال دیدم  
من طوبی را مثال دیدم

گر حکم کند بجان ابو الفتح

از جان و دل اتثال دیدم

پس از دیرے جمال یار دیدم  
شبے با ماہ روے خوش غنوم  
نرخ زیبائے آن دلدار دیدم  
خوشی و خرمی افز و دولت  
دو چشم بخت خود بیدار دیدم  
بذریسایہ سروے نشستم  
غم و اندوہ را در بار دیدم  
بساط کامرانی را گزیدم  
نہال آسودگی پر بار دیدم  
بہر بابے در فرحت کشادہ  
دگر لونا لقاں را خوار دیدم  
درون خانہ حصار دیدم

محمودیر باز از یار دوری

ملہ بروز جمعہ ۳ شوال سنہ ۱۰۲۸ مرقم فرمودند لہ بروز شنبہ ۴ مرقم ز قیعدہ سنہ ۱۰۲۸ مرقم فرمودند  
عظین مصرہ در بر زنجہائے فتول عنہا و نسخہ جوامع الکلم مشکوکہ نوشتہ شدہ است

دیار یار را دیار دیدم

گر با سر زلف تو نمازم چه کنم	وربا عشقم و سوز تو نمازم چه کنم
از یار اگر بار سدی شاید	چون بوسه ز غم اگر نگازم چه کنم
در بسته اگر بناز و بازی شمیم	گردست در آن سوزن فرایم چه کنم
گردست رسد که سر نهم در نه پات	الکون نه که خود بخود فرایم چه کنم
آن سرو تویی که سبزه آرد بار	کوسر و بگو که من درازم چه کنم
گر گوید خواجگان فلان بنده است	انگه چه سزد بگو که در گدازم چه کنم
محمود اگر نبی خرد بنده خود	ای خواجه اگر چه من ایازم چه کنم

گفتم بخلط بری نمیگذارد خود

شرمنده شدم می گدازم چه کنم

شب با ماه روی خوش غنودم	مهره شب در کنار بوسه بودم
لبه با لب بهم چسبیده مانده	همین سینه بسینه یار بودم
چه لذت داشت آن دشنام دادن	که گاه اعتناق از و کس شودم
ورافتادی میان ما گذشته	مرامی گفت بد من می شودم
در آن حالت محمد را به پرسند	مغرم تر ساویا مسلم چه بودم
منم او او من و من در میان نه	بحکم الوقت و رقص و سرودم

از سخت او در

محل که گدازان می خسرامی

شب با ماه روی خوش غنودم

عشقبازی نیست در علم و تعلم	عشقبازی نیست در بحث و تکلم
عشقبازی نیست در چون و چرا	عشقبازی نیست در رسم و ترسم
عشقبازی نیست در فرو و قای	عشقبازی نیست در جاه و تعظم

لے حمدت و شرم ذی العجز استندہ شبہ ہیرد ہم ریح الاول استندہ

ابوالفتح گدازان

عشقبازی نیست در فقر و غنا  
عشقبازی نیست در جور و جفا  
عشقبازی نیست اندر روح و راح  
عشقبازی نیست در مال و تنعم  
عشقبازی نیست در رنج و ناظم  
عشقبازی نیست در ظلم و ظلم

عشقبازی را منیدانی کہ چیت

عشقبازی را محمد گشتہ اعلم

بیانا لیکد گرام سودہ باشیم  
دوسہ بوسہ سبک باز کے نرم  
اگر اول لبہ در زبک گیریم  
بیکدیگر گذاریم از سر ذوق  
نزاہت قدس و پاکی بر ہمہ شد  
بعقید زید و تقوی اگر بانسیم

بے سینہ بسینہ سودہ باشیم  
مثال شکر و پا لودہ باشیم  
چرا زندہ جنین بیہودہ باشیم  
کیے گردیم تا خود بودہ باشیم  
سہاں ساعت کہ ما آلودہ باشیم  
سخن از لعل نوشودہ باشیم

محمد بادہ با ساوہ بنوشیم

بیانا لیکد گرام سودہ باشیم

بیای دوست تا فارغ نشینم  
چو دانی تا سپرد و پیش آید  
مناغم از جہاں ویدار احباب  
بہ نقد وقت یکدم خوش نشینم  
یے یاران کہ پیش از ما رسید  
مسافر تیز رو را یشتابد

زمانے روے یکدیگر بہ بینم  
ازیں گلزار گل یا خار بینم  
ازیں عالم ہیں تو شہ گزینم  
بر اسے ماندہ بر چه خیزیم  
کہ ما زیں ماندگان و اسپینم  
وے با کروان کستریںم

محمد را غنیمت دار بواج

کہ روزے چند با تو ہم نشینم

ما پیر و ضعیف و ناتوانسیم  
 پنچہ فنگینم دست درازیم  
 گر لعل لببت ز لطف بخشد  
 یک روز شمار این جہاں کن  
 این عالم کاروان سرائست  
 یک روز ز غم چو فردا ایم  
 باز لب بتاں نمی توانسیم  
 وز عشق ہواے بوسہ ناسیم  
 یک بوسہ دو روز مست مانیم  
 در روز دوم ہبشت مانیم  
 تا ظن نہ بری مقیم مانسیم  
 و ان روز دیگر خوشی برانسیم  
 بوالفتح غنیمت است محمد

تا روز کے چپد میہا نم

ماروزے

ترا چشمے بشکل عین بادام  
 ترا جعد و کمر یکجا ست باہم  
 ترا قامت چو نخل نیشکر راست  
 ترا این سینہ گوئی سخن باغے است  
 خدو خال تو یکجا کفر و ایمان ست  
 سرین او مثال کوه لبنان است  
 بلے ابدال را آنجا نظر راست  
 نباشد عارفے را خود منقرے  
 لب تو شوخی کرد سرت زبانی  
 قد زیبا درخت موسوی داں  
 تو سر خوشی تن خود فاش کردی  
 مراد غم سے کر دند غمرقہ  
 ترا بینی چون خوشہ سمیم خام  
 عجب مارے کہ شد با مور ہم کام  
 ترا عارض مثال نقدرہ خام  
 در آن افتادہ یابی سبب کلام  
 مدہ مر عاقلان را سخت الزام  
 کہ گشتہ است بلجاہر خاص و ہر عام  
 گرفتہ است قطب ہم آن سوئے حم  
 بہا نجا یافتہ دل را برا رام  
 مثال قاب تو سین است آن جام  
 کہ میگوید انا اللہ معہو اصنام  
 ندا و ادوی دے بر خاص و ہر عام  
 چگونہ من نہ گردم مست و بدنام

محمد را نماذ ایخب مجالے

برزب کام

زیان حق کہ کرد است بند انکام

از فصل خدا امید وارم  
 بے تو نفعی کہ زند و مانم  
 چوں من تو صد ہزار داری  
 واللہ کہ مرا ہزار فخر است  
 جز ناز و کرشمہ نیت کارت  
 سو گند غبار آستانت  
 فصل بود و فصل بزرگی  
 شد در سر من کہ جبداورا  
 از ناز و کرشمہ او بگوید  
 من اسم کنندہ بوسہ بازم

یارم

ایت

بوی الفتح بخط بندگی با ایست

خود را شناس قدر یارم

ہر شب گرد کوئے یار گروم  
 ز دیدن خوب توبہ کردہ بودم  
 مرا مقصود جز مستی و گرنیت  
 بگفتی خواہم کشتن ہلا زود  
 کون از کن مکن فارغ شد ستم  
 مرا از لذت دشنام خوباں  
 شدہ بر آستانش خوار گروم  
 ترا دیدم ز توبہ توبہ کردم  
 تو خواہی صاف نخش خواہ در دم  
 ز ذوق انتظار آن بمر دم  
 بدست یار جان و دل سپردم  
 بنارت می شود تسبیح و وردم

مدام مست و ذوق ام محمد

کہ از انگور آں سب می فشر دم

جاہ و جمال و مال و جانی و سنگ نام  
 باناز و باکرشمہ و بانگل جہت رام

تک نام

ت  
ت  
ت  
کلام

با صد ہزار عزت و با صد ہزار ناز  
 رو رو کہ مفلسی و گدائی نصیب حتی  
 دنبال وصل او چہ دہی عمر را بسا  
 اور او کیل ہر نفسے در خیال آس  
 باوی مجال نیست کہ ہر کس کند سلام  
 شوخی ترا نشاید کردن در مقام  
 خود را مسوز در ہوس این خیال خام  
 پروے بگو سلام و از ان سوخو بیام  
 از غیب وصل و ہجرت نمود عیت تمام

بوالفتح قصہ ای محبان ہی منشت

در قصہ محمد بنوشت و السلام

ورقہ دار ماں شو دجاں را بجاں بسپرم  
 او کند ناز و کرشمہ من ستم و در بر شرم  
 گرم او شنام گوید من کہ نم مدح و ثنا  
 گرم او توبندہ خوانی و رہگونی آن ماست  
 پس من ز خود بیرون شدہ حسن زخشاں بنگرم  
 و پر پرین آید حجاب آن پرین را در ورم  
 گر مرا از خانہ را ند باشدے سر بردرم  
 جاں شباوی خوش سپارم و از دو عالم بزم  
 تا کہ خوارم برد تو بادشاہم سرورم  
 من ز قارون ترغنی ام نے ز دینار و درم

ای محمد پیر گشتی از جواناں تو بہ کن

نیست خود نزدیک من یک طاعتے زین بہرم

عاشقان بدنام و رسوا خوب رویاں نیک نام  
 کردہ تمام عجز و زاری و خرابی پیشہ عاشق بود  
 دلبران مرغ ہوا و بیدلاں افتادہ دام  
 شیوہ ناز و کرشمہ حسن را کردہ ہست نام  
 ہر کجا خوبے بود سن ترا باشد غلام  
 نیست در سینہ سجز و ہم و گمان خام خام  
 آرزو دارم کہ بنیم روسے تو یا را دام  
 شکل ز قارون نگہ کن سر و آمد و خرام  
 عاشقان بدنام و رسوا خوب رویاں نیک نام  
 کردہ تمام عجز و زاری و خرابی پیشہ عاشق بود  
 پیش قدمت تو ہر کجا سرویت پست  
 نیست در دل جز خیال خد و خال آس بخوان  
 من ترا خود بندہ ام چاکر شدن معنی چہ داشت  
 جہد سرکش را بیدی خانہا کردہ خراب

ہر کہ خواہاں رانہ بیند کور در چشم دل  
 و اس دگر احمق نہ بیند حل گوید یا حرام

خبر ویاں از جمال اللہ نشانی میدہند  
 ابر اگر ژالہ خوانی نیست فرقی جز بنام

کہ ندم ہر باز

عشق بازی نیست آن بازی کہ مہر و نرد باز  
 ہر کہ غلط اند بخلطد چون محمد و السلام

عمر عزیز شد تمام ہیج ہوس نشد بکام  
 صاف نامد در دہم آہ شکستہ گشت جام

مرغ ہوا ہوا برفت باز نہ اوقتا دہ دام  
 در وفا نمی کند کار مگر شود تمام

عشق نقاب رخ گرفت وصل نمی کشد سلام  
 شاید اگر کنیز شد با دہ فروش شد غلام

عیش و خوشی ہمارہ بہت مستی و ذوق شد  
 ہر کہ لب و دانتش دیدست با نش از کلام

وی ہوس کہ پختہ شد سوختہ ماندہ ایم خاک  
 ہر کہ سپے در دو غم نشد بہت نانے بے دام

عشق کہ درد  
 غم شد بہت  
 چو نال بے دام

من بچم سلام و مدح او ندہم را جواب

خوار و نزار و زار میں بوالعجب تو و السلام

بعیش خوش اگر زیم مستی گرچہ من میسرم  
 معاذ اللہ کہ ایں دل را من از ولد ار بر گیرم

اگر زیم بہر شستہ و گر میسرم بہ پیش در  
 بزیر پا نهم ایں سحر سخن العاقبت میسرم بجزیر

لب و گفتار آن خندہ فرو بستہ زبان من  
 من اندر عشق با زیہا اگرچہ کہنہ پیسرم

بفراترک را غمزدہ خدنگے را کس نہ سازاو  
 شکارے بستہ پا دیدی من آن المانہ مخیرم پیر سازد

نشد دیگر ہوس پختہ باندم سوختہ حساس  
 بز ن آتش بریں سینہ ہین ماندست تدبیرم

ابوالفتحی چہ پنداری رود از خاطر ت ہر ش

بزیم مبتلا زیم میرم مبتلا میرم

ماست نہ ایم نیست ہستیم  
 کافر نہ و یک بت ہستیم

گیریم کہ تو بہر ہا شکستیم  
 در دین بجانگی در ہستیم

از عشق نشان منید ہر کس  
 ہر چند کہ ہر طرف ہستیم

در سر طرے فے شتاب رفیقیم  
 از ہر کمنڈ جب د پچیاں  
 اور اہمہ ناز بے نیازی  
 گریا دنہ کر و لطف یارے  
 یک بوسہ آن نگار نسر مود  
 ہرگز بفرغ دل نشستیم  
 مادام وجود خود شکستیم  
 ما دست ز خوشیقن بشستیم  
 پیغام بدست گرفتارستیم  
 گازے بزودیم و خود بستیم

در راہ فنا قدم پاریم  
 بوا لفتح بگو کہ نیتستیم

ما عاشق و مبتلاے یاریم  
 بے یار اگر دسہند جنت  
 گرمز نشے کسند مارا  
 گر یک نظرے فتدیراں  
 دو چشم من است چو ابر باراں  
 یکبار اگر بہ لطف بسیند  
 خود را برہ گذر جو آنے  
 اے مرغ تو عاشق جوای  
 این خود نہ میں است جاہ و عزت  
 دیدم لب آن نگار میگوشش  
 ما پیر شدیم و موسپیدیم  
 گر از در خوشیش باز راند  
 با ہر دو جہاں چہ کار و اریم  
 آن را بچوے نمی شماریم  
 سراز قدم تو برداریم  
 یک لمظرف و گرنیاریم  
 از روے بتاں چو نو ہر پاریم  
 یکبار چہ صد ہزار باریم  
 خاک کی شدہ تن بدوس پاریم  
 ما ییم و جو اے آن نگاریم  
 پیش در تو فتادہ خواریم  
 ہموارہ بنوکش در خاریم  
 اے و اے کہ ما سیاہ کایم  
 ما ہیچ درے دگر گزاریم

بوا لفتح صفت باہ و زاریم  
 زیر اچہ یکے گناہ گاریم

گم کردہ ہر آنچہ بہت مایتم  
برمانظرے کہ ماغریبیم  
از ہر دو جہاں کیے ندایم  
مارا تو بگو سے غائبانہ  
از ہر دو قدم بروں فتادہ  
جز رو بدست خود ندایم  
مرغیم نہ آشیان و چپینہ  
بوالفتح قرار میت مارا  
از دشمن و دوست فارغایم  
ہرگز بحساب در گنجبیم  
رنجوروشیم و زار ماندہ  
اے فضل خدا تو رحمتے کن

ہمچیسیم کہ بیچ رانشایم  
بنا کرے کہ ماگدا سیم  
ما مفلس و ماندہ بے نوایم  
ما خود ز کجا و خود کرایم  
نی آن خدے و مصطفایم  
فارغ ز طبیب و از دوائیم  
مہوارہ پریدن مہوایم  
آوارہ چہ ابرو فدایم  
مارا چہ بقا کہ در فنایم  
گاہے شمار در ز آسیم  
مارا چہ دوا کہ عین دایم  
بر ما چہ بلا کہ خود بلا سیم

اے خواجہ چہ لازنی تو مارا

لازار ہر چہ پر سیم کہ لایم

ہر آن روزے کہ درستی گذارم  
غم فردا و دی از دل بدرشد  
سہرا فرزم بہر جانانج داریت  
مرادانی خدا دولت چہ دادست  
ز بے دولت ز بے عزت کہ داد  
مرا مستی و ذوق افزودا مرو  
ندارم من از خواہش دیگر خیر

مبارک باشد آن روزی بکلام  
بنقہ وقت خوش دل سپارم  
کہ خود آن بندگانش می شمارم  
ز زخم روزہ ہر روزی نکام  
فتادہ بردرا و خوار و زارم  
مرا گفتہ است فلانے شرمسارم  
تمناسبت بوسے باکنارم

۳۲  
انہر چہ پیغم  
باشدم آن  
روزگارم

گرفته میروم پس کج سرینے  
 زبے وقتے برانم من بیازا  
 چو دیدم ابرو اش عین قبلہ  
 چو من دیگر نیابی عشق بانے  
 ضرورت گشت ہر سو نگھام  
 بدستے جام و دستے زلفیارم  
 بسمت او نمازے میگذارم  
 کہ من در عشق بازی مرد کام

دریں میدان محمد راست جلال

کہ شہبازے و پیکے شہسوارم

وصف لب او دگر چہ گوئیم  
 کردم چو بہار تازہ از سر  
 معشوقہ ہمہ شب است بان  
 فردا کہ شود شور مردم  
 گر بوسے ترا در ان نیام  
 من عکس نیم کہ عین شخضم  
 بر من چہ نہی گرانی جوہ  
 بار یک کمر کشا وہ سینہ  
 در رہ گذر تو خاک گرم  
 این پیر بہن وجود یکتا است  
 من آبم و تو مدان سبوس  
 قدت کہ بلند راست سہر و  
 من عاشق مبتلاے ایدم  
 گرم من دل و تن بے بشویم  
 در باد یہ حرم چہ پوئیم  
 من قالب خویش را جویم  
 منکر شدہ لغتش بگویم  
 بیرون و درون کجات جویم  
 مسکینم و بکیسم فرویم  
 ای حجب دراز نیک خویم  
 و آتش و باد و آب رویم  
 صد پارہ شدہ است این دو تویم  
 در یا ام تو مدان کہ جویم  
 ز اندیشہ است سرفرویم

بوالفتح خلاص زنبوں نمیت

در بند قنادہ چہ گویم

آن شد کہ قبا بہ بست محکم  
 بس کٹر کلہاں شدند در ہم

شکالہ و دل فریب و خوش خو  
 صبحی کہ حبیبین او بہ بینی  
 لعل لب او چو برگ قبول  
 ز قارنش سر و دیدستان  
 عالم ہمہ مبتلاے خوباست  
 بر ریش دل من از لب تو  
 ہم عشق تباں و پار ساسی  
 بوالفتح بگوے حجتے راست  
 میخواره و خوش مزاج بے غم  
 آن روز تو روشن است خرم  
 دندانش چو لولوئے منظم  
 طوطی شدہ پیش نطقش اکرم  
 بیچارہ و کترینہ من ہم  
 یکبوسہ بہ اندہزار مرہم  
 ہر دو نشوند جمع با ہم  
 بر خواں تو حدیث زید اسلم

مارا تو ز عاشقی مکن عیب

کاین کار محمد است آدم

دلے دارم شکستہ زار مخوم  
 رفیقان دوستان مارا و داعی  
 بدرد عشق بازی گر بمبیرم  
 مرا با لویے افتادہ است خوش  
 نہ بیند کہ ہر کہ روئے خوب امرو  
 بساں چون حلقہ پر کار گشتہ  
 ازین یک و نمودن ایہا اشخ  
 تنے دارم قوی رخور و مخوم  
 کہ رحلت عنقریب است گشتہ مخوم  
 بحسن العاقبت شد کار مخوم  
 تو راہ خویش گیرے شیخ مخوم  
 شود فر و از عور امین محروم  
 کشیدہ در میانش خط موہوم  
 بشد اسرار از تو سین مخوم

اگر ہست نیت الا عشق بازی

و گر جملہ بوالفتح اندموم

شراب بخودی در کار کردیم  
 ز توبہ تو بہا کردیم بسیار  
 ہمہ عالم فدائے یار کردیم  
 ز وقت ورد استغفار کردیم

نقار تو در  
 سرو استاد

معلوم  
 بحسن عاقبت

مے صافی ندامت ناکنم غسل  
 ز آب دیدگاں کر دیم وضوے  
 بسے بر زانہاں سحرے نمودیم  
 بکنج زہد خود ایشاں چہ دیدند  
 بزہد و پارسانی شہرہ بودیم  
 خار از روے خواباں برگرفتیم  
 صبا حے بردر خار شیتیم  
 کلہ را برسبوے مے نہادیم

تیمم بردر حنہ سار کر دیم  
 نمازے جانب آں یار کر دیم  
 کرامت لے شانرا خوار کر دیم  
 کہ مار سوا پیر بازار کر دیم  
 کنوں بیرازی و انکار کر دیم  
 کشادہ پردہ اسرار کر دیم  
 دوسہ جامے ازاں درکار کر دیم  
 بجاکے سبجہ ہم زنا کر دیم

محمد رخت ہستی را بہ سیتیم

براق نیستی را بار کر دیم

شراب عشق در پیانہ کر دیم  
 کینم آہنگ سادہ نغمہ را  
 اگر بر شمع رخ پروانہ واریم  
 ز لعش جرعہ گردست اقتدا  
 سر سوداے سر ساماں نہادیم  
 کہ تا کر دیم قوت مرغ عشقش  
 کہ ما با آشنائی یار کر دیم  
 چو اندر صف مرداں تادیم  
 چومی بازیم نزد عشق بازی  
 اسیر جہد خواباں گشتہ تو

سیمر در در افسانہ کر دیم  
 سر و دوش نوا فرغانہ کر دیم  
 ضرورت بہر او پروانہ کر دیم  
 مجاور بردر میخانہ کر دیم  
 سر زلف بتاں اشانہ کر دیم  
 بصحن دل نقادہ دانہ کر دیم  
 ز خویشاں وز خود بیگانہ کر دیم  
 ضرورت پاشدی مردانہ کر دیم  
 دفار امیرہ ہر خانہ کر دیم  
 کہ افتد در گلو دیوانہ کر دیم

محمد عشق را آنجا رسانیم

کہ در اقلیمها فرزانه گردیم

من عاشق جوانے معزادہ شدتم  
از ہر کجا کہ باشدے را بکار دارم  
آئین عشق بازی جز اتفاق نبود  
گریار زہر و زرد من شیخ خانقاہم  
رویش چو آفتابے و دیدم بجاہ صحیحے  
بر پشت خنک بادہ کشش کشت سنا  
اکنوں نما ندچارہ الاکہے پرستم  
گہ طاقیر فروشم و خردہ گرد فرستم  
دینے کہ یار دارو من ہمہ باشم  
ور شستہے فروشدان مع سبوتم  
اکنوں شدہ فریضہ تا مہر را پرستم  
شرم از کہے ندارم دیوانہ خودستم

باشم

گفتند ای محمد یار تو یونفا ہست

گفتم چنانکہ ہست او من مبتلا شستم

سمیر و رو و غم را ما بگوئیم  
مگر کہ درد ما در ماں پذیرد  
کیس آمد اگر چه پیش بستیم  
چہ پنہم میدیدے نیک خاں  
نظر داوندتا ما خوب بینیم  
چہ کار آید مرا حور ہشتی  
مرا دیوانہ می خوانند خلقے  
حدیث درد دل باے بگوئیم  
مگر کہ حرف غم از دل بشوئیم  
پس افتادیم اگر چه پیش بگوئیم  
کہ ما خود عاشق ہر خوب روئیم  
زبان داوندتا ما حق بگوئیم  
کہ در حسن بتاں ماندہ فروئیم  
کنوں از خوشی تن دستے بشوئیم

محمد عاشق است یا آنکہ معشوق

باندم اندرین حیرت چہ گوئیم

زہے عزت کہ پیش ما برسیم  
خیال دیگرے گر خاطر آید  
اگر گلزار گردم بر بسند پا  
لبے افتادہ خوار و زار میسیم  
ز شرع احمدی سبیزار میسیم  
ضرورت ہم بزخم خار میسیم

عاشق یا آنکہ

شہیدم گرداں افکار میسرم  
 منم کز غمزه ات حد بار میسرم  
 مرا بگلار بردر خوار میسرم  
 اگر نشد مرا مردار میسرم  
 اگر در بند زلف یار میسرم  
 نہا د حاصل ایساں برو نختہ است

محمد ہبیراں اقرار میسرم

من آن رندم کہ در صوم و نمازم  
 ہمارہ در تو وصل در گدازم  
 مرا معشوقہ بیسیلی ایازم  
 نہ او جن و بشر زین خفیبہ رازم  
 ہی گوید نہ ہر کس بے نیازم  
 منم برابن عمراں سرفرازم  
 فرو افگندیش بدول بسازم  
 نہ من محمود نے ترک ایازم  
 زہر راست ہر صوم و نمازم  
 بسوز ہجر و صلت می نوازم  
 نہ آنکہ بحر و برم نہ جہازم  
 امانی بادشاہی در حجازم  
 ہمیں معنی در آن صورت مجازم  
 من آن سروم کہ برگل سرفرازم

اگر زخمی زندان غمزد آن ترک  
 کسے میرد دریں عالم بیک با  
 بقائے عمر با دت حسابا ودانی  
 خلاصی از غم و اندوہ یا . عم  
 مگر آزاد گردم از دو عالم

من آن مستم کہ بانا زونیازم  
 نہ آنکہ سید الفقہا ست نامم  
 شراب من نہ از انگور و شکر  
 مرا یک کودکے شوئے معشوق  
 ہمارا میکند دعویٰ خدائی  
 محمد احسن صورت بخواند  
 بشوخی گریزم سرے برآید  
 چہ باشد سیلی و مجنوں کد ام است  
 نہ آنکہ ابرو سے من قبلہ ہست  
 بدوزخ من فرستم خود ہیشم  
 نہ کہ پلاج در ایمیت با من  
 مرا خود بر سر کوه سرانذیل  
 مرا تحقیق شد عالم حقیقت  
 منم آن گلبنے خوشبو سے بربا

۳۲  
 نمبر

۳  
 میگذازم  
 تانے

محمد بس کنت گفتا کردار

نہا دم بر لبِ تیشش گازم

زمانے گرا زین ہستی بر آیم	جہاں قدس را در خود نماسیم
دے بر صدر عرش دل نشینم	ورائے قدس قدوسی بر آیم
بر منہ از لباس حق گردیم	ردائے کبریا از برکشایم
پیایے جامِ جاں پرور ہوشیم	سرود خود شناسی را سراہیم
ہاں نا قہ کہ میجوئیم در حبیب	ہاں کس را کہ میخواستیم مایم
ہر نقد و وقت خود سازیم نو	برائے وعدہ فرودا چہ پائیم
محمد با حقیقت آگہی شد	سرابِ دہاں کہ از عکس ہواسیم
اگر پستیم مثل ژالہ ہستیم	اگر اندر گدازیم آب و مایم
ہمہ روز و ہر شہرت ب نیست کار	مگر خود را بدمج خود ستائیم

نہا شد با کسے مانند ما را

نمیدانی گراہیم و چہ مائسیم

دل از من بردیا ر من چہ کنم	جان بجاں رفت و خشک تن چہ کنم
من نخواہم کہ دل و ہم بہ کسے	گر یارِ ستم بہ برد من چہ کنم
پیش کہ ناہم و کنم فریاد	دل من بردا و بفن چہ کنم
ہر کجا عشق رفت کرد خراب	دردم مہیکند وطن چہ کنم
چونکہ از من نہا ند با من هیچ	باز دعوی ما و من چہ کنم
بے یکے سر و قد و لالہ انداز	گشت گلزار در چین چہ کنم

مان ہاں رفت  
خشک تن چہ کنم  
را  
کو اختیار برد

مہ و خورشید و مشتری زہرہ

نام آں کو کب ہم چہ کنم

من امشب در کنار او غنودم  
دوسہ بوسہ سبک باگاز کے نرم  
مرا از خشم او مسید او دشنام  
زہے ذوقے کہ آن دشنام اور است  
سری و سروری گشتہ مسلم  
صباے مطلعے میمون برآمد  
ز احن صورت و از امر و ثباب  
ز فرق و تافت دم مخطوط بودم  
بیدہ سینہ را ہم سخت سووم  
من از بس لذت اور امی ستووم  
کہ گونی نعمت زہرہ شنووم  
کہ سر را برد آں یار سووم  
مثال اللہ آمدور شہووم  
محدثیت الایک وجودم

و ویندگر محمد احمدی نیست

منغے تر سا بود یا خود جہووم

دل را بدرد و سوز بنغم ما سپردہ ایم  
از رفتہ توبہا است و از آئندہ احترام  
جز نقش خط یار کہ حرف یکجاگی است  
تا شربت بلا و محن را پیشیدہ ایم  
از غلطش و وحشیم تو بیا گشتہ ایم  
گر ترک غم زہرہ کند شہراہل دل

بوانقح زلف او دست چو مائے پیہ و راز

از جان و دل بگردش او گرد کردہ ایم

شرابے وہ مرا یار از وہ بے خویشتن گروم  
ز مے مستی است مقصودم کہ وصافی است کسانم  
نہ بودم ز ابدے صالح بکنج خلوت آسودہ  
خدارا ساہا باشد بصدق دل پیتیدم  
مزید عشق من باشد بیغزاید غم و دروم  
نماند دست گر صفا بائے بدہ بکد و قبح و دروم  
نمازے بود تبیحی نہ بودہ جز ہمیں کردم  
قبول طاعت اس آبدیشی درو غم خوردم

بجز مہر گیا اسے دل نمی روید وریں گروم  
کشادہ تیز تر بنیم وریں حرص و ہوس مردم  
ترا چشم است خونخوارہ بجان و دل بیازوم  
تو آنکہ مرد میدان ز میدان گوے من بروم  
چناں در عشق چالاکم تو گوئی کو دے خوروم  
پریشیاں گشت حال من بعبارت نستان و روم

حدیقہ شیر باشد مرا ہم کشت زائے بہت  
بسویم گزنی تیرے کتم سینہ سپر گوہر  
لب لعلت جو انمردے کزدستی ہی بازو  
ابوالفتحی بدہ جانرا بہ پیش در نہادہ سر  
نود سال شدم کنوں تو گوئی شرد ہم سالہ  
بکنج خانہ خوش بودم کجا جسد ترا دیدم

بگلزاراں نظر کروم ندیدم چل تو سرے را

نمودہ ہمچنین ہرگز شگفتہ شد دل در دم

ز بود خویشتن نا بودہ باشیم  
کہ جہہ برد را و سودہ باشیم  
چہ کم آید بے افزودہ باشیم  
ہستی خویش اگر آلودہ باشیم  
نبات وصل را پالودہ باشیم

بیاتالید گرا سودہ باشیم  
ز ہے عزو ز ہے فخر و تہ ہے جاہ  
اگر بازیم جاں را بہر جانان  
صفائی صغوی را روزہ بینم  
چو خسرو گد لب شیریں بہ بویم

مگر چون رہیم از رود و اندوہ

مگر از بود خود نا بودہ باشیم

من درو ترا بدل پذیرم  
جز یاد تو نیست و ضمیرم  
و بیسیرم بہر یاسیرم  
در ہر دو جہاں من آن امیرم  
بیدل نکو نشستہ بر سر یرم

من عشق ترا بحباں گزیرم  
جز نام تو نیست بر زبا نم  
گزیریم بہر یار زیرم  
آن را کہ توئی مہر جہانت  
بر خاک در مت چو خوار استم

من عاشق درو مندستم

## جزد و ترا دو انگیرم

بی تا یکدگر شرط رخ با زیم  
رخ آن شہسوار خود بینیم  
اگر ماندہ کنے اینجا پیادہ  
گردکان خیر خود را نداریم  
اگر یک بوسہ یا ہم اجازت  
دلہم را قبلہ ابرو کنے تو پیوست  
ہمارہ غرتہ سحر خدایم  
اگر نکیم و یا زشت و بدستیم  
اگرچہ بے ادب و ایریم و بے باک

دغا را پیشہ سر مہرہ سازیم  
بساط بٹش و کم ناخود فرایم  
بفرزین بند اورا مانوا زیم  
بسیم و نقرہ وزرماننا زیم  
ز بے باکی لبش را ہم گدازیم  
اگرچہ سمت کعبہ در مننا زیم  
وراس وریا چو سراو گدازیم  
بجز کیدات را در حسترا زیم  
حقیقت را نمودہ و محبازیم

۱۳  
را سوز ازیم  
ن با خود

۱۳  
دندان خود چو  
دریا میکندایم

دوسہ روزے کہ ماند از عمر باقی

مکھبا بحقیقت عشق با زیم

گرازاں یار ما کرانہ کمینیم  
قدم عشق را بسر بسریم  
مے مستی و ذوق بر نوشیم  
حالت عشق را حکایت نیت

مردن خویش را بہانہ کمینیم  
نغمہ سوز را ترانہ کمینیم  
لعل میگونش را چمانہ کمینیم  
حاش بند کزاں فسانہ کمینیم

۱۳  
سوز

گر پس جعداں سریں گیریم  
لاجرم دست شاخ شاہ کمینیم

بی تا یکدگر عیشے برانیم  
گہے عاشق گہے معشوق باشیم  
بوقت خویش خوش باشیم امرؤ

وجود خود زیرم غم نشانیم  
بنقد وقت یکدم خوش برانیم  
غم فرداودی در گوشہ نشانیم

۱۳  
لاجرم خوش  
شاخ شاہ کمینیم

۱۳  
دندان خود چو  
دریا میکندایم

قیمت دار امروز سے برادر  
 نمازہ باکے صلے و جنگے  
 ہمہ را دست مال و پائے ہم  
 محمد مرشدی تو عاشق شد  
 مثال سرور اکم فرما زیم  
 اگر ازور بر اند یار مارا  
 مصللا برکتف تسبیح بردست  
 نشان عاشقان را می شنایم  
 بحد آمد چنانستیم یارا  
 لب میگوشن را یکدم بجوشیم  
 کجا دیدیم شکل حبد اورا  
 ابوالفحیام محمد دروین کو  
 سرین و حبد اورا تا بدیم  
 حدیث بجز از فرقہ پرند

کہ ما ما نینم فراتا نما نینم  
 کہ باہر دوست و دشمن دوستایم  
 ماں کہ سرورے و سرورایم  
 کہ ماگاواں دشتی را شبایم  
 نہ کہ باخار سچوں گلبنانیم  
 نہادہ سربراں در آشتانیم  
 چمی بینی منعاں را پاسبانیم  
 زآہ سرورے زرد و اینم  
 کہ نشناسی کییم و از کیا نینم  
 مگر کہ جاوداں سر مست نینم  
 پریشاں گشتہ دور از خانایم  
 کہ ما سقف بلار انرو بانیم  
 سرور سینہ گرفتہ پس گرا تیم  
 میرس از ما کہ ما دور از کرا نینم

سرور  
 سرورایم

ن

فنائے ما بجز صورتی نباشد

بسر نور مطلق جاودانیم

مراد دل نمی آید رود از سینہ درد و غم  
 دلہم با خود ہی گوید تعالی اند محاسن  
 ولیکن آن قدر باشد کہ گردن شود در دم  
 زآہ سرور و صدر گرم شد معلوم من ہر گ  
 عروس عشق شہ پار آفتاب از رو بردار

مرا از جاں نمی خیزد کہ شینم نے کم و دم بر حید یکم  
 کہ فایغ از غم و اندوہ گردم اندرین عالم  
 بنقد وقت خوش باشم بوسے و گلانے ہم  
 نشان عشق بازانست بہا خشک چشمے غم  
 اگر از پردہ ہستی بزوں آئی تو ہم یکدم کس

سرور  
 سرورایم

نہ من تنہا شدم عاشق بروے گندی روے  
 مرادویت دران نے مرار بجاست دارو نے  
 کہ این رسمیت مہبودے ہم از عواد از آدم  
 کردیشے پختہ شد و رول نثار و بیچ آں مرعم  
 ندام مونسے ہدم ندام دو کسے محرم

محمد چند غم فوشی و تلکے ورد آ شامی  
 برو کی بارہ زیں عالم نشیں آزادہ و خرم

شراب لعل او کردہ خرابم  
 سوال بوسہ کروم ز لعلش  
 شکال حبا و بروہ ز تابم  
 بزودوشے و غوش گفت جو ابم  
 تفائے زومن ازوے پس بدیم  
 بخشم از من شد و کردہ عمت ابم  
 بزبان خویش کرد او دروہم  
 بجوشیدم چو شیریں شد لعابم  
 لعاب او شدہ سرف گلابم  
 دمان اوست گوی پر ز شکر  
 محمدا کہ در صدر حیات است  
 کشادہ میں ازیں اسرار با ہم

بگور من اگر تھے تھیائی

بسے اسرار مفرح است ترا ہم

شبے خفتہ جمال یارو دیدم  
 کنارو بوسہ سرم بود آے  
 دو چشم نخت را سیدارو دیدم  
 و گرا سرار و راستارو دیدم  
 نہ من بودم نہ او ہر دو یکے بود  
 یکے اندر یکے در کارو دیدم  
 مکند حبا و سر حلقہ عشق  
 شے گر حبا و اقا و بروست  
 دران شب قدر بس انوارو دیدم  
 شریعت را من از اسرارو دیدم  
 حقیقت ظاہری پیدا است روشن  
 صبح انجیر ماہ من بر آمد  
 روح بندگی را منی حبا ر  
 کہ این رہ سیرت احرارو دیدم

تفای زردین  
 از پس بدیم

شوقِ عشق بازی در عمل شد بزرگ زعفرانِ حنا رویدم  
 محمد تحفہ بنگر کہ یک رنگ  
 وزخت و شاخ و خار و بار ویدم

## روینفون

از چشمہ لاہوتیم ہر سو رواں نہیے بہ میں  
 و ختر چو باد رشدم امن مادر خود را پدر  
 درویدہ انسان ماصورت نہ بند و دیگرے  
 خورشید ہر روزینہ را ہر روز دیگرے مطلقے  
 از غایت قرب اے سپراز ما بماندی دورتر  
 معشوقہ پازینہ را امسال دیدم تازہ تر  
 اے منکر محشر سیا بیچو کہ اینجا اثر خا  
 طاوس بلغ حضرت تم بر صورت زانغے مگر

وا از قطرہ ناسوتیم در ہر طرف بھرے بہ میں  
 او ز ادا از خود این سپرد ہر ہر سہرے بہ میں  
 در عکس عین شخص مادر نورانوسے بہ میں  
 این ما تہاب ہر شبے در ہر مہے بدے بہ میں یک شب  
 مایم باجم یکدگر نزدیک را دوسے بہ میں  
 در شکل ہر کبریٰ من است معصود ہر گئے بہ میں  
 رفتی زمانے باز آہر نشورانشرے بہ میں یہودہ نثر  
 یسمرغ قاف قدر تم ہر شکل عصفوسے بہ میں اینجا تھا

اینجا محمد احمد است بامرضی ہدم قدم

لابد ازل عین ابد اولی بشد آخری ہیں

آفتاب من روئے ماہ من  
 ہر کے راکلک و مال و سروری  
 ہر کے وارور ہے و رہبرے  
 تو بخواب غفلت دست خوشی  
 چاہ بابل ہر ہر سحر تین است  
 بعدا و فسانہ میگفت شب

بادشاہ خوبرویاں شاہ من  
 خاکپایش تاج و عزو جاہ من  
 سجدہ من پیش بت ہمراہ من  
 نیت آگاہ از بجا و آہ من  
 کوزنخداں تو بابل حیاہ من  
 کالے پریشاں کردہ گمراہ من

چونہ با این ہے آشفنگی خوش چنانکہ داروم اند من  
 نیست جائے سرکشی باز لطف یاد بے نیاز است این دور گاہ من  
 عشق را شاہ و گد امنطور نیست  
 بے رضا آبخار سد اکراہ من

لب برب من نہ آزمون کن بے باوہ خراب دست گوں کن  
 یک بوسہ بدہ ہزار بریاں یک غمزہ بزن ہزار حق کن  
 یک چشمک تو دوشیوہ بازو کہ معجزہ نام و گہ نسوں کن  
 گراقتد العناق و صلت دلاہ رقیب را بروں کن

بس سینہ سببینہ ام ہی سائے  
 او نام دوئی زول بروں کن

ترا حسن است از اندازہ بیرون مرا اندوہ و غم ہر روز فسنوں  
 ترا و دلبرے سیلی کنیزک منم و عاشقی استا و مجنوں  
 بد پیشیت جملہ خوباں در سجود اند عیاں دیدند و انم سہر بے چون  
 مشال تو میان خبر و یاں صد فہ اندر مثالش و رکمنوں  
 ندیدہ چشم من رو سے عنودن ندا غم تا کہ امی خواند انسوں  
 ز لعل او لہجہ عالم شدہ مست سہر زلفش جہاں را کردہ مفتوں  
 ہوائے بوسہ را ز دل بدر کن یقیں دیدم لبش موہوم و منظوں  
 لب لعلش تو گوئی ساقے ہرست پیالہ پر و ہر ہر دم ہر گوں  
 مبارک مطلقے میوں صبا سے کہ آید یا رخورہ سے و معجون

پیشین ہر خوباں  
 سجودند  
 میانش

شدہ عالم ہر  
 مست

بنہ سر در پریشانی محمد

کہ زلف او برا شفتہ است اکنوں

۳۰ این نزل را حضرت بندہ نواز بیوز جمہد ہمد ہم ذی قعدہ سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند

حدیث عشق را بواجب کف کن  
 ز لعل شکرین لطفه بغیر ما  
 تو وعده کشتنم کردی بلا زود  
 بروں آتا وجود جمله خواباں  
 اگر مانی بدیدی چہ سرہ او  
 ہوائی محرمی یاری نداری  
 ہواے ابرو باران است ابو الفتح  
 لب او ہم شراب و ہم کباب است

در انشاء  
 عشق کم کن

ز دست

ردی  
 طوی

اگر دستے و ہر اینجا قدم کن  
 سپس آن حسب را گیر و تم کن  
 ولیکن ہم بدست خود کرم کن  
 بیک نظارہ در کتم عدم کن  
 کنوں تو بز تصویر صدنم کن  
 محکم منوس خود در دو غم کن  
 شرابے و کبابے را ہم کن  
 تو بوسہ گاز را یکبارہ ضم کن

نگین عشق در تخریر و تفسیر  
 تو کلاب قال قبیل از سرلم کن

شیرین سخن سر و آب دہ فرا در انگار کن  
 خاطر پریشاں می شود جمع آیدم لطف کن  
 نشیدہ مار سیہ دعوی قتالی میکند  
 بر طور موسی بودہ ام بر کوہ لبنان شستہ ام  
 خود سر و لاں پاکجا با تو برابر استند  
 گر حسن با احسان بود پیرایہ زیباشود

چنگ

تا پر تو چہرہ بری بواجب کف کن  
 دیوانہ شوای سحر ایت روم را حضار کن

گر خم خمار کشاید و ہن  
 گر بت من برقع ز رخ بکنند  
 جرعه بے جرعه چہ بادہ کشی

جملہ چہاں مست شود ہچو من  
 ہر طرفے گیر دشور و فستن  
 سنگ بکف گیر و سر خم کن

۱- سید اکبر مبینی این غزل را در جوامع الکلم در لفظ مذکور شد و شنبہ نیم ذی الحجہ سنہ ۱۰۸۰ ہجری قمری فرمودند  
 ۲- در جوامع الکلم در لفظ مذکور شد و شنبہ یکت و ہجرت ذی الحجہ سنہ ۱۰۸۰ ہجری قمری فرمودند

بادہ رو در ہر طرفے سمجھو مجھے  
خانہ چوں خانہ خسار نیست  
باش درں جلے کشادہ بہن  
بو کے کجا یا ہم و در گلبنان  
نغمہ در ورقص و رودف بزن  
گو ہر اگر خواہی در بحر جوئے  
سر و کجا جویم و اندر چین  
خوب کجا باشد اندر ختن  
یار کجا جویم و رو ہر نیست  
راز کر اگویم تنہا چو من

پیش ابو الفتح محمد گوے

بس کند از سوز زیادہ سخن

یک جرفہ سے کجا م ماکن  
ساقی قد سے بدست مادہ  
یک چمک زن مدام ماکن  
گر برگذری بجا م آن شاہ  
اے باد کیے سلام ماکن  
آہستہ ترے بگوشش بزخاں  
گستاخی کن پیام ماکن  
اے شاہد غیب یک کرشمہ  
پس ہر دو جہاں بجا م ماکن

دشنام وہی تو چا کرانرا

مخصوص بدیں پیام ماکن

جواں مست من دیوانہ من  
ہمہ شب شور شے زان شمع خیا  
لب میگون او میخانہ من  
نگوید ہم فلاں پروانہ من  
کہ سروے بہت اندر خانہ من  
خواہد شد تمام افسانہ من  
سر و نور و شد فرخانہ من  
اگر عشاق را پرودہ نوازی  
مرا با عشق باشد آشنائی  
کہ شد ہر آشنائی بجانہ من

۲  
بنام

۳  
سوز شے

۳  
خوش نوا

محمد شد بروں از ہستی خود

۴  
ہے این نزل در جوامع الکلم و ملحوظ روز شنبہ بست و پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۸۰۰ ہجری قمریہ ہے

ضرورت شد جهان ویرانه من

اگر تو عاشقی عشق بجوی وصل بے بھراں  
 چنیں چشمے کہ من ویدم اگر ایں مردمان بنید  
 بھدا اللہ چنانستی کہ خلقے در شناختی  
 اگر با ماہ روئے تو شبے بجنودہ وانے

بقعد وقت خوش باشی چه باشد در جزو زار و روچ  
 چون منت ندر غلطان سرستان و بیو شال  
 صباحت با ملاحت ہم ترا حنہ است با حنا  
 چه باشد راحت و صلت چه خیر است حجت

توی بھر صفا یا اتر اخلق و کرم لیکن  
 شد م تا آشنائے تو شد م غرقا باندوان

یا صاحب جن لطف و احسان  
 پیش رخ و زلف آن ستمگر  
 ای جان جہاں و جہان جانم  
 گر عہد است با بار انار  
 از چشم تو بادہ و ام کردند  
 بر زلف تو تا زویم دستے

حلوای بس لطیف ہست آن  
 کفر است کدام و صیت ایمل  
 مارا نفسے ز ما تو بستاں  
 آن سر و توی دریں گلستاں  
 می غلظم ہر طرف چوستاں  
 گشتیم خراب و زار و ویراں

ہر جا کہ کہے بلند ویدم  
 رفت است ہوا کہ سریناں

جبیں بر پشت پائے بار سودن  
 ہر شب و در خیال خال و زلفے  
 بدیں حنہ کہ تو ہستی بدیں توب  
 چنانچہ از تو سرزد شناہا گو  
 اگر لطفے کند یک بونہ شد  
 بجز وہم و خیالے ہم و گر ہست

سری و سروری باشد فزون  
 ندیدہ چشم من روے غنودن  
 بدیں صورت توانی دل ربودن  
 نیاید از منت الا ستودن  
 شود احسان ازاں کیا بار سودن  
 یقین شد نیست جز گفت و شنودن

سرودت

زخم ہوا

نیت

محمد بارک اللہ چیت بہتر  
جبیں بڑیت پلے یار سو دن

ذوق و طرب فزاید تازہ شود جہاں  
از ترک غمزہ تو اگر باشدے اما  
ابرصے تو کمانے و شرکاں چناو کے  
ترسم ز ناو کے کہ کشاید ازاں کسا  
می آیدم بوجہم کزاں غسل می چکاں  
یکبوسہ سوال کنم یا بم از نشا  
اطلاق نام عشق روانیست برکے  
کہ از جور یار خویش کسند نالہ و فغا  
بوالفتح را بگوئے کہ شرمے کند خلق

کای پیر چشم باز بخوباں ببین نہاں

بشرط دوستی کردم و فسا من  
کہ برورد و بلا دادم و فسا من  
بتاں را سجدہ کن عا شامدہ پشت  
معاذ اللہ کہ دارم این روا من  
مرادش نام میگوئی خوشت با  
نخواہم گفتنت الا دعسا من  
مراباز لف تو کارے دراز است  
مداں کوتہ کنم دست از جفا من  
بگرداں مہر و را ہر چونکہ خوار ہی  
نخواہم کرد از دستش را من  
نخواہد از تو ہر کس آرزوے  
ندارم آرزوے جز لقا من  
چرا فایغ نشینم بے غم از غم  
کہ یار من ہمیشہ بہت با من  
زورد تو کہ ریشے پخت در دل  
نخواہم از خدا ہرگز شفا من

بہر وجہ کہ دیدم لے محمد

ندیدم در جہاں الا خدا من

ساقی قدے شراب پرکن  
زیں رو خوشے تو تازہ تر کن  
چوں مستی بادہ را چشیدی  
پر کردہ سبوت بادہ سر کن  
ہر منکر عشق را کہ بینے  
نامش تو ستور و گا و و خر کن

از غمزہ اگر کشادہ تیرے چشم و دل خویش را سپر کن  
 ابرو سے بتے اگر بیدی از صخرہ بگرد و قبلہ بر کن  
 مغذور بدار گرچہ پس فت بر جعد و سرین او نظر کن

بوالفتح بنوشانہ خوشنماش

از غیر حرف دادے خذر کن

منم آن فت ز خویشم اللبناں اللبناں  
 نہ مرا بچھے و نشامے نہ مرا صیدے و دامے  
 نہ مرا مانے و جا ہے نہ مرا بانے و چاہے  
 نہ مرا ملکہ و ملکہ نہ مرا بحرے و نسکہ  
 نہ مرا فقرہ و قیسے نہ امیدے و زبیتے  
 نہ مرا چینہ و دانہ نہ مرا صحنے و خسانہ  
 نہ مرا دروے و درماں نہ مرا سرفے و سماں  
 نہ مرا ننگے و نامے نہ مرا صحنے و بانے  
 نہ مرا اثرے و عمارے نہ مرا کائے و بلے  
 نہ مرا ریش و نہ ابرو نہ مرا سبت و فے مو  
 نہ مرا فردا و دینہ نہ مرا ستہ شبنہ  
 نہ مرا خرقہ و گبنک نہ مرا کاسہ و صحنک  
 نہ مرا فوطہ و لانگے نہ مرا نامے و بانگے  
 نہ از آدم و حوا نہ من از پستی و بالا  
 نہ مرا صافی و دروے نہ مرا سبجہ و وورد  
 نہ مرا گلشن و گلخن نہ مرا دوست نہ دشمن

فارغ از مذہب کثیم اللبناں اللبناں  
 نہ مرا پختہ و خامے اللبناں اللبناں <sup>۲</sup> نہ مرا صبح و شامے  
 نہ مرا سرور و رانی اللبناں اللبناں  
 نہ مرا دروے و نسکہ اللبناں اللبناں <sup>۲</sup> نہ مرا ننگے  
 نہ مرا پارہ گلیمے اللبناں اللبناں <sup>۲</sup> نہ مرا ننگے  
 نہ مرا موسے و نشاء اللبناں اللبناں  
 نہ مرا کفر و ایمان اللبناں اللبناں <sup>۳</sup> نہ مرا دروے و درماں  
 نہ مرا خواجه نہ غلامے اللبناں اللبناں <sup>۳</sup> نہ مرا ننگے  
 نہ عزیزم و نہ خوارے اللبناں اللبناں  
 نہ مرا کجملک خوشخو اللبناں اللبناں <sup>۳</sup> نہ مرا کجغشور  
 نہ مرا صلحے و کینہ اللبناں اللبناں  
 نہ مرا اتیک و تلنک اللبناں اللبناں  
 نہ مرا کیسہ و دانگے اللبناں اللبناں  
 نہ من اینجا و نہ آنجا اللبناں اللبناں  
 نہ صلا حے و نہ دروے اللبناں اللبناں  
 نہ من باتو نہ تو با من اللبناں اللبناں

نہ منم عاشق صادق نہ منم فاسق ذایق  
 نہ منم خواجہ واثق نہ منم بندہ رایق  
 نہ مرا بود وجودے نہ مرا جو کوشہوے  
 نہ منم <sup>۳</sup>بند توئی سید و شیدانہ تو از مائی و با ما  
 نہ مرا و صلی و فقی اللبناں اللبناں  
 نہ مرا و صلی و فقی اللبناں اللبناں  
 نہ مرا و صلی و فقی اللبناں اللبناں  
 نہ منم شاہ و گدائے نہ مرا فکرے و رائے

نہ مرا قیلے و قالے نہ مرا وقتے و حالے

نہ مرا بال و بائے اللبناں اللبناں

ای جوان گر عشق بازی جو دکن  
 بر درش گرا بیتاکے با بیت  
 دل بیاز و جان بیاز و دین ببا  
 صرفہ جان میکنی در عشق اگر  
 بر خوری از عاشقی تو آنگے  
 خویشتن را پھوود تر بسوز  
 از وصال او تو آنگے بر خوری

شاید بازار را خوشنود کن  
 ہر چہ او پائیش بود موجود کن  
 پس ز سودائے محبت سو دکن  
 نام خویش و ہم نقب مردو کن  
 خویشتن را نیست کن با بود کن  
 تا شوی خوشبوے عین دو دکن  
 ہر چہ یار تو ترا فرمود کن

بائیں

اے محمد نیت نابودار شوی

شایدت پس نام خود محمود کن

آمد بدت غریب و مسکین  
 باویج کسے ندارد اے لے  
 ہر جا کہ رود کسے نہ پرسد  
 رخسارہ خراش ز آب دیدہ  
 جی پارہ درو مند و غمگین  
 بنمود و لمطف یار تسکین  
 بر ہر کہ شود کسند نفیریں  
 در سینہ تراش رنجہا میں

اورانہ حریف و یار محرم  
 گریخ بہ فسقِ او برانی  
 اورانہ قرین و دوست ہم ہیں  
 او گوید شاہ و تاج و تختیں  
 پاکست دلش زانہ از این  
 اورا تو مرانِ خشم چندیں  
 بر مردہ کنی چہ چیز سکیں  
 پر و اچہ کنی بسوے پرویں  
 آمد بدرتِ غریب و مسکین  
 ای ارحم الراحمین چہ دانی

کن رحمت کہ برورت قنادہ است

بوالفتح گئے است نیک گرگیں

دیوانہ و عاشق شد مہر بسل آں شیریں سخن  
 گر بوسہ برب زوم از نبی رضائی خشمِ حمیت  
 سازم فدا بر پائے او از دل ہیں این جان و تن  
 کینہ بکش خشمے کن کی بوسہ رات و وہ بزن  
 گر تو نیابی لذتے دشنام دہ سیلی بزن  
 در مجمع یاران ما باشی تو کشمیعِ انجمن  
 کز تو ہمہ نور و خوشی وز ہر خیز و سوختن  
 گر بوسہ بخشی مرا آسودہ گرد و جان و تن  
 در چشم مردم را کند او ہمیش و بے بوختن

بوالفتح عاشق کہنہ نو نو گزیند مرے

مردم ملامتہا کشد از ہر کہ باشد مردور

نشکایت یار سہم بریا گفتن  
 اگر یارے جفاے کرد با تو  
 چہ خوش باشد نہ کہ ہر بار گفتن  
 نہی شاید براغیاں گفتن  
 شبے با ماہ روے گز خفتی  
 نباید قصہ این کار گفتن

حدیث قبصہ مستی و مستان  
اگر صوفی شدی شرمت نیاید  
حرامت باو ہر شیا گفتن  
حساب تنگہ و دین گفتن  
گلہ از جامے و از خمارش  
ترا منع است بر خما گفتن

ابوالفتحی محمد انشاید

سخن از وصل در باز گفتن

آن جوان ہم جان و ہم جانان من  
نظم بر خود میکند بر یار ہم  
عشق او ہم درو ہم در مان من  
اوند آن خود شود نے آن من  
او میان سرکشاں سلطان من  
او میان گلبناں شبگفتہ گل  
من در ان خلوت کہ با یار خودم  
من بروں از خویش بودم تا کی  
شد کیے اندر کیے اثنان من  
منته بر من نہد منان من  
گر عیاں را با بیان جمع آورم

اے ابوالفتحی محمد باز آے

باز آمد نیست در امکان من

نخزہ برن تو دل بے منت بنہ بجان من  
بوسہ اگر ز دم چہ شد باز و کرشمہ چیت این  
جان و جہانم آن تو درد و نعمت آن من  
لعل لببت سیمہ گمان ہست گم شدہ آن نشان من  
ہر چہ کنی ترا سز و یفعل ما لیشار توئی  
قہر مکن کرم بکن زیدت اے جوان من  
من تو تو بمن یکے عین تو شد عیاں من  
نقش تو در ضمیر من نام تو بر زبان من  
دیدہ شدہ بعینہ مردم چشم من توئی  
نہست بجز تو دیگرے سچ جسم و جان من

ہر کہ محمد احمد است و احمد را احدہ سخاں

آہ حجاب من شدہ میمے کہ در میان من

باشد کسے ز عشق مرا امید نشان  
 آنگوز خویش نخیب است با خبر سہاں  
 اطلاق نام عشق روانیست بر کسے  
 کز جو ریار خویش کند نالہ و فغاں  
 ز قتم بگشت باغ کہ سبب ستم مثال با  
 سرے و گر کجاست چو کبکے سی ریا  
 گویم بید سر کہ بکش را خراب شد  
 مارا عجب کہ چونہ بید است و رگمان  
 مردم و ریں موس کہ بمیرم بہ پیش تو  
 کارم سجاں سیدہ و آخر شد تو ن  
 عاشق شکم پرست نباشد جوان  
 روحانی نباشد محتاج آب و نان  
 چون من خرابی از بحر عشق نیست  
 بوالفتح را پیر بن بخر این و گزشتان

خوب رویا تو کر شمشہ نازکن  
 عشقبازا عجز و زاری سازکن  
 ساقیا یک جرعه در کام ریز  
 مطربا یک نغمہ آغا زکن  
 سرو قد اباش با سمت بلند  
 گلغذرا خارا را انبازکن  
 شاید تو خود پرستی را بباش  
 غمزه زن از سیم و زرا غمازکن  
 گیرے تو شیخ وقت و مرشدی  
 میل مع الاسلام شئی بازکن  
 پیش کند وی کبش نغمہ بدہ  
 انگے بر مردمان در بازکن  
 نقد را بانسیہ تو یک جانبہ  
 می شود قصہ دراز ایجا زکن  
 بوسہ را اگر او اشارت میکند  
 خویش را متان بہ باز و سازکن  
 نیست مقصودے و موجودے مگر  
 واحدنی واحد اعبا زکن

با سیم و زرا  
 انبارکن

اے محبت پرستان کا فراند

حق پرستی را کیے ابرا زکن

قدم من را خاناں کن  
 درد و اندوہ را بدرماں کن  
 حبد را شانہ زن فراہم کر  
 خاطر جمع را پریشان کن

آن سیہ زلف رازرخ برگیر کفر مارا بدل بامیان کن  
 مشک و عویٰ طیب کردے جعد بکشا و بس پشیمان کن  
 بوسۂ التماس گر بکشم کرم خوشین و وچندان کن  
 گر تو داری سب باغ دل گردی گل و میوہ بحیب و دامان کن  
 اسی ابو الفتح ستر باز بگو  
 زیرہ را ہم سبے کرمان کن

عکس  
 سحر

جہانے یار الے دل و فاداں اگر گردی و بد آں را صفاداں  
 اگر تیغے زند بر سر زہے لطف اگر تو دم زنی جہل و خطا دان  
 اگر عاشق شود زان لعل متان در ان حالت زند بوسہ روادان  
 ز جو یار در دل گر خراشے است تو در وریش راعین و دوان  
 چه پندم میدہی اے ز اہد وقت تو مارا بد بگو وں را و عاداں

محبت مایہ رنج است و محنت

محمد حسن خواہاں را بلا داں

## ردیف واؤ

مرا ایسے است در خاطر اگر گویم کدام است  
 زباہ زبا و لعل میگویش جہانے مست می گرد و  
 صبا از جیب و دامانش و بد بوسے بگلزارا  
 پیاد را مثل باشد و چشم مست غلطانش  
 جہانے بتلا گرد و بلائے خاص و عام است  
 شگفت آید ہمہ کس را ندانم تا چه جام است  
 صبح از تابش عارض نگہ کن مہر و ام است  
 وے مے پر بہ پاید مگر ساقی مدام است

زر خسار و حین او ہزاراں مہر می تا بد

قد و بلاش اگر مینی ہی سہر و تمام است

سہی

مرا افتاده است با آن دو گیسو  
 شدیم از قبلہ اسلام پیرا  
 اگر عاشق شدی جو رو جفاکش  
 مراد رول نباشد بیچ شخصے  
 اگر یک بوسہ خواہم سبکت  
 اگر بر لئی عاشق شدستی  
 ندیدہ دیدہ ام روے غنودن  
 میان چشم و دل میرفت گفتمے

نہا دم دین و دنیا را یک سو  
 چو دیدم عین محراب است ابرو  
 نہ آنکہ نیکوئی باشند بد خو  
 در آن محضر کہ نیست الا کہ یا ہو  
 نہ بخشہ آں مکار بشوخ بے رو  
 بکن از خویش و از بیگانہ یک سو  
 مگر آن چشم فتنہ کرد جادو  
 کہ عاشق من منم یا آنکہ تو تو

ابوالفتح از رہ انصاف گفتمے

محمد راست میگوید کہ ہر دو

آن یاری یار و محسرومی کو  
 آن طیب و طرب نگار و ربر  
 مے خوردن و مہدم پیایے  
 آن وقت جماع خوب رویاں  
 آن رقص و سرود و دف و دنگ  
 آن ساقی سادہ باوہ بخشا  
 آن بوسہ و آن کنار و آن گلزار  
 یاراں کہ بیکد گردا رفتند

از صدق و صفا و مردمی کو  
 آن مشرب و عیش و خرمی کو  
 آن مستی و ذوق و خرمی کو  
 آن صحیح عشق و بہد می کو  
 و آن خندہ بگلے بر کمی کو  
 باناز و کرشمہ مردمی کو  
 و آن رنجش و صلح و رہمی کو  
 آن حال مستی و درہمی کو

بو الفتح بدر و سوزے بر

آن یاری یار محسری کو

عقببازی اگر ببازی تو کار و نسا و در سازے تو

رہا  
 نیکوئی  
 نیت  
 محضر  
 یا ہو

خندہ  
 برد

سہجات

و رہدرد و غمت قرار شد  
 نہ تو در بر نہ یار در بر تو  
 خوش بزنی مرد بے نیازی تو  
 برچہ زئی و باچہ سازی تو  
 گنگہ چومو می نمی گدازی تو  
 گنگہ چومو می نمی گدازی تو  
 فرد باشی و سرفرازی تو  
 قد بلندی و مودرازی تو  
 چند بر ز بد خویش نازی تو  
 برچہ ہر جانبے گدازی تو  
 گر خدا را سچی شناس شدی

نورور

پہ

ای ابو الفتح خواروزاری

بایدت ہر نفس گدازی تو

می بینی آن خواں خوشخو  
 آن قلب بند و راز گیسو  
 آں ماہ جبین ز سرہ رخسار  
 باہ میچ کیے نکر و یک سو  
 با جملہ جہاں نفاق بازو  
 گوید تو منی و من ہمیں تو  
 چون نیک نگہ کنی بدانی  
 اسرار کشیر آں و و ابرو  
 آں چشم کشادہ چشمکے زد  
 بر بست خیال سحر و جادو  
 و ان پنج بے کفر راست بازو  
 آں حسد نگر کہ مار خانہ است  
 آں حسل شکر کہ خون نوشد  
 و ان خال کہ کافر است ہندو

بو الفتح مدار استوارش

آں ظالم کافر است بد خو

گرچہ پیری و یا جوانی تو  
 عشق را پیشواے خوشین سنا  
 عشق را با زما توانی تو  
 کم نگر دی و کم نمسانی تو  
 لعل میگویش را کہ بوسہ زنی  
 واکہ در وہم و در گمانی تو

حضرت خواجہ ایرغز را برویکشہ بہت دشتم ذیقہہ سنہ ۸۰۰ رقم فرمودند

عشق را نقد وقت خود می سنا  
باش باقی بد افسانی تو  
گر خیال لبش بدل داری  
روز و شب مست و شادمانی تو  
گر شوی درد نوش و غم آشام  
ایمنی خفت در امانی تو  
وانمی لخط سچمش شد  
ای محمد چه ناتوانی تو

## رولیف صا

یار اجمال شمع رخ را تو دیدی  
پروانه وار گرد چرخ پرید  
خامی تو بسج و دو چرخ غم خورد  
خوردی تو گرم و سرد جهان را ندید  
فوق شمار و راحت مستی گرفت  
گله بناز آن لب میگوں مکید  
یا شرط عشق را بکس باختی گه  
ذوق وصال و درد فراموشید  
و تفت پیای تو شکسته است خا بجر  
گاهے جو سل آن تن گلگون سید  
معضوت تو گاه بخشم از تو زنت است  
وانگه بصلح آمد در بر کشید

بوالفتح راستی که جهان اندید

فی راحته چشیدی و نغم کشید

منم در عشق بازی پیر گشته  
ولایت در دو غم را میر گشته  
نہم در سر پریشانی ضرورت  
کہ زلفت پاکشان زنجیر گشته  
مگر جبدش پیچید در گلوم  
شدم دیوانہ و تزویر گشته  
وضوے عشق را بر قول عشاق  
زخون دیدگان تقدیر گشته  
جوانی عشق در پیری فراغت  
تو گوی مشک بوده سیر گشته  
مرا عمرے است و خواب گذشتہ  
بتقوی و عبادت دیر گشته

۳  
عشق

۲  
۱  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

مگر دارند خواباں استوارم  
شود وصلے بدین تدبیر گزشتہ

کدام آن دل کہ دلبر برگزیده  
خوش آن عاشق کہ با معشوق پیوست  
کدام آن سرکہ آن سرور گرفته  
پس آنکہ عشق را از سر گرفته  
زہے دروے کہ در عاشق تو ہی  
زہے یارے کہ کاسے برگرفته  
چہ کار آید نبات و انگینش  
کسے کہ لعل تو شکر گرفته  
ترا ناز و کرشمہ شد زیادت  
نہال عشق ماہم برگرفته

ببازی گفت ریزم خون اورا  
محمدا میں نکو اختر گرفتہ

آن سادہ کہ ہمت خواجہ زادہ  
اورا ہمہ روز نیست کاسے  
دین و دل من سب بادادہ  
جز گشتن باغ و نوش بادہ  
آن منخ بچہ را ہر آنکہ دیدہ  
این دولت ہم شود میسر  
گر عاشق پارسا است زاہد  
بوالفتح اگر تو عشق بازی  
و انگاہ بدست یار سپار  
ہر سو کہ بر و بر و کشادہ

در کعبہ و کلمیہ ماہم  
اخلاص و ورع بادادہ

عمر را کردہ انداندازہ  
عمر را بر مثال حصے دا  
نیست ازوے گذشت اندازہ  
لیکن آن حصن را نیست دروازہ  
ای جوان این گماں است در خود  
ہر دم این درخت میشود تازہ

این نزل در جوامع الکلم در لفظ روز چہ شب بستم ذی الحجہ سنہ ۱۰۰۰ مرقوم شد

۲۰

۱۰  
۶ ہرے اس

بلکہ ہر روز در زبول زوال      لیک رفتہ است قسمت اندازہ

ای محمد نو نمود است رو

در نو و باز خاست آوازہ

تو کردہ زلف را شانہ جہانے گشتہ دیوانہ  
 نہ چون تو دوبرے باشندہ چون من تا بید  
 رخ تو کعبہ جاغم خم ابروے تو قبلہ  
 چرا باد و تان خود بلطفے پیش می نای  
 الا ای یار سیمین تن وجود از من می پوئی  
 نہاں شب میخوری و روز بسجادہ نشینی  
 بروے همچو شمع تو دل من باد پروانہ  
 دوائے من جفاے تو شدہ است ایاز شا  
 لب میگون تو یار اول بار است مینجانہ  
 چرا از آستانے خود شوی بجرم بیگانہ  
 کہ یک جان تو ہم آخز مشوار من جداگانہ  
 محمد شیخ تزویری نہ نیست کار مردانہ

نبرد عشق بانسی شوران زرد و غا خانہ

تو خامی اے سپر جلے نخوردی سچتہ کیدانہ

نقش نگار خاتم دل را نگینہ  
 ہر چند مغلسم ز نقد وصال یار  
 لعل لب و دہانش می رافیتہ  
 از درد پھر بہت لبینہ و فیتہ  
 ز بید کہ سرفرو و نیار و سبوران  
 آنکہ ز بندگان تو باشد کمینہ  
 از جو رو از جفاش بہر دم چہ پریم  
 کہ ز درد سوزا دست سجاغم خزینہ  
 یعنی چینس بود کہ گئے آن نگار من  
 ناگاہ از درم بدر آید شبینہ  
 چون آستانہ عشق بغرقا افتد  
 جز درد سوز رنج ندارد سفینہ  
 آن آہ سرد ہر نفسے بر ہوا رود  
 ترسم اگر بر آید از سوز سینہ  
 لعلش اگر ز لطف مرا بوسہ بداد  
 آن میر غمزہ بر پنچشم است و کینہ

بو الفتح و ارباش بنبال نقد و

فردا ز مار صبلہ بانکار و سینہ

زلف تو کند ستم بہارہ  
 تنگہ بہنت شکر نشانہ  
 پستان ترا چہاں مکیدم  
 پس کویہ سرین ہر آنکہ رفت است  
 آن ماہ مرا بدست ناید  
 اے جعد دراز و خور و بہمت  
 آن منکر عشق را چہ گوئی  
 در عشق نہ اگر تو مہسیری  
 بین پیرہن و جو د کردم  
 گر ممکن نیست وصل خواباں  
 گردست نیرسد بجعدش  
 بواغ فتح اگر وصال جوئی

نم نرہ بکند جگر و و پارہ  
 لعل تو کند شراب خوارہ  
 گوئی نبات بہت دو پارہ  
 می باید کرد سنگسارہ  
 پیچیدہ برہن این ستارہ  
 لب لعل تنگ مکن دوبارہ  
 گادے و خزے و سنگ خارہ  
 بارے کہ باش یک سوارہ  
 در عشق ستاں ہزار پارہ  
 می کن تو زد دور یک نظرہ  
 دیوانہ باش سنگسارہ  
 چارہ نہ بود زکر و چارہ

گر عشق نبازی اے محمد

تو کیسی و چہ و چکارہ

جو ان مست من سینہ کشیدہ  
 جہانے زوشدہ دیوانہ ہر سو  
 تمش کرد او از نور و دوس  
 اگر سروے است ما نہ الیتادہ  
 و گر پری است عاشاق سہیل  
 خیال جعدا و مستانہ وارد  
 و گر گلبن بود خالی نیابند  
 خراہاں میرود گفت آنکہ دیدہ  
 چنین صورت خداوند آفریدہ  
 مجسم نیست این صورت گزیدہ  
 و گر باغیت بر مردم دمیدہ  
 و گر حوری است در دنیا رسیدہ  
 زہے بادہ کزاں گونہ چکبیدہ  
 ازین خاشاک و از خارے خلیدہ

من

نبا  
 ۱۲۲

چنین صورت مسلمانان بدانید      نہ چشمے دیدہ نے گوشے شنیدہ  
اگر بروے او خود عین قبلہ است      جہانہر طرف سمتش خمیدہ

ملا مت عشق بازاں انشا بد

محمد راست این وصف حمیدہ

جان راجی سپارم با سینہ کشا وہ      مست و خراب باشم رب لب لب نہا وہ  
حمدے خدای گویم نکرے بجائے ارم      شد عاقبت حمیدہ باب الکریم کشا وہ  
گر رحمتے بیاید باشد شستہ بر در      و مردم نیست مارا ابے بدر قنادہ  
براں غریب گوید سخن غریب و نازک      می تب تو لبے جوانمردانیک منم نہا  
جنت بکار ناید حور و قصور و فن      یک غمزہ بیاید باغ و حریف سا

گیسو دراز را اگر کاین قصہ مختصر کن

می باش بر در او روز و شبان شاہ

عزیزین بیایم  
عے بیوے  
حور و قصور  
جزایں

## ردیف یا

بہار آمد بگلزاراں خراے      بروے شاہد و ساقی سلاے  
بوجے باغ و صحرا خوش برائیم      بیک دور دوسہ پر خوردہ جاے  
دے یاران ہمدم را نمبر کن      بیر بر مطرب و میگو پیایے  
کنار و بوسہ گرشد میسر      لگو آنجا حلالے یا حراے  
اگر دستے ندا داں خواجہ زادہ      بیایں رو بہ پیش شو غلاے  
ازاں تنگ دہن زان لعل باریک      سخن کم کن نمی گنجد کلاے  
اگر درد لبری تو چپیرہ دستے      منم در عشق بازی خود تماے

محمد و خرابات و خرابی

## نکو کردی بر آوردی تو نامے

نوبت عاشقی است یک چند  
 باز بندیم دل بہ دلبندے  
 یار مہماں رسد چہ پیش آریم  
 جان و دل خود شد است اپند  
 بر زبان نیت جز کہ نام فلاں  
 میچکد سر چہ بہت در آوندے  
 عاشقان بت پرست و بدین اند  
 گمراہ را چہ میدہی پندے  
 ز اہدے دیدے بت رویا  
 فاسقے بت پرست شدرندے  
 باغبان قامتت اگر دیدے  
 بیخ و بنیاد سرو بر کندے

سروے بودے اے محمد تو

زلفش اردر بلا نیفگندے

نے جائے تحمل است وزاری  
 گریا رنگد با تو یاری  
 مطرب غزلے کہ دل نوازی  
 ساقی قدحے کہ غم گساری  
 اے نازک و آفریدہ از ناز  
 اے قطرہ ابر نو بہاری  
 اے سنگد لا و شوخ بے عہد  
 این نیت طریق دوستداری  
 آخرا کم از انکہ باز پرسی  
 اے سخت کماں چہ ستیاری  
 رسمے است قدیم این تباں را  
 اے دل تو مگر خبر نداری

بوافتح اگر تو عشق بازی

مسکینی و عاجزی و خواری

بجہاد شد نگارینا چہاں موزوں و زیبائی  
 کہ ممکن نیست جانے راز تو یکدم شکیبائی  
 خطاب لا شریک لک روائے کبریا ہی بہت  
 توئی پیرانہ خوبی ز تو زیباست زیبائی  
 چہانت دوست میدارم کہ محض دوستی تم  
 دل و جانم ہمہ عشق است منم با عشق یکتائی  
 بگفت دیومر دم من زبت رواں نظر دارم  
 منش لاجول میگویم کہ احق ترا از محسنائی

مراد دل نمی آید رود از سینه عشق تو      مرا از جان نمی خیزد که شینم بے تو هر جانی  
 کشاوة راز میگوم مرا دل بستگی است      من این عقد دل خود را نمی خواهم که بکشانی  
 نرا آراسته صانع چنانکه بایدت هستی      وے افسوس می آید بے خود کام و خود را

محمد آں جو افر دست که در پیری نظر بازو

تعالی الله ابو الفتح اخدائی را تومی شائی

مسلم نیت عشق و پارسائی      محقق نیت صدق و خود نمائی  
 ترا با عاشقان نسبت نباشد      که تا از خوشیتن سبیر و نیائی  
 ز به کم ممت و رسوا که باشی      بگفت خوش گر خود راستائی  
 الاے دلبر چاکب تواند      و ہی مار از بند غم رمانی  
 محمد تا تویی در بند هستی      بیشتر نیت که عزم ما برائی  
 حدیث عشق در گفتار ما نیست      چه پیوده تو چنین شاز خانئی

چنین گوئی جبارم بهم و خیال است

خیال خوش خیال دلربائی

آسوده دے ستوده جانے      با ایشته یک زمانے  
 وز خود قدے زند با خود      ملکه است و گرد گر جهانے  
 بر دار زرخ نقاب کیبا      از عالم عشق ده نشانے  
 اغماز زروے خوب حاشا      خود را تو ز خود مکن زمانے

تندس

از خال و لبش سخن محمد

کردار مکن و گرز بانے

کرائی

سروصل مانداری ز کجائی و سپرائی      اینجا که نیت جالے و آنرا که شد لائی  
 مینازومی نمائی هر خط و در فزونی      فریاد از تو مارا نظاره می ربائی

گزنازی ۳۰

گہ ناز نے نیاز سے گلہ ہے نیاز سازی  
چوں وقت کار آید گوید کہ عاشق بند  
من آن فلاں فلاغم سلطان وقت بستم  
یسمرغ قاف قبرم از آشیان قدم  
بہر جا کہ یار جوئی آجا حضور یابی  
بوالفتح را نگوی تا پر سد از محمد  
گاہے شرم و چپک گاہے بغضہ آئی  
با تو مرا چہ نسبت با ما چہ آشنائی  
تو کیسی کرائی زین مفلسی گدائی  
از لا مکان نہ استم شخصیم ہر کجائی  
اما وصال با ما حاشاک نزار خائی  
اور اجواب گوید فریاد ازین صدائی

گر این سخن نشنید و رجان طابم  
من از میان بخیرم ماندہ رہ خدائی

میاز خیرم ۳۱

اے یار عزیز می توانی  
یک بوسہ ز لب خوشنخشی  
حاشاکہ مرا میسر آید  
گیرم کہ سخلوتے نیائی  
اے نازکے آفریدہ ازنا  
پیش و پس تو نگفت کس بند  
سر دی تو دے چو کبک ز قار  
باقدر بلند تو درازی  
تاریکی شب ز عکس لغت  
آن یار مراست چشم ہرست

از بوسہ شود لب تو احساس

بوالفتح یقین است و گمانی

اے باد نوبہاری از راہ لطف یاری  
در گوش بلبلان گوی از گل خبر چہ داری

کے باز می بیاید آن فصل نازہ روی  
کے بچے گلے دار یا ہم ز حیب و دامن  
آن گل کہ دینہ گم شد امروز بازیابی  
دی رفت باز ناید فردا کہ گفت آید  
بے از خیال وصلے حاشا کہ عشق با شد

بوالفتح رافق سے از غیب نصیبے

گر یار تیغ را ندسرا تو بر نیاری

مگر او خاستہ از قمر چاہے  
مگر از آشیان جفت دوری  
چو من می باش در دوشام و فوج  
ترا من دوست می دارم و گریب  
چہ بد افتد ترا ای شاہ خوبان  
اگر خوانی و گران تو دانی  
محمد جز در شش دیگر در نیت

ز دست یار زد از سینہ آہے  
توی قمری کہ می نالی بچکان ہے  
کہ من ہم زین نمد دارم کلا ہے  
نکر دستم جز این دیگر گنا ہے  
اگر باشد گدائے نیک خواہے  
ندارم من جز این رہ بیچ را ہے  
ندارم من جز این دیگر پنا ہے

روم کنوں کجا آوارہ ایدل

بکرده مویسید و روسیہ

دلبرے نیت چوں تو یکے پیرے  
ہر کسے روے خوب دار دوست  
نقد ما را بدل بنسیہ مکن  
قصہ عشق احسن القصص است  
مادرش را سہی ازل نام است

بیدے نیت سمچو من دگرے  
اہل دل را بود دگر نظر سے  
ورونقد است وصل در خطر سے  
فہم این ستر کے کسند بشر سے  
مثل عیسیٰ ندارد او پد سے

لے بروز حیدست و نغم ذی بقعدہ سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند لے این غزل را نیز بروز حیدست و نغم ذی بقعدہ سنہ ۱۰۰۰ رقم فرمودند

گر آواز غمناست  
نزدت دروینہ  
۳۰  
سبائے

عشق و راجتہا و نعمان نیست      شافعی را نشد از و خبر سے  
 ماہ راقا منہ بلندے نیست      سرور نے مہے است نے مہے  
 سرو من ماہ رو بلندے سراست      دلبرے نیست سمچا و دگر سے

ای محمد بے عزیزی تو

دلبرے نیست چون تو بیک سے

دلہ را بتلاشد با جو انے      ز غمزداش نزار و کس امانے  
 بیک چشمک سباز و تیر و چنداں      فرو بالا کند ہر دو جہانے  
 لب لعلش بہ بیخوش نوش کردا      جگر خوارست ہر دم دستانے  
 صدف را در شکم و دوسلک لولو      لب و دندانش مستند در نشانے  
 دلہ از دست تنہائی بجا شد      چکویم بلکہ افتادم بجانے  
 غیورم من و ہر جانی است یارم      کجا جویم نزار داو مکانے  
 ز چشم مست او غلطیدہ خلقے      برآمد ہر طرف ازوے نشانے

محمد پیر گشتی توبہ کن

نظر بازی ز فسق آرد نشانے

جان و دل من پے جو انے      در ہر خم محوے او جہانے  
 مقتول بے وقالتش کم      برعل بکش مرا گمانے  
 برعل ببت سیاہ خائے است      از موت و حیات من نشانے  
 بر خورد ز عمر نیک بختے      با یار عزیز یک زمانے  
 گرایدت خلوتے میسر      با ذوق و فراغت امانے

بو الفتح مداہم بادہ می نوش

گر ہستی پیرو یا جو انے

محمد عشقبازی خوش خصاے  
شب و روز آں خیال خود خاے  
غم فرزند وزن کیسو نہ سادہ  
نماندہ در دلش میلے بامے  
اشارت بوسہ کردن چه مقصود  
عفاک اندھیائے بہت فامے  
ہمہ شب یا زلف ماہ رومے  
بہر صبحے دو چشم بر جسم بامے  
چنین سروے بدیں جن و کتاز  
نباشد در گلستانے نہامے  
لب او در خیال و وہم بامیت  
ولیکن نیت جائے قیل و قالے

محمد بوسہ زوا و از کے خاست

بودت در میان جزا حتمالے

سرو را استنا و بہتر چہ توراے کنی  
طوطیاں را بہ خموشی چو تنو گفتاے کنی  
ہر چہ بر با میکنی میکنم ہمہ مطلوب است  
لیک مارا می نشیکار و گریارے کنی <sup>باز</sup>  
یار گر فرمود لطف بوسہ را گشتی مجاز  
حفظ حرمت را تنگ گانے و از اے کنی  
ہر کہ در کوئے تو آید گاہ و بے گاہے آد  
حق و انصاف فرمودست تنگسائے کنی  
عقد لمحی بر سرو بس دعوی عشق ایاز  
آہ محمود این بلا از عشق بیزارے کنی  
اے ابو الفتح جو انمرد است با عزت و سال  
سر نہد بر آستانت و ترا خواے کنی <sup>بوالفتح آن جو انمرد است</sup>  
جد را خوش بر سرین افگندہ اے خوش نگا  
چند کس را پسرو این کار در کاے کنی <sup>بہن بوالفتح آن جو انمرد است</sup>  
اے پسرب را پوش و برقعہ بر رو بخش  
چند مرو ز ہر را سر گشتہ میں خواے کنی  
عشق آں صورت نذر نقش آن فانی کند  
عشق در ہر صورتے با فیض اظہارے کنی <sup>تورا</sup>

اے محمد عشقبازی را یکے رمزے بگو

ماہ در خود ننگری بس عکس انواے کنی

تو از سر تا قدم حسنی و نازی  
فریضہ گشت مارا عشق بازی

ہمہ عالم اسیر جعد تو گشت  
ترا زید نگار اسرفرازی

لے بروز چہ شنبہ ہنم ذی الحسینہ در لفظہ جوامع الحکم درج کردہ شد۔ در لفظہ روز یکشنبہ ہنم صفر ۳۳  
در جوامع الحکم درج کردہ شد۔ ۳۳ در جوامع الحکم در لفظہ روز شنبہ ہنم درج شد۔ درج شدہ است

سراں و سروراں را برورت سر  
 ترا چوں تو نظیرے نیست دیگر  
 نباشد زیورے زیبا ترے یار  
 محمد را نظر جز بر خدا نیست  
 محمد را مداں محمود غزنی  
 محمد را محبت فیض آنجاست  
 رسد بر مہ کنی کبر و کرشمہ  
 ضرورت خاست از تو بے نیازی  
 سز و بر شکل خوبے خود بنازی  
 بر اے دلبرے از دل نوازی  
 ندانی عشق بازی و حب بازی  
 تو خود را ہم سپنداری یازی  
 تو از سرتا قدم حسنی و نازی  
 سز و بر سر و بتانے کرازی

۲  
و تجازی۳۲  
قصود الہیات

قمر بالاست بالائی نزار و

کجاست آن سرور این کنازی

ترا حق داد و روے پر جامے  
 ز حن خویش انگہ بر خوری تو  
 بدیں حن و نمک ناز و کرشمہ  
 ترا ناز و کرشمہ داد چندان  
 ببت باریک بن نازک تنک تر  
 اگر کردے اشارت بوسہ بعلش  
 سوال بوسہ از بعل آن شاہ  
 و رخت سرو و نخل و شکر ہم  
 مرا بخشد عشق پر کس اے  
 کہ عشق من ز تو خواہد وصلے  
 نباشد مرد را دیگر مثاے  
 کہ ما را برد از حائے بجائے  
 ندار و احتمال قیل و قاعے  
 یقین گشتے نماندے احمالے  
 محالے بہت بل فرض محالے  
 نباشد سمجھو بالایش مثاے

۳۲  
نخل و سرو و شکر

محمد در جبلت غنقاہ است

نمی آید از و دیگر خصاے

صباے دلرباے مر جباے مبارک مطلعے میمون تقاے

لب میگون او یارب چه بعلے است کہ ہر دم میچکد از وے صفاے

۳۰۔ در جوامع الکلم در لفظ روز شنبہ است و پنجم ماہ ربیع الاول ۳۲۳ ھ درج شدہ است

اگر تو نپند گوی نیک خواہی  
مزی در دما را کن صفائے  
بخواں احمد و بردل زن بفرما  
مبادا در و این دل را دوائے  
ہمیشہ بودہ ام معشوقِ خواں  
کنوں عاشق شدم دیدم بلائے  
ہمارہ مالہ از دردِ حیراں  
وصالتش را نمی یابیم بقائے  
سرافرازم لعبدناز و کرشمہ  
اگر دستے رسد مارا بیائے  
بہ کیوسہ دو صد جاں می فرستم  
عزیزاں را یگان است بے بہائے

نمی خواہد خدا و ندا محمد

کہ سبب عشق خود را انتہائے

من آن نہ ام کہ تو دیدی تو اس نہ کہ تو بودی  
مزید در دمن کردی تو حین خویش افزودی  
نوید کشتنم کردی براں بشارت شادوم  
مگر مراد مزیدے بر آمد دست بزودی <sup>سرت</sup> <sub>مگر مرادم بودے</sub>  
وے ز عادتِ سختم نہ رسم کار تو دانی  
بہر کہ وعدہ کردی تو روے خلق نمودی <sup>دائیم نمودی</sup>  
گراں سرینے کردست ز آب چشم غرق  
فسرود آید کشتی نوح بر کہ جودی  
در از بادِ عمر شش کہ برد جانم از تن  
و گیسو کہ کشادی ز عقل و موش بر بودی  
نہفۃ عشق نیازم شوم فضیحت و رسوا  
ز شک بوے نیابی مگر کہ ناف کشودی

بوالفتح عاشق گشتی مدار باک ز در دم

بگیر ذوق محبت مباحش آنچه کہ بودی

بیاساتی بدہ پر کردہ جامے  
گوز نہار طے را حرامے  
براقے بچوں برقے را کن زین  
منہ بر سر قلائے را لگامے  
ندارم منزے از خویشتن و دور  
بیائے خویش را عم کید و گامے  
بیک گامے گذارم ہستی جاں  
بدیگر گام گوید حق سلاسمے  
کجا جبرئیل تا سوزد ز تابش  
کجا عمرش است تا سازیم باسے

صبا حے یا مسائے نیت با ما  
 نہ من زما ربے تسبیح سازم  
 نشاید صبح اینچائیت شامے  
 من اویم او من و لیکن بہ کونین  
 نہ ام خواجہ نہ من بہتم غلامے  
 ہمیں مرغے است دانہ نہ دانے

مہد رفت از خود وہ درینا

ازو باقی نہ ماندہ جز کہ نامے

جاناں تو حسن خویش بخشائے  
 یک بوئے التماس آمد  
 از جرم و گناہ ما تو باز آے  
 اے ہر کہ نہ دید روئے خوبت  
 یادوشے بزن و یا بفرمائے  
 گر عشق بقہر خویش تا بد  
 اے وائے برو ہزار صدوائے  
 بوالفتح بہر طرف سپر پوی  
 کس را نبود قرار بجائے  
 ماہر و نافر تدریم بکیاے

اے سید پاکے اوہ شہباز

زین گفت و شنو و خوشین باز آے

نہ نوشم جز شراب عشق بازی  
 نیارم ہر فرو جز پیش سروے  
 نہ پوشم جز لباس کار سازی  
 نخواہم کرو کہے جز کہ دل را  
 نیاموزم ہنر جز ترک تازی  
 چہ باشد مال کس مسکین گرفتار  
 کہ باجے ہر نفس در کبر و نازی  
 ترا ہم نیت الا سہرازی  
 ترا گیرم نداری استیلاے  
 نشاید کہ و این حد بے نیازی  
 یکے بیچارہ امتدادہ میرد  
 تو در عیش و خوشی و ناز بازی  
 محمد پیر شد در خدمت تو  
 مہد خواری و زاری و گدازی

وگر تخف مرا ہر بار گوی

## کدامستی کہ با عشق بازی

مرا از خوب رویاں شد نصیبے      کہے اندوہ و غم کہ لطف و طیبے  
 برنجے مبتلا کردست خدایم      کہ از دے بہت عاجز ہر طیبے  
 اگر در سایہ بام تو یارا      شود آسودہ مسکینے غریبے  
 ز جاہ و وعز تو یعنی چہ کم شد      جوان مرد اتونی آخر لیبے  
 نہ بیند چشم روئے خواب و راحت      بدل باشد اگر مہر جیبے

مدہ پسندم کہ باز آ از محبت

مصحح راست از خوباں نصیبے

اے یار اگر چہ بے نیازی      بزرگ شرفے است دل نوازی  
 آن عشق حقیقی است بیشک      آزا کہ تو گفتے محبازی  
 می سوزم و میسیرم از اندوہ      گویند کہ اینست عشق بازی  
 اے عاشق مستمند چونی      در مہر نفسے تو در گدازی  
 اورا سہر و صل نیست با ما      مارا نہ دے صبور و راہی  
 پائیندہ نما ندھن ہر کس      بریک و و نفس چہ سرفرازی

از بند وصال حیر و ارہ

بواستح اگر تو پاکبازی

اگر تو سرگذست من بدانی      مرا جز سیدل و مسکین سخانی  
 بکن ہر چہ کنی زیباست شاید      سرت گروم مرا ازور نہانی  
 چہ تلخیہا کزاں غمزد کشیدم      بخش دار دے کشیریں زبانی  
 مرا ابروے تو پیوستہ قبلہ      بسوے کعبہ و صحرہ چہ رانی

چہ چنڈیں در سرت حرص و موہبا

## محمد گشتہ توشیح فانی

گہ گہے گر بکوائے ما گذری  
 غمزہ اش ناو کے کہ پرواز د  
 اے کہ منکر ز شیوہ عشقی  
 اے مذکر چہ سپند خواہی داد  
 چوں تو خوبے کسے نشان ندید  
 سر و متدی و راست طبعی ہم  
 باشدے این طرف دے نگری  
 عمر جان خستہ را کند سپری  
 نیستی آدمی کہ رو تو خسری  
 تو کہ از سہر عشق بے خبری  
 کلکی و صف و چہرہ چو پری  
 گل قبا پوش و سیب سبز تری  
 اے محمد تو عشق باز کنوں

نیت کاین اوست تو دگری

مکند محبت تو بر حلقہ دے  
 لب انگور تو با وہ چکانے  
 ہمہ آزادگی خواہند از حق  
 بے مقول و قاتل نیست پیدا  
 سہریں چوں کہ کمر بر مشل کاہے  
 اگر دنیائے حبش دش گرفتگی  
 منم گر پس روز ما دو عباد  
 خم ابروے تو محراب عامے  
 خدو حال تو با ہم صبح و شامے  
 ترا خواہم شوم کم تر غلامے  
 وے بر لب خون خوارا تہامے  
 عجب کاہے بود کہ راقیامے  
 بلاو کرد را مسکین سلامے  
 وے در عاشقی ہستم اما مے

محمد نبی مرد ملامت

نہ در عاشقی مرد تہامے

ترا داد ندر روزے چند شماری  
 برو خوبے بہیں و بادہ را نوش  
 چہ بر خوردی ز عمر خویش یارا  
 چرا بر خویش خود را می گماری  
 گہے سہرست باش و گہ خمار ی  
 وے با خوب روے بر نیاری

۳  
آنکون

۳۳  
بلاو کرد

۳  
جی نوش

بکو سے می فروشاں رو بگشتے      بکن باخبرویاں عہد یاری  
 ترا باخیر و شکر کس چہ کار است      بنقد وقت شوگر مرد کاری  
 ترا از مے نشد گر آبروی      بنزد عاشق میخورد و خواری

محمد گریب بازی عشق بازی

تو آنکہ ابلہ و گاو و حمار ی

مرا با کس نمازہ صلح و جنگے      مرا اقامدہ از سر نام و ننگے  
 مرا معذور و اید اے فیقاں      دلم پردہ جو آنے شوخ و شنگے  
 منم سر مست ہر بازار و کوئے      نخورد کستم اگر چہ سے دینگے  
 خوشم ز آنچہ رسد از تو نگارا      ز لب لوسے و از عمرہ خدنگے  
 کنم من جان سپاری چون سازم      گرا ز برگ نوا بازیم رنگے  
 بجاں بازی مرا فرمان دہی گر      بیازم در زماں نبود درنگے

کہ از برگ نوا

محمد نیست نابودی مگر تو

ترا با کس نمازہ صلح و جنگے

بمثل ضم و فادارے ندید تم دگر یاے      بقا با داترا اے غم توئی یار و فادارے  
 مرا یاران ہی خواند سوئے باغ و بتا نہا      مرا بے گل رخے رستہ بیمنہ چند نوحاے  
 من آنکس را کہ می خواہم اگر با من نباشد او      چہ گردم من بہ گلزاراں چہ کار آید چمن پارے  
 مسلمانان مسلماناں از اں بی در و فریادے      دلش با مردماں با من چنانکہ بار بردارے  
 خیال حجد او کردہ مرار سوا بہر حسانہ      پریشاں ساختہ بلکہ بہر کوئے و بازارے  
 دلم بر بود و دلدارے تمم گارے و خوشخوارے      سرین اوست کہ سارے بر اں حجتیں پارے

جہاں چو نہ بسر آید محمد مونسے باید

بمثل غم و فادارے نیابی در جہاں یاے

بیاکہ برہمہ خوبان شہر سلطانی  
 اگر تو ناز کنی سبکناں نیاز کنند  
 سزد کہ پیش تو خوبان کنند شناخوانی  
 وگر تو سر بفرازی رسد کہ شایانی  
 بیک کر شتمہ و چشمک دل از جهان بی  
 ہزار توبہ بگردم ز عشق سیم تناس  
 ترا بدیدم و آمد بہ پیش حیرانی  
 چہ درواست کہ دارم از نیچاں برد  
 چہ داغہا است کہ دارم ببینہ پنهانی

اگر ز عشق کنی توبہ مردویں نہ  
 وراے عشق بود ہر چہ باشد آن فانی

کمند جعد تو بر حلقہ دای  
 فوای درو مطرب می نوازو  
 امیراوست مرخا صے و عامے  
 ز غصہ ساقیم کند سلاے  
 مرا یا راں منی داوند یاری  
 صبا حے حسدہ بز نخت بد خود  
 مرا شاہد نمی گوید پیامے  
 یہ گریہ میگزارم نیز شامے  
 حدیث عشق نطق ما بہ بستہ  
 نمیدار درو اگویم کلامے  
 ہزاران درو و غم را اختیار است  
 بقائے درو را باد انتظار است  
 ہماں سوہرت دل را اہتمامے  
 وصال خوب رو ہم و خیال است  
 مراد عشق بازی ہست نامے  
 توئی شہرت سخن خوب روی  
 محمد را شوایے خواجہ غلامے  
 اگر خواہی کہ دانی عاشقی چیت  
 نہا تو روے از بالائے بامے  
 مہ نومردمان را انتظار است  
 تو صید عقل را ہستی چودامے  
 بیاکہ خوب روی نیک نامی  
 توئی درو لبری سختہ نہ خامے  
 اگر تو دل ستانی باز ندہری

مرا مردن روانہ بود محمد  
 مرا شاید کشد با صاف جامے

امروز مراست روزگارے  
 از گلبن او ببل خلیدست  
 الحمد خداے آسمان را  
 دیوانه دست او شدہیں  
 ہر جا کیے ہست بادہ بخارے  
 آں بادہ کہ از لبش چکیدہ آست  
 وانشہ کہ ندارد او خماے  
 از دور و دلم ہر کہ گوئی  
 گویند کہ راست ہست کارے  
 عشق من و حسن اوست ہوش  
 دلہار ابریں شدہ قرارے  
 نغمہ زن و گویے بازو سرکش  
 چون تو نبود و گر سوایے  
 اسی کج کلہ و بلند ہست  
 فراق ترا چون شکارے

زیبا تہو و بخاک پایت  
 بوج الفتح چہ کس کہ ام باے

مرا حق و او یارے دل پندے  
 تہے آشوب و لہا عشق بازے  
 کیے جزا کرا برو ہلاے  
 نحو ابد جان من بروے مگر کہ  
 ظریفی خوب روے نقشبندے  
 تو منکر عشق را یار احب خوانی  
 کیے زین لالہ رخ سر و بلندے  
 مرا غیثاں و یاراں نیکخواناں  
 بسنود بر سرش ہم چوں پندے  
 نمیدانداں ہشتے ستوراں  
 غریبے احمقے بلکہ کلندے  
 مگر جہد و سرین او شد ستند  
 ز راہ دوستی بد ہست پندے  
 نہ من تہا گرفتارم بدامش  
 مرا حق کردہ است خود ارجمندے  
 کہ چوں من ہر طرف ہستند چندے  
 مگر از زخم غمزہ در مندے

منم کز ویدگان خود بر شکم  
روا دارم بہر گردن کمندے  
محکم شکر حق را کن بھوے  
ترا حق داد ایسے دلیندے

اگر خواہی کہ ذوق درو گبیری  
نہان می باز عشقش تا مگیری  
حکایت کردن و نالہ گزیدن  
دو اسے درو باشد دل پذیر  
شہید بدر باشی ای جوان مرد  
بدرو ماہ روے گمبیری  
نہاے عشق بازی ذوق دارد  
ہوا ما خوش براں لیکں سیری  
ملاست نہ عزامت نہ ہے ذوق  
امیری نبطا ہر گر چہ سیری  
وقار و وقور عزت با تو باقی است  
اگر چہ خواجہ باشی یا وزیر  
زہے دروے کہ دارو دلپذیری  
زہے خمرے خمارے نے سلاخی

۳  
نسلات

محکم عشق بازے کہنہ بہت

ترا باید کز و این فن گبیری

بہ لوح دل مرا نقش و نگارے  
مرا بہت از خیالات روزگارے  
بہر جا کہ یکے مرغ ہولے است  
ہولے عاشقان بوس و کنارے  
ہمہ کس دوکتے را برگزیدست  
گزیدستم جفاکارے نگارے  
مرا معشوق من مہسایے شد  
بجدا مند کہ شد معشوق جابے  
چہ طعنہ مہیند در عشق زاہد  
مرا ہم بود روزے روزگارے  
بدیدم تا مغے مہی خوارہ را  
مرا افتاد باکے کاروبارے  
سرے بہادہ ام پیش چلیا  
مرا آن عزت و دولت کہ دادا  
پرستم ہر چہ یار من پرستد  
کہ گروم برد را و خاکسارے  
اگر چہ بت بود یا سنگ خارے

نہا تہ ہیرا کے

جواں مرواز بہ سبرِ حق مرا گو  
گر قمارم نہا تہ ہیرا کے  
محکمہ در میان دو منداں  
ترا ہم سیکند ہر کس شمارے

چہ خوش باشد در ایام جوانی  
کند ہر یک دگر را لطف و یاری  
میان ماہ رویاں مہر بانی  
زہے عیش و خوشی و کامرانی  
میسر خلوتے گر با جوانے ست  
مرازاں محل شیریں تلخ میگو  
کہ نزدماست آن شکر نشانی  
کہ بریای عزیز خوار مانی  
ترا آن دولت و غرت کہ دادا  
دو چشم مست او غلطانت ہر  
دو صدر بخور را بے نا توانی  
الا حب درازا کہ سرینا  
ز دم دستے کہ دانم دل گرانی  
خیال نعل تو مستانہ دار  
نہ ام مست شراب ار عنوانی

نہ کہ تزویر باشد چاہ جوئی

محمد عشق می باز و نہ سانی

اگر مسیرم بدرد مہر بانی  
سرے بر در نہادہ ماندہ امن  
مرا باشد حیات جاودانی  
تو دانی گر بخوانی یا برانی  
اگر خندہ زنی گلہا ببار  
و گر گریہ کنی ڈرے چکانی  
نمک حین تو دلالہ است مارا  
کند ناز و کرشمہ پاسبانی  
میان مانگنجد بزرگ ذوقے  
اگر داری تو حسنے پس بدانی  
ترا برو دو است ہر دو محراب  
فرضید شد نماز ما دو گانی  
وے ہاے اگر گرد و میسر  
تو آں دم را شمار از زندگانی  
اگر بوس و کنارے ہم پنخشد  
زہے عیش و خوشی و کامرانی

بدرد غم چہاں آسودہ ام من  
 ز چشم غلطانت رسید  
 نیا سایم چہیں در شاو مانی  
 نصیب من بلا و نا توانی  
 اگر تیرے زنی اے ترک غمزہ  
 سرینے کاں نگارنا زمین است  
 رواں از سینہ و جاں بگذرانی  
 کہے نہ بود بریں شکل و گرائی

محمد نظم میگوئی تو یانشہ

نبا شد نظم کس را این روانی

منی از حسن و خوب رونی  
 تو از سرتا قدم جمالی  
 زیرا کہ تعبینہ تو اونی  
 تو مومے دراز و مشک بوئی  
 جزا کمرسی و ماہ رونی  
 در تو صفتہ است از حدونی  
 ہر جا کہ زبان ز گفت و گوئی  
 بوالفتوح بہر بہت کہ پوئی  
 لطف و کرم است در تو بسیار  
 وصف دہن تو بہت یارا  
 تو منزل ما و من نیابانی

از خود ادوی

آراستہ چنانکہ باید

افسوس کہ نیک شت غنی

ز مہر شمع رخ پروانہ واری  
 بیک بوسہ دل مارا تو خوش کن  
 بسوزم گر کند این بخت یاری  
 قفائے چند برگردن شماری  
 بھدا اندمرا عزت و مخرے است  
 کہ میرم بر در یارے بنجاری  
 سگ دیوانہ ام کورا گزم من  
 کند با خاک کوئے یاری  
 تو چونہ میسکنی جان را سپاری  
 تو از برگ نوارنگے نداری

محمد عتق بازے کہنہ تو

ہمارہ تشنہ و بر غرق کاری

نداری

جوان مرد ابداری وصف جو دی  
 ہمہ شب در خیالے زلف و خالے  
 مرا گوئی چه و نسب لم گرفتگی  
 چه گویم چشم تو چه شوخ و دیدہ است  
 ز مجنون عشق و از نسلی نظر با  
 بجز جو روح فا و دیگر سبازی  
 مرا تو وعدہ کشتن بکردی  
 شراب و دراپر پر پیمیا

محمد عشق را افسانہ بخش

ہمارا محنت و غم را نرودی

ندیدم در جہاں یائے زہم مثل در غم خوارے  
 علیٰ نذا چنین آمد کہ شخصے نیک سخم من  
 وفاے مینو دی گزیمش غم مرا شادی  
 نشان عاشق صادق اگر گوئی ترا گویم  
 ز رشک و غصہ می میرم امشوق جانے  
 ترا اے سرور سزہت کہ باقد بلند ستم

محمد را موس در سر کہ او در سوز و غم میرد

نہ چیں پروانہ یک لمحہ و لیکن جاوداں آسے

اے ساقی مت من صفائے  
 اے سادہ سیا بوسہ و کناری  
 اے صاحب شتی و باغے  
 اے مطرب خوش نوانوائے  
 اے شاہد خلوتی حفاے  
 اے یار و رختی و ہوائے

سادہ پور

اے شیخ و قلندر و مولا  
 مارا سر سروری نباشد  
 اے زاهد استجاب و عوت  
 از بہر مزید عشق و دردم  
 باشم ہمہ روز و خیالے  
 ہر روز برم خیال و صلے  
 ایختہ وجود است عالی  
 بوالفتح دل از جہاں تو برگیر  
 اے مونس روزگار میکس  
 روز و سہہ بہت این شہود  
 میدار غنیمت اے جو نمود  
 اے خواجہ نشد مرا میسر  
 این اہل و ولد مرید و فرزند  
 مرغ و لہم از قفسن قنادہ  
 کے باشم من ز خود بر ایم  
 من باشم داود گر نباشد  
 امجد خدا کے آسمان را  
 مارا تو ماں کہ ما فتییم  
 طاؤس صفت پیش زانے  
 این جان من بہت وجوداں شد  
 بوالفتح بقدر وقت خوش باش  
 اے کوچک و نغزو باصغائے  
 ما یم سرے و خاکپائے  
 تسبیح بگو سخاں و عسائے  
 یک فاتحہ خواں با تجائے  
 من مانم و غرق آشنائے  
 ہر شام بگریہ و دوائے  
 الاکہ دوست ہو ملے  
 جانے نعم و بلے است و لا  
 تو در دریا کن و دوائے  
 نے مانم و من نہ تو بجائے  
 شو صوفی صاف باصغائے  
 ہر روز بمنزے و جائے  
 گشتند مرا چو بند پائے  
 روح قدسی اسیر سائے  
 پرواز کنم در اں فضاے  
 باشم در و را و رائے  
 داریم صواب بے خطائے  
 در ملکیت قدس پادشائے  
 باقی تو بد اں جہاں خدائے  
 جز من مطلب بہر سرائے

جانے نعم و  
بلے است

روح القدس

عشق

گر داری عقلی در اسے

وے دارم اسیر و قبلاے      تنے دارم گرفتار ہوئے  
 ہمہ کس اخیال غر و جاہ است      بماندہ خاطر مرا ابتلاے  
 مگر گرد و سر من خاک آن در      تنم چچید و پارہ بورایے  
 مرا ریشے میاں سینہ پختہ است      طبعیا اگر توانی کن و دوائے  
 گرفتہ نبض خود و دیدم رگ جان      نماندہ ست در من امید بقائے  
 مگر یک بوسنہ خشد مرا یار      ز حسن لطف بہ نماید بقائے  
 جہانے تازہ یا بم جانکے نو      نہ بنیم بیچ گوئے فناے  
 ندارد سینہ من آرزوے      مگر میرم سرے در زیر پائے  
 دے رنجور دارم تپ بہین است      کنم از غیر حق من احتماے

محمد از ہمہ غمہا برستہ است

نماندہ در روش اندک ہوئے

الاے ساقی خوشخو صفائے      الاے مطرب خوش گوئی نوئے  
 چہ پندم میدہی ای زاہد وقت      مزید در و مارا کن و عاے  
 قمار عشق بازی او فرہ برد      کہ با معشوقہ می باز و دغاے  
 ابو الفحیاز ہے دولت اگر او      دید و شنام و من گویم شنائے  
 اگر چہ نیت ممکن و صنف یار      مرا برابر و میدار و صباے  
 قوی گیسو دراز دست کوتاہ      کہ اندر ملک عشقی پاوشلے

ز من از صد رویں پر سید گویم

خرا بے ہست رنہے خود شنائے

فرما دمنم تو کہ شیرینی      باکوہ گرفتہ ام قرینی

گر عاشق کس شدی ضرورت  
 من عاشق تو تو یار معشوق  
 شیریں لب تست تلخ گفتار  
 ابروت بعینہ است قبلہ  
 گوئی کہ دو شہر یار سمرست  
 یک بوسہ ز دم بغیر اذن  
 با محنت و دروہم شینینی  
 مہتاب منم تو شمس و مہنی  
 شکر دہنی و زہرہ سینینی  
 وان غلطش چشم راتہ بینینی  
 دل زندہ بیکدیگر کسینینی  
 چندیں چہرہ ہی تو طاق بسینینی

بوالفتح خیانتتے نذاری

السخن کہ مودوبی امسینینی

مثل تونہ دیدہ ام جوانے  
 از ناز و کرشمہ نیک دارد  
 او سرو قدے است گلخدار  
 او ماہ جبین بلال ابروست  
 او بلع و بہارتازہ روی است  
 زین چاکب دست شہسوار  
 با جہد و راز مومے ابنوہ  
 تا بر سر عشق برتر آیند  
 شیریں شفقتے شکر دانے  
 میبازد خود بخود نہانے  
 بار یک کم سرین گرانے  
 جا دوگرے بہت سحر دانے  
 بالاش قیامت جہانے  
 زین تیز روے قوی کمانے  
 بزخانہ اوست نزد بانے  
 بینند جمال جاودانے

میگردد چشم بچھومتے

می افتد بچھونا تو انے

بسیتم نطق کا مرانی  
 خد کہ خوشیم و شادمانیم  
 با چنگ و رباب نامے و دفک  
 گشیم طواف شادمانی  
 نوشیم شراب ارغوانی  
 بارقص سرو گل فشانی

اندوہ ز ما بدور کر دی  
دوری است ز ما بدور دوری  
مخشوقہ مرا بپر ہمارہ  
از کاشس و از دینخ انوس  
عشق و من و ایر پر سے کیجاست  
در بوسہ و در کسار مانی

ہر یک زد گر جدا نباشد

بوا لفتح ہین است نگانی

خوش باد عشق و رجوانی  
او از تو نصیب خویش گیر  
خاصہ کہ بو ذنگار خوش غو  
گر پیر توئی تو او جو آنے  
از نعل ببت نصیب باشد  
مے خوردن شد مرا عبادت  
از چشم تو ویدہ شد اثر ما  
از چشم خوشت پدید آمد  
تعلیم بلند چہتے شد

لغفح شدی تو پیر تو بہ

تا چند اسیر کو دکانی

اے پیر باز با جوانے  
باریک بے است و خندہ باز  
با دام بعینہ است چشمش  
بین تازہ و تر و گر جہانے  
شیریں و ہنہ شکر فشانے  
لب پستہ و شے است خوش روئے

۳  
باشد مانی

۳  
شوی

۳  
بید

۳  
از علم شو

ماہیت و لیک بالاحت  
 سرویت و لے پلال ابرو  
 سخیلے است و لیک کبک ز قفا  
 سینے است و لیک وین احمد  
 کفرے است و لیک کفر فرعون  
 او یوسف ثانی است بہیات  
 بو الفتح بگو کہ اسے محمد  
 او تنگ لب و کشادہ سینہ  
 روے تو بہشت را نمونہ  
 دریاست و لے بر آب حویاں  
 جعدے است دراز ہچو پارے  
 او عاشق خویش تن ہمیشہ

۲۰

گوے کجا  
 رہند آ

گر ہستی آں جہاں نباشد

اوست فلان کہ یا نے

مراد و دل خیال زلف و خاکے  
 مراد و دی بہ پیا یا صفا دہ  
 مرا مقصود بہوشی و مستی است  
 لب میگون او و ہم و خیالے  
 دوسہ و شام دہ در مجمع خلق  
 اگر تو پردہ از رخ باز گیری  
 میان مردمان افستد نظر با

دل من گشتہ از حالے بجائے  
 بجام زر بکن یا در سفاے  
 گرفتہ وقت من در ول بلاے  
 بدم بر لب رسد باشد محالے  
 مرا شہرت شود و عز و جہالے  
 جہاں نے بخبر گرد و جلا بے  
 کہے گوید فلان است کس

فلان کہ یا نے  
 فلان کہ یا نے

۲۱

زند قمر برائے کشتن من      زمن هم می شود زین کوش فای  
 محکم برفس امید دارد      که چشم او کند باوقی فای  
 بزخم خنجرش پارہ کند دل  
 شہید عشق گردم بے مثالے

خوشی و خرمی و کامرانی      فراغ و عیش و عشرت جاودانی  
 میسر می شود بلکہ معتدر      اگر نوشی شراب ارغوانی  
 ترا حسن و نیک ہر روز افزویا      مرا افزو و مردم مہربانی  
 اگر باکہ سرینے خاطر تخواست      تراز پیش او تو پس بمانی  
 بخلوت بابتے فارغ نشستن      ابوالفتحاہین است زندگانی

محکم این ہمہ گفتار تو صیبت

یکے اندر یکے شد نصیبت ثانی

جان مرد اصباہے راضیائے      کنار و بوسہ دارم ہواے  
 من از لعل لببت دارم خراشے      بجز بوسہ و گرنہ بود وواے  
 بلب جان آمدست کیوں نہ فرما      قریب الموت را فرما بقائے  
 ز لون زلف تو شب تار یک      بیک خندہ جہاں را شد جائے  
 تبسم کرد عالم نام او شد      ز یک چشمک دو وعدہ گونہ بلاے  
 مرا در ولایت بنی دریاں دروغ است      کہ می گویند ہر دروے دوائے  
 اگر در دوا و منت عاشق صبور است      نذر و صبر را ہم احتمائے  
 محکم لامکانست زانکہ اورا      نباشد هیچ تعینے بجائے

گہے در میکدہ واپستریںے

گہے در زہد و تقوی امثولے

۳  
مقرر

۲  
بانی

۳  
آمد

۳  
ز لون زلف تار یک عالم

لعل شیریں تو شکر بار سے  
 زلفِ توتار و شبِ یلد سے  
 بیچ سروے بمبشل قامت تو  
 دین و دنیا مرا چپہ کار آید  
 بوسہ لطف کر وہ چومرنج  
 گشت گلزار و باغ خوش باشد  
 در جہاں بیچ چہیز بہتر نیست  
 گر یہ پرسی محمد است عاشق  
 ہمہ گویند کیزبان آرسے

جوان من جوانے خود نامے  
 حریف من حریف خوب طبعے  
 نگار من نگار نقش بندے  
 بود گردم غبار خاک آن در  
 سر من زبیر پایش باد چوں خاک  
 بدر و عشق اگر مہیرم زہے کل  
 اگر یارے کشیدہ تیغ آید  
 دل و جان و سرو تن دین و دنیا

محمد خویش را عاشق نہد نام  
 نہ دیدم آن چہاں یکے و نہا

دیدم بہ کلیسیا نگار سے  
 مدمن خمرے خراب شکلے  
 زین درد کتے شراب خوارے  
 دیوانہ و شے نزار و زارے

نور حال

گفت از سر وقت خویش جانے  
 آنکہ بصفائے مے نگہ کُن  
 بر لوح وجود نسبت نقشے  
 معنوں چہ کس است کیت سیلی  
 بنشین و شراب نوش باے  
 میں عکس جمال رو سے یارے  
 جز صورت نسخہ نگارے  
 خسرو کہ بود کدام فرما  
 بہر چہ زین عزیز مصہر است  
 گل چیت کجاست زخم خارے  
 تیسریں بچہ گشت خوشگوارے  
 از کرد و یک غلام خوارے  
 یعقوب کہ بود رستگارے  
 محمود کہ بود شہر یارے  
 جز بنجرے شراب خوارے

بیشک بخدا محمد اینجاست

چوں احمد پاک حق گذارے

نبارہ

الا اے شاہد مہ رولقائے  
 الا اے صاحب تیسریں کلائے  
 الا اے مطرب خوش خوانوائے  
 الا اے ساقی ساوہ صفائے  
 الا اے زاید مقبول دعوت  
 الا اے شیخ بر سجادہ جاوہ  
 الا اے فرید و مارا کن و عاے  
 الا اے نفس زن تا بدام اقتدماے  
 الا اے عفاک الشدیا شیخ المشائخ  
 الا اے بروے خوب روے ابتلائے  
 الا اے رسیدہ بانہا عم سرم و لیکن  
 الا اے نثار و درو عشقش انتہائے  
 الا اے بدربایے شدم غرق اسی فیقال  
 الا اے نبودست ساحلش را اثناے  
 الا اے کہ درو عشق را نبود و وائے  
 الا اے جلیبا زحمت خود را بدر بر

بمحمد اللہ محمد عارفی تو

شناسی قدر بیدل متلائے

بضرب لب بسه خوش کردی بزخم غمزه آزرودی  
 جوان مست و چالاک کزین میدان تو گو برودی  
 جوان مژانه بینی تو که صافی هست یا دودی  
 همه عالم برائے تو بحسن نحوشتن فردی  
 مراے بت زمین بردی کنوں تو بسحه و وزی  
 تنے زار و نزارے ہم بہر دم بادم سردی

گر آید عمر پایا نے نیابی عشق را غایت

نہ پیری تو نو د سالہ بدانکہ کو دک خردی

تزدادہ شنگاری مرا سکینی وزاری  
 نگار خوبروئی تو جوانے خوب شکلی تو  
 رموز سحر ادانی توئی استاد جادوگر  
 ہوائے گل رنے مارا بگرداند بگلزاراں

یہ روی است این چشم بہر جا وید خوبے را

گرفته نقش در خاطر کشد و نبالہ اش خوری

سیر رویت

مادر و ہر چوں تو فرزندے  
 لعل شیریں تو شکر باے  
 عاقبت عاشقاں بد رو سید  
 پیر گشتیم تو بہ بکس نیم  
 نیست از سیم وزرا اگر نقدے  
 جعد شگون شکل چہ آں  
 لب تو نیست بلکہ برگ ترے است

بد رو سید

بت نیست

گر بزادہ نبود و لب بندے  
 دہنت پر ز شہدا آوندے  
 ز اہدایہ پودہ مدو پندے  
 عشق ابا ختیم یک چندے  
 بہر یک جرعه باز سر بندے  
 پائے مارا نہد سبب بندے  
 واں سر میں نیست بہت الوندے

اے محمد بدانکہ ماہِ دہر

کم بزا دست چوں تو فرزندے

عاشقاں گر گنند تو دیرے وار معذور کانت تدبیرے

توبہ ورزند نہ ہنم سائند تا فرود آورد بے شیرے

لعل شیرین او چہ تیز زبان بست شہد آمیز کرد تقریرے

اے محمد ترا میسر نیست راہ حق بے عنایت پیرے

بتلارا بہرچہ دست و ہر نکلند در رہ تو تقصیرے

حجدا و پائے بند بولفتح است

این جنیں رفتہ است تقدیرے

مرا افتادہ در خاطر کہ بر آیم ازیں ہستی

کہ اے طاووس جان من تو مرغ باغ قدوسکا

تو اے سیرغ باہمت چرا چوں صعوہ کردی

بسوی گلستان سبگر بروئے گل کہ منچند

بہاراں گلبنے خند و بہاراں بلبلیہ گریہ

برفتارے ہنادی پاہجیرت ایتادہ خلق

شدہ دلالہ خود بیرون رقیب پاسبان خفتہ

گہے وراثتی شادی گہے درخشم و لجوی

محمدا مچیں باشد مراد من روو کارے

ز بدبختی خود دانم کہ خواہم مرد از سستی

نگارا سرو قد گلعداری تو با ما است گو در دل چہ داری

بخوابی کشتنم از درد و مہسراں نہ ہے دولت بوصول آرزوہ داری

گر نفیم کرسی علوی نامم من بریں ہستی

چہ چوں زراغ و علیو از بمرادے خوشاں ہستی

بدام و دانہ افتادی تو ریش عقل گسستی

نشاط بلبلاں ہم میں چہ می بازند از سستی

بنار و ابرنیسانی نشد تازہ گل مستی ہستی

گنگھارے کشادی لبان مردماں ہستی دہان

وگر معشوق ہم خوش خو چرا فارغ باند سستی

گہے مردو کیے گشتہ ہمہ ذوق است خورد خورد خورد

ترا در سر ہمہ ناز است و شوخی  
تعالی افتد کہ چون تحفہ نگاری  
جہانے گشتہ سرگردانست بر تو  
تو فراع از ہمہ بینار واری  
ترا جز ناز و غمہ شیرہ نیست  
مرا عجز است و مسیکنی و زاری  
نماندہ چارہ الا کہ مسیرم  
پس دیوار و پیش در بخواری  
شدی گرد پس کوه سرینے  
ضرورت ہر طرف پس سنگاری

محمد عتقبازاں راست شہرے

نباشد عاشقے از در و عاری

بر لعل ببت سیاہ خاے  
افزودہ جمال بر جسمائے  
اے قد بلند و پست زلفین  
اے صورت قدس رامثائے  
یک خندہ زوی و عشوہ وادی  
گشیم از وز حال و حسائے  
تنگ و ہنست کہ پر شکر ہست  
بیرون است ز وہے و خبیائے  
بر ہم لب من لب تو حاشا  
کاین است محال در محائے

بحال و حالے

بو الفتح بوقت عیش و شباش

گذار ہوائے جاہ و ماے

## مثنوی

محمد چوں تو در عالم ندیدم  
نہ از کس مثل تو جائے شنیدم  
دریں دوراں تو تنہا بے نظیری  
تو سلطانی نہ محتاج و زیری  
توئی مستے خرابے عتقبازاے  
توئی رندے لوندے سرفرازاے  
توئی پیرمغان پیشواے  
توئی در بیت پرستی رہنماے  
ترا در عاشقی نام بلند است  
ترا در خو زوی را ہے پسند است

تو خود بیگانه از خویش و خویشان  
 یکے خود کا منہ بد خو کیسے  
 ترانے نام و ننگ جاہ و جاگیر  
 تو خوباں را یا موزی کر شمشیر  
 نہال بت پرستی را تو بسنیاد  
 ہمیشہ بر در خمار شسته  
 کنی بر قاضی و مفتی تمسخر  
 جس بانگ موزن را برابر  
 ترا پیوستہ ابرو سے تباہ شد  
 بہر وجہ تو رواج بت ستانی  
 چرادادی مکن رو سے تباہ را  
 ترارو سے تباہ شد آئینہ سار  
 صفای بادہ را نظارہ کردی  
 تو عین و عکس را یکجا نہادی  
 تو خود را از وجود خود بدر کن  
 چه باشد بلی و جنوں کد ام است  
 محمد عیسیٰ و موسیٰ و آدم  
 رہ آدم اگر البیس میزد  
 خدا یا این بلا و منت نہ از تست  
 بر آد آفتاب ما پہان است  
 تو خود دیوانہ گشتہ پریشان  
 یکے پس ماندہ کم از خیسے  
 ترانے عقل و ہوش و راہ تدبیر  
 نہی برو سے مرویاں تو و سمہ  
 نہائی راہ گراہی تو استاد  
 نہ خم را لب ما پاک شسته  
 کنی از زاید دعا بد تنفس  
 کنی تو کفر را بادیں سرا سر  
 بجائے قبلہ این ایمان جان شد  
 گہے صافی شوی گا سے کبابی  
 نہ شخصت یافتی عکس و نشان را  
 بہ میں عین الیقین مقصود و میرا  
 بدستے نسخہ سادہ بہ بروی  
 تو سر غیب را از سر کشادی  
 پس آنکہ سو سے بت رویان نظر کن  
 ز لیا جیبی و یوسف غلام است  
 یکے اندر یکے شد اسم اعظم  
 بگو البیس را کہ مسیکنند رو  
 کہ تخم ہر بلا از دست تو رست  
 خلاف مطلعش سر سے نہان است

شخص

زبان را تو ازین گفتار گرد آ

تورخت خود ازین بازار بردار

## رباعیات

پروانہ چراغ دید شد دیوانہ  
از خویش بشد بیچ پروانہ  
از خود بہ بریدستی خویش بدید  
شد عین چراغ آتش و پروانہ

پروانہ چراغ دید گفنت کہ منم  
گر روزے چند صورتے بود جدا  
با آتش عین بہت جان و تنم  
بالحق حقیقت است کان جہلنم

در کوئے خرابات منغان پریم  
من ہرچہ کنم روا بہت ولیک  
در مجلس طامات جوانے مسیرم  
شیخی است محمد بے تزدیرم

بے شمع رننے اگر نہ سوزم چہ کنم  
چوں عکس ہے زہر در چشم آید  
صد پارہ دے شدہ ندوزم چہ کنم  
اے مردم اگر نمی فسروزم چہ کنم

از درد فراق اگر نہ سالم چہ کنم  
میگوئی با توام نہ ام ہرگز دور  
روز و شب اگر نہ در خیالم چہ کنم  
در عین حضور بے وصالم چہ کنم

دل در پے دلبرے پیوید چہ کند  
دل آئینہ عکس بت درو شد پیدا  
از درد فراق جاں بخوید چہ کند  
دل خود را عین بت نگوید چہ کند

۱۔ بروز کینہ بہت و سوم ذی الحجہ ۱۰۰۰ ہجری قمریہ در دہلی بروز جمعہ بہت و ہفتم ذی الحجہ ۱۰۰۰ ہجری قمریہ  
۲۔ ایضاً گے ایضاً۔

بیدر و مباد، هیچ فروے نامر و مباد، هیچ مروے  
بیدر و مباد، هیچ وقتے بے وقت مباد، هیچ دروے

معتوقہ اگر کتاب داری معشوس دل سیاہ داری  
معتوقہ بود کتاب حاشا بازنگی و بربری چہ یاری

معتوقہ من کتاب من شد بستہ دل من بد و شاد است  
گوئی کہ مرا بہ عاریت وہ معتوقہ بباریت کہ داد است

### تمام شد

دیوان عاشق شہباز سرافراز مخدوم ابو الفتح ولی الاکبر الصباوق سید محمد یوسف  
الملقب بگلیو دراز قدس اللہ سرہ العزیز کہ مسمیٰ انیس العشاق است۔

## غلطنا دیوان انیس العشاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۶	دلک	دلک	۶۶	۲۱	سودا	سودہ
۳	۸	دوتا کردہ	دوتا کردہ	۷۰	۱۵	نکار	نکار
۳	۱۲	نماند	نماند	۷۲	۹	دیوانہ	دیوانہ
۳	۱۶	مصطفوی	مصطفوی	۷۶	۲۰	روا بے نور	رو بے نور
۴	۳	بجرد و مطالعہ	بجرد و مطالعہ	۷۷	۲۱	مرد	مرد

پہانی	پہانے	۹	۷۹	بے اذکار	بے ذکر	۲۱	۶
ضعف	ضعف	۱۱	۷۹	بارے	باری	۱	۹
بوس	بوسہ	۱۲	۷۹	بیمیرم	بیمیرم	۱۳	۱۰
بیتیم	بیتیم	۱۶	۸۳	درعجب	درعجب	۶	۱۳
حزیم	حزیم	۱۷	۸۷	یکے شد	یکے شد	۲۰	۱۶
سے	یسے	۱۸	۸۷	باشد ہم	باشدی ہم	۲	۱۸
رامی شتابد	رامی شتابد	۲۰	۸۷	بذل	نذل	۱۷	۲۰
فضل	فصل	۲۰	۸۹	سوختہ	سوختہ	۶	۲۱
بخش وخواہ	بخش وخواہ	۱۵	۸۹	ستے	سے	۱۲	۲۲
مغلے	مغلے	۱۳	۹۰	بیرم	بیرم	۱۱	۲۳
درہر	درہر	۱	۹۲	گردادہ حق ترا	گردادہ حق قرا	۱۳	۲۳
بیزاری	بیزاری	۵	۹۶	آن بیرم	آن بہ بیرم	۵	۲۵
بیرم	بیرم	۱۹	۹۷	شد	شدہ	۱۷	۲۶
بہرآن	بہرآن	۷	۹۸	کہ سرینے	کہ سرینی	۱۶	۲۷
میگذازم	میگذازم	۹	۹۸	بے	پہ	۲۱	۲۷
گراہم	گراہم	۱۳	۱۰۳	بے فگار	بے نگار	۱۵	۲۸
دلبری	دلبری	۱۲	۱۰۶	انفعاے	انفعاے	۱۰	۳۰
بے	بے	۸	۱۰۸	بلاے	بلاے	۱	۳۵
محرمی	محرومی	۱۱	۱۱۷	شستند	شستند	۱	۳۱
فراقے	فراقے	۱۰	۱۱۹	ابوالفتح جال	ابوالفتح جال	۲	۳۲
میرے	میری	۸	۱۲۲	کہ	کہ	۲۱	۳۳
گو	گرے	۱۰	۱۲۳	آزاد	آزار	۱	۳۳
گردار	گردار	۱۹	۱۲۵	نمیدانم	نمیدانم	۷	۳۴
فتوحے	فتوحے	۶	۱۲۷	میگوانست	میگوانست	۵	۳۸
بوسے	بوسے	۹	۱۳۵	رسد	رسد	۱۶	۵۱
یارے عزیزے	یار عزیزے	۸	۱۳۹	بے	بے	۶	۵۲
بارے	بارے	۱۶	۱۴۱	چہ لطف وارد	چہ وارد	۷	۵۷
کنارے	کناری	۲۰	۱۴۱	جوبے	جوبے	۹	۶۳
چنانکہ	چنانکہ	۳	۱۴۵	کہ	کہ	۱۳	۶۳



حافظ محمد حامد صدیقی

مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف نے

عہد آفرین برقی پریس (حیدرآباد دکن)

میں چھپوا کر ذوق کتب خانہ روضتین گلبرگہ سے شایع کیا

ملنے کا پتہ

مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ









